اتباع سنت
اور
علماء امت

تالیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ
(استاذ مساعد جامعہ اسلامیہ، مدینہ طیبہ، سعودی عرب)

اردو ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی

اتباع سنت

اور

علماء امت

تالیف

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ

(استاذ مساعد جامعہ اسلامیہ، مدینہ طیبہ، سعودی عرب)

اردو ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

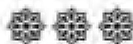
جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی

نام کتاب	:	اتباع سنت اور علماء امت
تالیف	:	فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی المدخلی حفظہ اللہ (استاذ مساعد جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ)
ترجمہ	:	ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
سنہ اشاعت	:	شوال 1438ھ مطابق جولائی 2017ء
تعداد	:	دو ہزار
ایڈیشن	:	اول
صفحات	:	168
قیمت	:	
ناشر	:	جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی۔

ملنے کے پتے:

- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 225071 / 226526۔
- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070۔ ٹیلیفون: 022-26520077
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، بزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون: 02356-264455
- شعبۂ دعوت وتبلیغ، جماعۃ المسلمین، مہسلہ، ضلع رائے گڈھ، مہاراشٹرا۔

فہرست مضامین



عرض ناشر

الحمدلله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

اسلام خالص کی دعوت، تعلیم وتربیت اور اس کے تعارف کے ساتھ ساتھ سماج ومعاشرہ کے دیگر بنیادی انسانی تقاضوں پر نمایاں کارکردگی میں جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی کا ایک موثر رول ہے، جو ملک کے پورے جماعتی وتنظیمی حلقے میں معروف ہے۔ یقیناً یہ تمام اللہ تعالی کی توفیق کے بعد جمعیت کے امیر محترم جناب عبد الحمید خان اور اس کے معزز اراکین ومعاونین کی انتھک کوششوں سے ہی حاصل ہے، فللہ الحمد والمنۃ، وجزاہم اللہ خیرا وبارک فی جہودھم۔

بھیونڈی جمعیت کی دعوتی، تعلیمی اور رفاہی سرگرمیوں کے ساتھ رسائل وکتب کی اشاعت وتوزیع کا کام بھی خصوصی پیمانے پر چل رہا ہے، اسی اشاعتی وتوزیعی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے عالم اسلام کے مشہور داعی سنت وسلفیت جناب ڈاکٹر محمد بن ہادی مدخلی حفظہ اللہ کا اتباع سنت اور ائمۂ کرام واکابرین کے منہج واصول پر محققانہ رسالہ "الاقناع بما جاء عن أئمة الدعوة من الأقوال فی الاتباع" کا یہ مستند اردو ترجمہ شائع وذائع کیا جارہا ہے جسے جماعت کے ممتاز فاضل ومولف جماعت شیخ عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ نگراں شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی نے تیار فرمایا ہے۔ اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں مزید برکت عطا فرمائے، آمین۔

اس کتاب سے اعلام وائمہ امت کو چاروں تقلیدی سلسلے میں کسی نہ کسی سلسلہ سے عامی تقلیدی مولویوں کے جوڑنے کی ناروا وغیر ایماندارانہ کوششوں کا پردہ اٹھ جائے گا، ان شاء اللہ۔ البتہ توفیق ہدایت تو طلبگاران ہدایت ہی پاتے ہیں، یھدی إلیہ من ینیب۔

اخیر میں جمعیت اہل حدیث بھیونڈی کے امیر محترم جناب عبدالحمید خان و دیگر اراکین کے ساتھ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داروں کا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں، جن کی دعوتی ومنہجی غیرت کے تقاضوں کی بنیاد پر یہ کتاب منظر عام پر لائی جا رہی ہے۔

اللہ تعالی اسے مفید تر بنائے اور مولف ومترجم کے ساتھ تمام معاونین کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم۔

بھیونڈی

۲۱/ جولائی ۲۰۱۷ء

خادم جماعت

مطیع الحق سلفی

(ناظم جمعیت اہل حدیث بھیونڈی)

تقدیم

از: فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی (صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على رسوله النبي الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد:

قرآن وحدیث میں صراط مستقیم کی اتباع کے صریح حکم کے ساتھ دیگر راستوں کو "سبل متفرقہ" بتا کر اس پر چلنے سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ مزید خاص بات یہ ہے کہ صادق و مصدوق ﷺ کی زبان وحی ترجمان نے امت میں کثرت اختلاف وفرق سے خبردار کرتے ہوئے صراط مستقیم چھوڑنے والے کو ہلاک و برباد ہونے والا بتایا ہے، فرمان نبوی ہے:

"تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ"۔

صراط مستقیم اور سبل متفرقہ یعنی فرقوں کے راستوں کی وضاحت کرتے ہوئے اس حقیقت کو بھی واشگاف کر دیا گیا ہے کہ فرقہ پرستوں کے ساتھ صراط مستقیم کے پیروکاروں کا گروہ ہمیشہ دلائل و براہین کی قوت کے ساتھ موجود اور غالب رہے گا تا کہ حق کے ساتھ اہل حق کا وجود حجت کامل ہو، پھر کسی کے پاس عذر نہ رہ جائے۔

﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ [الأنفال: ۴۲]۔

یہ زیر نظر علمی کتاب اس حقیقت کی ترجمان ہے کہ صراط مستقیم اتباع سنت کی راہ ہے جو راہ

نجات ہے اور اہل علم واعلام امت جو صدق وصفا سے متصف ہیں وہ ہر دور میں اسی کے راہی رہے ہیں اور حال و مستقبل میں بھی یہ سلسلہ یہ سنت الہی جاری رہے گا۔

یہ کتاب اس جھوٹے دعایہ وپروپیگنڈہ کا مسکت جواب ہے کہ ائمہ واکابرین امت تقلید شخصی یعنی ائمہ اربعہ میں کسی نہ کسی کے مقلد رہے ہیں، فالعیاذ باللہ۔

یہ کتاب علمبردار سلفیت ڈاکٹر محمد بن ہادی بن علی مدخلی حفظہ اللہ کے گراں قدر علمی رسالہ ''الاقناع بما جاء عن أئمۃ الدعوۃ من الأقوال فی الاتباع'' کا معتبر اردو ترجمہ ہے جسے جماعت کے مستند خطیب ومصنف شیخ عنایت اللہ مدنی نے اشاعت کے لئے پیش کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ رسالہ متلاشیان حق کے لئے عظیم رہنما ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

صوبائی جمعیت کے ذمہ داران سے جمعیت اہل حدیث بھیونڈی نے اس اہم کتاب کی طباعت اور نشر واشاعت کی پیشکش کی، جسے قبول کرتے ہوئے انہیں دیدیا گیا ہے۔

اللہ تعالی رسالہ کے مولف، مترجم، ناشر اور معاونین سبھوں کو جزائے خیر دے اور اسے امت کے لئے مفید تر بنائے، آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم۔

ممبئی

۲۲/جولائی ۲۰۱۷ء

آپ کا دینی بھائی

عبدالسلام سلفی

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

عرض مترجم

علماء منہج سلف، اہل سنت و جماعت اہل الحدیث ہر دور میں حدیث وسنت کو حرز جاں بناتے ہیں کتاب وسنت یعنی فرمان الہی و فرمان نبوی ﷺ کی تلاش و جستجو اور اس پر عمل آوری ان کا مطمح نظر، نصب العین اور عین منشا ومقصود ہوتا ہے، وہ اسی کے لئے جیتے اور مرتے ہیں بنابریں وہ کسی امتی کے قول وعمل یا رائے اور فتویٰ کو قول وفعل رسول پر مقدم نہیں کرتے خواہ وہ کتنا ہی بلند مرتبت اور فضل ومنقبت کا مالک ہو۔ وہ سنت وحدیث کے بالمقابل کسی شخصیت، رائے، فرقہ، جماعت، فکر، مسلک ومشرب یا نظریہ کے لئے کوئی تعصب نہیں رکھتے بلکہ سنت وحدیث کی تقدیم وترجیح، اولیت اور بالادستی ان کا قولی وعملی شیوہ اور وطیرہ ہے کیونکہ وہ امامت کبریٰ وعظمیٰ، عامہ ومطلقہ اور عصمت وکفایت الہی کا حقدار صرف رسول گرامی ﷺ کو سمجھتے ہیں، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"فَإِنَّ أَهْلَ الْحَقِّ وَالسُّنَّةِ لَا يَكُونُ مَتْبُوعُهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِي لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى فَهُوَ الَّذِي يَجِبُ تَصْدِيقُهُ فِي كُلِّ مَا أَخْبَرَ؛ وَطَاعَتُهُ فِي كُلِّ مَا أَمَرَ"[1]۔

کیونکہ اہل حق وسنت کا متبوع وپیشوا رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں جو خواہش نفسانی سے کوئی بات نہیں کہتے جو بھی کہتے ہیں صرف وحی کی بنیاد پر کہتے ہیں، لہذا انہی کی دی ہوئی تمام خبروں میں ان کی تصدیق کرنا اور تمام اوامر میں انہی کی اطاعت کرنا واجب ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

"إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِأَنْ تَكُونَ هِيَ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ؛ الَّذِينَ

(1) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (3/346)۔

لَيْسَ لَهُمْ مَتْبُوعٌ يَتَعَصَّبُونَ لَهُ إِلَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ"[1]۔

یقیناً انسانیت میں نجات یافتہ جماعت ہونے کے سب سے زیادہ حقدار اہل حدیث وسنت ہیں، جن کا کوئی پیشوا نہیں جس کے لئے وہ تعصب کرتے ہوں سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔

مزید فرماتے ہیں:

''وَاتَّفَقُوا كُلُّهُمْ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مَعْصُومًا فِي كُلِّ مَا يَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهَى عَنْهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلِهَذَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ: كُلُّ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. وَهَؤُلَاءِ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَدْ نَهَوُا النَّاسَ عَنْ تَقْلِيدِهِمْ فِي كُلِّ مَا يَقُولُونَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِمْ''[2]۔

تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اپنی حکم کردہ یا منع کردہ باتوں میں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی معصوم نہیں ہے، اور اسی لئے بہت سے ائمہ نے کہا ہے کہ: لوگوں میں سے ہر ایک کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ اور اسی لئے ان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے بھی اپنی کہی ہوئی تمام باتوں میں لوگوں کو اپنی تقلید سے منع کیا ہے، اور ان پر واجب بھی یہی تھا۔

سلف امت کے علماء وائمہ کا ہمیشہ سے یہی منہج واصول رہا ہے اور یہی عین منہج اسلام ہے جو امت کے ہر فرد و جماعت سے مطلوب ومقصود ہے۔ ان کے علماء وائمہ کے اقوال وفرمودات اس پر بخوبی دلالت کناں ہیں، بطور مثال چند شہادات ملاحظہ فرمائیں:

علامہ حافظ حکمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فَانْظُرْ أَيُّهَا الْمُنْصِفُ أَقْوَالَهُمْ ثُمَّ اعْرِضْهَا عَلَى نُصُوصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ هَلْ تَجِدُهُمْ حَادُوا عَنْهَا قِيدَ شِبْرٍ، أَوْ قَدَّمُوا عَلَيْهَا قَوْلَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ كَائِنًا مَنْ كَانَ؟ حَاشَا وَكَلَّا وَمَعَاذَ اللَّهِ، بَلْ بِهَا اقْتَدَوْا وَمِنْهَا تَضَلَّعُوا، وَبِنُورِهَا اسْتَضَاءُوا وَإِيَّاهَا

(۱) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (3/347)۔

(۲) مجموع فتاوی ابن تیمیہ (20/210)۔

اتَّبِعُوا، فَهَدَاهُمُ اللَّهُ بِذَلِكَ لِمَا اخْتَلَفَتْ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ، وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"(1)۔

لہذا اے انصاف ور! ذرا اہل سنت کے اقوال کو دیکھو پھر انہیں کتاب وسنت کے نصوص پر پیش کرو، کیا تم انہیں پاتے ہو کہ وہ ایک بالشت بھی سنت سے مائل ہوئے ہوں یا سنت رسول ﷺ پر کسی شخص کی بات کو مقدم کیا ہو، خواہ وہ کوئی بھی ہو؟ ہرگز نہیں، اللہ کی پناہ! بلکہ انہوں نے سنت ہی کو آئیڈیل بنایا، سنت ہی سے آسودہ ہوئے، سنت ہی کے نور سے روشنی حاصل کی، اور سنت ہی کی پیروی کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے انہیں اختلافی امور میں حق کی ہدایت بخشی، اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إذا بانت لنا سنة صحيحة من رسول الله ﷺ عملنا بها، ولا نقدم عليها قول أحد كائنا من كان، بل نتلقاها بالقبول والتسليم، لأن رسول الله ﷺ في صدورنا أجل وأعظم من أن نقدم عليه قول أحد، فهذا الذي نعتقد وندين الله به"(2)۔

جب ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے صحیح سنت واضح ہو جاتی ہے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، اور اس پر کسی کی بات کو مقدم نہیں کرتے خواہ کوئی بھی ہو، بلکہ اسے پورے طور پر تسلیم وقبول کر لیتے ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سینوں میں اس سے کہیں زیادہ محترم اور باعظمت ہیں کہ ہم ان پر کسی کے قول کو مقدم کریں، چنانچہ یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اسی بنیاد پر ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اسی طرح ایک جگہ "محمد رسول اللہ" کی شہادت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ومن حقيقة هذه الشهادة العظيمة – شهادة أن محمدا رسول الله – ﷺ –

(1) معارج القبول بشرح سلم الوصول (1/ 280)۔

(2) دیکھئے: دعوۃ الامام محمد بن عبدالوہاب سلفیۃ لا وہابیۃ، از احمد بن عبدالعزیز بن عبداللہ الحصین (ص: 85)۔

الاقتداء والتأسي به، واتباع سنته، والرد إليه في حياته عند التنازع، وإلى سنته بعد وفاته ﷺ، وتقديم سنته على رأي كل أحد كائنا من كان، والحذر من مخالفته ومشاقته ومحادته ﷺ"[1]۔

اس عظیم گواہی "محمد رسول اللہ ﷺ" کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کو آئیڈیل اور نمونہ بنالیا جائے، اور آپ کی سنت کی پیروی کی جائے، اور تنازع کی صورت میں مسئلہ کو آپ کی زندگی میں آپ کی طرف لوٹایا جائے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹایا جائے، اور آپ کی سنت کو ہر ایک کی رائے پر مقدم رکھا جائے خواہ کوئی بھی ہو نیز آپ ﷺ کی مخالفت، دشمنی اور نافرمانی سے ڈرا جائے۔

امام علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لا نعارض قول رسول الله بقول أحد من الناس، كائنا من كان، حتى لو جاءنا قول لأبي بكر، وهو خير الأمة، وقول لرسول الله ﷺ، أخذنا بقول رسول الله ﷺ"[2]۔

ہم رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو لوگوں میں کسی کی بات سے نہیں ٹکراتے، خواہ کوئی بھی ہو، حتی کہ اگر ہمارے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی قول آئے جو امت میں سب سے بہترین ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول آئے تو ہم رسول اللہ ﷺ ہی کے فرمان کو لیں گے۔

اسی طرح محدث العصر امام علامہ البانی رحمہ اللہ سنت کی خلاف ورزی کی بابت سلف کے سخت موقف کی بابت امام ابن القیم رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَقَدْ كَانَ السَّلَفُ الطَّيِّبُ يَشْتَدُّ نَكِيرُهُمْ وَغَضَبُهُمْ عَلَى مَنْ عَارَضَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِرَأْيٍ أَوْ قِيَاسٍ أَوِ اسْتِحْسَانٍ أَوْ قَوْلِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ كَائِنًا مَنْ كَانَ، وَيَهْجُرُونَ فَاعِلَ ذَلِكَ، وَيُنْكِرُونَ عَلَى مَنْ يَضْرِبُ لَهُ الْأَمْثَالَ، وَلَا يُسَوِّغُونَ غَيْرَ الِانْقِيَادِ لَهُ وَالتَّسْلِيمِ وَالتَّلَقِّي بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَلَا يَخْطُرُ بِقُلُوبِهِمْ

---

(1) حقیقۃ شہادۃ أن محمدا رسول اللہ ﷺ، از عبد العزیز بن عبد اللہ بن محمد آل شیخ (ص:75)۔

(2) شرح العقیدۃ الواسطیۃ، از ابن عثیمین (2/321) نیز دیکھئے: شرح الأربعین النوویۃ، از ابن عثیمین (ص:27)۔

التَّوَقُّفُ فِي قَبُولِهِ"(۱)۔

نیک سلف رسول ﷺ کی حدیث کے خلاف کوئی رائے یا قیاس یا استحسان یا کسی شخص کی بات پیش کرنے والے پر سخت نکیر فرماتے اور غضبناک ہوتے تھے، اور ایسا کرنے والے کا بائیکاٹ کرتے تھے، اور اس کے لئے مثالیں بیان کرنے والے کو سخت ڈانٹ پلاتے تھے، اور سننے مان لینے کے ذریعہ اُس کی تابعداری اور تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی صورت روا نہ قرار دیتے تھے، اور اس کی قبولیت میں توقف کرنے کی بات تو ان کے دلوں میں کھٹک بھی نہ سکتی تھی۔

بہر حال زیر نظر کتاب عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کی ایک مایہ ناز، ٹھوس، علمی، منہجی اور دعوتی شخصیت فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ کے ائمہ دعوت سلفیت کے جذبہ اتباع سنت کی وضاحت اور اندھی تقلید ائمہ پرستی اور جمود وتعصب کی قولی وعملی تردید کے سلسلہ میں تحریر کردہ اہم رسالہ "الاقناع بما جاء عن أئمة الدعوة من الأقوال في الاتباع" کا اردو ترجمہ ہے، جسے شیخ حفظہ اللہ نے بڑی تحدی وعرق ریزی اور اتباع سنت اور علماء امت کے دفاع کی بابت غیر تمندانہ جذبہ خالص سے حوالہ قلم کیا ہے۔

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر محمد بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں، آپ عرصہ دراز سے عالم اسلام کی مایہ ناز یونیورسٹی "جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ" میں حدیث وعلوم حدیث کے موقر استاذ اور عالم اسلام کے مستند سلفی داعی ہیں، اپنی علمی گیرائی وپختگی، عقدی ومنہجی غیرت وصلابت اور حق گوئی وبیباکی سے معروف ہیں، آپ کے اساتذہ میں دیگر اہل علم کے علاوہ امام العصر علامہ عبدالعزیز ابن باز اور محدث المدینہ علامہ حماد بن محمد الانصاری رحمہما اللہ قابل ذکر ہیں، جبکہ عالم اسلام کے معتبر منہجی علماء اہل سنت نے آپ کی علمی حیثیت، منہجی غیرت اور حق گوئی کا حسن اعتراف کیا ہے، جن میں امام العصر علامہ ابن باز رحمہ اللہ، علامہ محمد بن امان علی جامی رحمہ اللہ، علامہ احمد بن یحییٰ نجمی رحمہ اللہ، علامہ ربیع بن ہادی بن عمیر المدخلی حفظہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔

---

(۱) آداب الزفاف فی السنۃ المطہرۃ، از علامہ البانی (ص: 267)، نیز دیکھئے: اعلام الموقعین (6/ 179)۔

واضح رہے کہ راقم الحروف نے جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ کے دور طالبعلمی سنہ ۲۰۰۴ء میں کلیۃ الحدیث میں شیخ حفظہ اللہ سے کتاب کے مشمولات کی اہمیت کے پیش نظر اس کے اردو ترجمہ کی اجازت لے کر اس کا ترجمہ کیا تھا۔ جو اللہ کی توفیق ونصرت سے آج زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہی ہے، فللہ الحمد والمنۃ ولہ الأمر من قبل ومن بعد۔

کتاب کے ترجمہ میں کوشش یہ رہی ہے کہ الفاظ وتعبیرات سے آزاد ہوئے بغیر زبان سلیس اور رواں رہے اور مولف کے مقصود کی کماحقہ ترجمانی ہو سکے، میں اللہ تعالی سے حسن توفیق، غلطیوں لغزشوں سے معافی اور نفس وشیطان کے شر سے پناہ کا خواستگار ہوں۔ ساتھ ہی اللہ ذو الکرم سے پر امید ہوں کہ ان شاء اللہ کتاب اردو داں طبقہ کے حق میں اپنے موضوع پر شاہکار اور مفید ثابت ہوگی۔

میں اس کتاب کی اشاعت پر اللہ عزوجل کی حمد وشکر کے بعد اپنے مشفق والدین کا بے انتہا شکر گزار ہوں بعدہ مسلک حق کی علمبردار صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی بالخصوص اس کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبد السلام سلفی حفظہ اللہ کا تہ دل سے ممنون ہوں، جن کی عقدی ومنہجی غیرت، نشر سنت کی بے پایاں حمیت، پیہم جد وجہد اور حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں اس کتاب کی اشاعت عمل میں آئی، دعا ہے کہ اللہ تعالی انہیں اس پر اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

اسی طرح جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ بھیونڈی بالخصوص اس کے صدر جناب عبد الحمید خان صاحب اور دیگر اراکین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ٹرسٹ کی جانب سے اس اہم رسالہ کی طباعت واشاعت کی خواہش ظاہر کی اور اس کے اخراجات کا ذمہ لیا، فجزاہم اللہ خیرا۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے یکساں مفید بنائے اور اراکین جمعیت اور دیگر محسنین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

ممبئی/ ۲۰ رمضان ۱۴۳۸ھ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ مدنی
(شعبہ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)
(inayatu█ahmadani@yahoo.com)

❁ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب تمام اولین و آخرین کی سعادت و نیک بختی انبیاء و رسل علیہم السلام کی اتباع پر موقوف ہے تو یہ بات بھی طے ہے کہ اس کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو رسولوں کے آثار کے بخوبی علم رکھنے والے اور ان کے سب سے زیادہ پیروکار ہیں۔ لہٰذا ان کے اقوال و افعال کے جاننے والے اور ان کے سچے پیروکار ہی دراصل ہر زمان و مکان میں سعادت مند و نیک بخت ہیں' جو ہر ملت کا نجات یافتہ گروہ ہے' اور وہ اس امت کے اہل سنت و حدیث ہیں''۔

(الدرر السنیۃ: ۲/۲۱)

❁ امام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ سنت رسول ﷺ کی تلاش و جستجو اور اس کی معرفت کے سلسلہ میں سب سے عظیم جماعت اہل حدیث ہے۔۔۔ اس سلسلہ میں صرف وہی اختلاف کرسکتا ہے جو اللہ عزوجل' اس کے رسول ﷺ اور اس کے مومن بندوں کا دشمن ہو''۔ (الرسائل النجدیۃ: ۴/۱۲۴)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''علماء اہل حدیث سے بغض اور ان کے بارے میں زبان درازی وہی کرسکتا ہے جو بد بختی' جھوٹا اور بیہودہ گوئی کرنے والا ہو''۔ (الرسائل النجدیۃ: ۴/۷۵)

❁ علامہ عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن فرماتے ہیں:

''اہل سنت و حدیث ہر جگہ اور ہر دور میں دنیا والوں کے مشق ستم رہے ہیں: اہل سنت ان سے محبت اور ان کی مدح و ثنا میں ممتاز ہیں' جبکہ اہل بدعت ان کی عیب جوئی اور طعن و تشنیع میں معروف ہیں''۔ (الدرر السنیة: ۴/ ۱۰۲)

❁ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''اگر آپ کو اہل علم میں سے کوئی شخص مل جائے جو دلیل کا طالب' اسے فیصل ماننے والا اور حق کا پیروکار ہو' خواہ حق جہاں کہیں اور جس کسی کے ساتھ ہو، تو وحشت ختم ہو جائے گی، انسیت و اطمینان حاصل ہو گا گرچہ وہ آپ کا مخالف ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اگر وہ آپ کا مخالف بھی ہو گا تو آپ کو معذور سمجھے گا۔

اس کے برعکس جاہل ظالم بلا حجت آپ کی مخالفت کرے گا اور بلا دلیل و برہان آپ کو کافر یا بدعتی قرار دے گا۔ آپ کا گناہ صرف یہ ہے کہ آپ اس کے تباہ کن طریقہ اور اس کے مذموم طور و کردار سے اعراض کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے لوگوں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھانا کیونکہ ایسے ہزاروں لوگوں کی بھیڑ اہل علم کے ایک فرد کی برابری نہیں کر سکتی' جبکہ اہل علم کا ایک فرد دنیا بھر کے جاہلوں سے افضل و برتر ہے۔ (اعلام الموقعین: ۳/ ۲۰۸-۲۰۹)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمدللہ وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ۔أما بعد:

قاری کریم! مجھے خوشی ہے کہ بابرکت سلفی دعوت کے ائمہ رحمہم اللہ کے اقوال وفرمودات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ آپ کی خدمت میں پیش کروں جو درج ذیل مسائل سے متعلق ہے:

☆ اتباع کتاب وسنت اوران کی تعظیم کی ترغیب نیز یہ کہ کتاب وسنت ہر شخص کے قول پر مقدم ہیں خواہ کوئی بھی ہو۔

☆ تقلید کی مذمت، نیز یہ کہ نہایت اضطرار ومجبوری کی حالت ہی میں تقلید کی راہ اپنائی جاسکتی ہے، اور وہ بھی علم کے تمام ابواب ومسائل میں نہیں بلکہ جہاں حد درجہ دشواری اور پیچیدگی ہو۔

☆ میں نے اس میں تقلید اس کی قسمیں اور ہر قسم کا حکم بیان کیا ہے۔

☆ کیا حق مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) میں محصور ہے؟

☆ اور پھر مختلف مسلکوں میں تصنیف شدہ فقہی کتابوں کے سلسلہ میں صحیح موقف ائمہ اربعہ اور دیگر اہل علم کے ادب واحترام اوران کے علوم سے استفادہ کے وجوب کے بیان پر رسالہ کا اختتام کیا ہے۔

میں نے ائمہ رحمہم اللہ کے تمام اقوال وفرمودات حرفاً حرفاً نقل کئے ہیں اوران کی کتابوں رسالوں اور فتاوؤں کا حوالہ دیا ہے۔

اور میں نے - اگر مکمل نہ کہوں تو - زیادہ تر اعتماد کتاب "الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ" پر کیا ہے جو عالم فقیہ شیخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی تالیف ہے، کیونکہ یہ اس بابرکت سلفی دعوت کے ائمہ کے رسائل پر مشتمل سب سے جامع کتاب ہے (مولف کو اس باب میں جو کچھ بھی مل سکا ہے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، سوائے بعض مسائل کے جن کا خلاصہ نہ ہوا ہو، یا جن کی نسبت قائلین کی طرف قطعی نہ ہو)[1]۔

اس رسالہ کی تالیف کا مقصد:

۱- اپنے نوجوانوں کو ان ائمہ رحمہم اللہ کے مقام و مرتبہ سے واقف کرانا' جن کی اکثریت ان کی کتابوں کے پڑھنے سے غافل ہے۔ اور ان لوگوں کی تردید جن کا خیال ہے کہ یہ سارے ائمہ مقلد تھے' انہیں حدیث کا کوئی علم نہ تھا۔

۲- اس بات کی وضاحت کہ امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے عقیدہ و فقہ دونوں پہلوؤں پر سلفی دعوت کی تجدید فرمائی تھی' بایں طور کہ دونوں جوانب میں دلیل قرآن و سنت کی اتباع ضروری ہے۔

اور ان لوگوں کی تردید جو یہ کہتے ہیں کہ آپ کی دعوت ایک جانب (عقیدہ میں) تو سلفی تھی لیکن دوسری جانب (فقہ و مسائل میں) سلفی نہ تھی۔

۳- ان لوگوں کی تردید جو شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ان کے بیٹے امام عبد اللہ رحمہما اللہ سے منقول بعض اقوال جن میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ "امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب پر ہیں" سے استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں' تاکہ اپنے مطلوب "مسلک کی

---

(۱) یہ بات علامہ محدث فقیہ اصولی مفتی دیار سعودیہ شیخ محمد بن ابراہیم بن عبد اللطیف آل شیخ رحمہ اللہ نے اس کتاب کی تقریظ میں فرمائی ہے۔ دیکھئے: (۱/ ۷) نیا ایڈیشن۔

تقلید" کا وجوب ثابت کر سکیں اور اپنا خاص مقصد حاصل کر سکیں۔

حالانکہ یہ بے چارے نہیں جانتے کہ اپنے اس عمل سے وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی مبارک دعوت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

رَامَ نَفْعًا فَضَرَّ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ

وَمِنَ الْبِرِّ مَا يَكُونُ عُقُوقًا

اس نے نفع پہنچانا چاہا تو غیر ارادی طور پر نقصان پہنچا دیا' بعض حسن سلوک میں بھی نافرمانی ہوا کرتی ہے۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

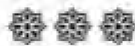
فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَتِلْكَ مُصِيبَةٌ

وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِي فَالْمُصِيبَةُ أَعْظَمُ

اگر آپ نہیں جانتے ہیں تو مصیبت ہے' اور اگر جانتے ہیں تو بہت بڑی مصیبت ہے۔

اخیر میں میں اللہ عز وجل سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کے مشمولات سے مجھے اور -میرے طالب علم بھائی- آپ کو نفع پہنچائے اور ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے' اور ہم تمام لوگوں کو ہدایت و نیکی کی راہ چلائے۔

والحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد، وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔



- مقدمہ: رسول ﷺ کی اطاعت واتباع کے وجوب پر دلالت کناں آیات
- پہلا مسئلہ: کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تقلید واجب ہے، خواہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہو یا دیگر لوگوں میں سے؟
- ایک شبہہ اور اس کا جواب
- دوسرا مسئلہ: کیا حق چار مسلکوں میں محصور ہے؟
- تیسرا مسئلہ: تقلید کا حکم
- چوتھا مسئلہ: تقلید کے باب میں طالب علم کو کیا کرنا چاہئے
- فصل: مذاہب کی فقہی کتابوں کے سلسلہ میں صحیح موقف
- فصل: ائمہ اربعہ اور دیگر اہل علم کا احترام اور ان کے علوم سے استفادہ واجب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَتُوبُ إِلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا.

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عليهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وسَلَّمَ تسليماً كثيراً.

أما بعد:

بیشک اللہ -جل ثناؤہ وتقدست أسماؤہ- نے محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا، تاکہ مشرکین کی ناگواری کے باوجود اسے تمام ادیان پر غالب کردے، اور آپ پر متبعین کے لئے کتاب ہدایت اور نور نازل فرمایا، اور آپ کو اس کی شرح وبیان کی ذمہ داری سونپی، ارشاد باری ہے:

﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٤﴾﴾ [النحل:۴۴]۔

ہم نے آپ کی طرف ذکر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اسے کھول کھول کر بیان کردیں۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس ذمہ داری کو بتمام وکمال اور بحسن وخوبی انجام دیا، آپ کتاب

اللہ کی تعبیر کرنے والے اور اس کے معانی کی رہنمائی کرنے والے تھے، آپ کے صحابہ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کے لئے چنا اور پسند کیا تھا آپ کے ساتھ ساتھ تھے، انھوں نے اس شرح وبیان کو آپ سے منتقل کیا، چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ اور کتاب اللہ سے اللہ کے مقصود ومراد کے بارے میں لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کتاب اللہ کی تعبیر کرنے والے ٹھہرے، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ، وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ، وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ"[1]۔

رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ پر قرآن اترتا تھا، آپ اس کی تفسیر وبیان جانتے تھے، چنانچہ آپ جو کچھ عمل کرتے ہم بھی اس پر عمل کرتے۔

اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر گامزن رہے۔

اور جو ان کے راستے سے نکل گیا وہ مسلمانوں کے راستے سے خارج ہوگیا اور اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنالیا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ۝١١٥﴾ [النساء:١١٥]۔

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول کی مخالفت کرے اور

---

(١) صحیح مسلم، ٢/٨٨٦، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، حدیث (١٢١٨) وسنن ابوداود، ٢/٣٥٥، کتاب المناسک، باب صفۃ حج النبی ﷺ، حدیث (١٩٠٥)، وغیرہ۔ اور نبی کریم ﷺ کے حج کے بیان میں سب سے مشہور حدیث حدیث جابر ہے۔

تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اور اس شدید دھمکی سے نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ رسول گرامی ﷺ کی اطاعت واتباع کی جائے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿١٣١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٣٢﴾﴾ [آل عمران: ١٣١-١٣٢]۔

اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾﴾ [آل عمران: ٣٢]۔

کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ [النساء: ٦٥]۔

تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصل نہ بنالیں، پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں

میں کوئی حرج نہ محسوس کریں، اور مکمل طور سے سر تسلیم خم کردیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾ ﴾ [النساء:٦٩]۔

اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جیسے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَأَرْسَلْنَٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ مَّن يُطِعِ ٱلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ ٱللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَآ أَرْسَلْنَٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾ ﴾

[النساء:٧٩-٨٠]۔

اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لئے پیغامبر بنا کر بھیجا ہے اور گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ جو رسول ﷺ کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ﴾ [النساء:٥٩]۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹادو اگر اللہ اور قیامت کے دن پر تمہارا ایمان ہے، یہ بہتر اور باعتبار انجام سب سے عمدہ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٣﴾ وَمَن يَعْصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُۥ يُدْخِلْهُ نَارًا خَٰلِدًا فِيهَا وَلَهُۥ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٤﴾ ﴾ [النساء: ۱۳-۱۴]۔

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ وَٱحْذَرُوا۟ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ ﴿٩٢﴾ ﴾ [المائدۃ: ۹۲]۔

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو، اور اگر تم نے منہ پھیرا تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ کا کام صرف کھلا پیغام پہنچانا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ ۖ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَصْلِحُوا۟ ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۖ وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝١﴾ [الانفال:۱]۔

یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے! کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول ﷺ کی، لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَجِيبُوا۟ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَقَلْبِهِۦ وَأَنَّهُۥٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝٢٤﴾ [الانفال:۲۴]۔

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے کہنے کو بجا لاؤ جب رسول ﷺ تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے، اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَنَٰزَعُوا۟ فَتَفْشَلُوا۟ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَٱصْبِرُوٓا۟ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ ۝٤٦﴾ [الانفال:۴۶]۔

اور اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے رہو، اور آپس میں

اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾﴾ [النور: ۵۱-۵۲]۔

جب مومنوں کو فیصلہ کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے تو انہیں یہ کہنا چاہیے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، اور حقیقت میں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾﴾ [النور: ۵۶]۔

اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت بجالاؤ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾ [النور:۵۴]۔

کہہ دیجیے کہ اللہ کا حکم مانو، رسول ﷺ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمے تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب تم رسول ﷺ کی اطاعت کرو، سنو رسول کے ذمے تو صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾﴾ [النور:۶۳]۔

تم اللہ کے نبی ﷺ کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کرلو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے، تم میں سے اللہ انہیں خوب جانتا ہے جو نظر بچا کر چپکے سے سرک جاتے ہیں، سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾﴾ [الاحزاب:۷۰-۷۱]۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راست گوئی سے کام لو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے اور تمہارے گناہ بخش دے، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگیا۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾﴾ [الاحزاب:٣٦]۔

اور دیکھو کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یاد رکھو جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

نیز ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ [محمد:٣٣]۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کا کہا مانو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٧﴾﴾ [الفتح:١٧]۔

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل

فرمائے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، اور جو اعراض کرے گا اسے دردناک عذاب دے گا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ۝٧﴾ [الحشر:۷]۔

جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس چیز سے روکیں رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت گرفت والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَأَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُوا۟ ٱلرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا ٱلْبَلَـٰغُ ٱلْمُبِينُ ۝١٢﴾ [التغابن:۱۲]۔

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کا کہا مانو، اور اگر تم نے اعراض کیا تو ہمارے رسول ﷺ کی ذمہ داری صرف کھلا پیغام پہنچانا ہے۔

نیز ارشاد الٰہی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝١﴾ [الحجرات:۱]۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

اسی لئے حسن[1] فرماتے تھے:

---

(۱) دیکھئے: تفسیر طبری: (۲۶/ ۱۱۷) وتفسیر عبدالرزاق: (۲/ ۲۳۰) والدر المنثور: (۷/ ۵۴۷)۔

''لَا تَذْبَحُوا قَبْلَ ذَبْحِهِ''[1]۔

نبی کریم ﷺ سے پہلے ذبح نہ کرو۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو سنت رسول ﷺ کی اتباع کرے گا میں اس کی موافقت کروں گا' اور جو گڈ مڈ کر کے اسے چھوڑ دے گا میں اس کی مخالفت کروں گا خواہ وہ میرا خاص دوست ہی کیوں نہ ہو۔ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا: جو ہمیشہ سنت رسول ﷺ کو گلے لگائے رکھے' خواہ وہ کوئی دور کا ہی کیوں نہ ہو، اور میں اسے ساتھی نہیں بنا سکتا: جو حدیث رسول ﷺ کا قائل نہ ہو' خواہ وہ کوئی قریبی کیوں نہ ہو''[2]۔

نیز فرماتے ہیں: ''میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جسے لوگ عالم سمجھتے ہوں یا جو اپنے آپ کو عالم سمجھتا ہو جو اس بات کا مخالف ہو کہ اللہ عزوجل نے امر رسول کی پیروی اور آپ کے فیصلہ پر مکمل رضامندی فرض قرار دی ہے، کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے بعد اگر کسی کی اتباع فرض کی ہے تو وہ رسول گرامی ﷺ کی ذات ہے۔ اور کسی کی بات کتاب اللہ اور سنت رسول کے بغیر نہیں مانی جا سکتی' کیونکہ ان دونوں کے علاوہ تمام باتیں انہیں کے تابع ہیں۔ اور بلا شبہ خبر رسول ﷺ کی قبولیت کی بابت اللہ عزوجل کا حکم تمام لوگوں کے لئے یکساں ہے' خواہ وہ ہم ہوں' یا ہم سے بعد اور پہلے کے لوگ ہوں' اللہ کا فرض سب کے لئے ایک ہے''[3]۔

---

(۱) امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب ''طاعۃ الرسول ﷺ'' سے ماخوذ ایک خطبہ کا اقتباس (قدرے تصرف کے ساتھ)، بحوالہ: اعلام الموقعین، از امام ابن القیم رحمہ اللہ (۲/ ۲۷۱)۔

(۲) دیکھئے: کتاب ''مناقب الشافعی'' از امام بیہقی (۱/ ۳۸۵) تحقیق سید احمد صقر۔

(۳) دیکھئے: کتاب ''جماع العلم'' از امام شافعی رحمہ اللہ (ص/ ۱۱) طبع دار المعارف للنشر، سال ۱۳۵۹ھ، وکتاب ''مناقب الشافعی'' از امام بیہقی: (۱/ ۴۷۵)۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''كَانَ أَحْسَنُ أَمْرِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عِنْدِي: أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْخَبَرَ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ، قَالَ بِهِ وَتَرَكَ قَوْلَهُ''[1]۔

مجھے امام شافعی رحمہ اللہ کی سب سے عمدہ بات یہ لگتی تھی کہ: جب وہ حدیث رسول ﷺ سنتے جو ان کے پاس نہ ہوتی' تو فوراً اسے اپنا کر اپنی بات ترک کر دیتے تھے۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرمان باری:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:۵۹]۔

(اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو)

کا معنیٰ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اپنے متنازعہ مسائل اللہ یعنی کتاب اللہ اور رسول یعنی سنت رسول ﷺ کی طرف پلٹا دیں' تو ہم نے قطعی طور پر یہ بات جان لی کہ جو بھی لوگوں کے متنازعہ مسائل کتاب وسنت کی طرف پلٹائے گا اسے یقیناً ان میں اس نزاع کا ستھرا فیصلہ ملے گا''[2]۔

نیز فرماتے ہیں:

''جب تمام اولین وآخرین کی سعادت ونیک بختی انبیاء ورسل علیہم السلام کی اتباع پر موقوف ہے تو یہ بات بھی معلوم ہے کہ اس کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو رسولوں کے آثار کے سب سے زیادہ جاننے والے اور ان کے سب سے زیادہ پیروکار ہیں۔ لہٰذا ان

---

(۱) اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے 'المدخل' (۲۵۱)، اور 'مناقب الشافعی' (۱/ ۴۷۶ تحقیق سید احمد صقر) میں نقل کیا ہے۔

(۲) الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ (۴/ ۸) جدید ایڈیشن۔

کے اقوال وافعال کے جاننے والے اور ان کے سچے پیروکار ہی دراصل ہر زمان ومکان میں سعادت مند و نیک بخت ہیں جو ہر ملت کا نجات یافتہ گروہ ہے اور وہ اس امت کے اہل سنت وحدیث ہیں"[1]۔

سچ فرمایا موصوف رحمہ اللہ نے: کیونکہ انہوں نے سنت رسول ﷺ کی معرفت میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں اور اس راہ میں ایسی ایسی مشقتیں برداشت کیں جن کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور اس کے پیچھے محض اتباع رسول ﷺ سے ان کی محبت اور آپ کے احوال وکوائف سے آگاہی کا جذبہ کارفرما تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی وخوش ہو۔

امام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

"یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ سنت رسول ﷺ کی معرفت اور جستجو کے سلسلہ میں سب سے عظیم جماعت اہل حدیث ہے' کیونکہ وہی ان کا دائمی مشغلہ تھا' انہوں نے حدیث رسول ﷺ کے حصول اور اس کی معرفت میں اپنی زندگیاں قربان کر دیں' اسے لکھنے' جمع کرنے اور اس کی تنقیح وتحقیق کا بھرپور اہتمام کیا' یہاں تک کہ صحیح وضعیف اور سچ اور جھوٹ کھول کھول کر بیان کر دیا' اس سلسلہ میں صرف وہی اختلاف کر سکتا ہے جو اللہ عزوجل' اس کے رسول ﷺ اور اس کے مومن بندوں کا دشمن ہو"[2]۔

سچ فرمایا موصوف رحمہ اللہ نے۔ بیشک قدر ومنزلت والوں کا مقام ومرتبہ قدر ومنزلت والے ہی جان سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے۔

اسی لئے شیخ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں اہل الحدیث پر طعن وتشنیع اور ان

(۱) الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ (۴/۲۱) جدید ایڈیشن۔

(۲) دیکھئے: "مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ" (۴/۱۲۴)۔

کی تنقیص کرنے والوں سے اُن کا دفاع کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"علماء اہل حدیث سے بغض اور ان کے بارے میں زبان درازی وہی کرسکتا ہے جو بدعتی، جھوٹا اور بیہودہ گوئی کرنے والا ہو"(1)۔

علامہ شیخ عبد اللطیف بن شیخ عبد الرحمن بن شیخ حسن بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

"اہل سنت وحدیث ہر جگہ اور ہر دور میں دنیا والوں کے مشق ستم رہے ہیں: اہل سنت ان سے محبت اور ثنا خوانی میں ممتاز ہیں جبکہ اہل بدعت ان کی عیب جوئی اور طعن وتشنیع میں معروف ہیں"(2)۔

یہ لوگ امام احمد رحمہ اللہ کے منہج کے موافق ہیں، وہ یہ کہ سنت رسول کی تعظیم کی جائے نیز اسے ہر شخص کی بات پر مقدم رکھا جائے خواہ وہ کوئی بھی ہو، چنانچہ فرماتے ہیں:

"عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الإِسْنَادَ وَصِحَّتَهُ، وَيَذْهَبُونَ إِلَى رَأْيِ سُفْيَانَ!! وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾﴾ [النور:٦٣]. أَتَدْرِي مَا الفِتْنَةُ؟ الشِّرْكُ، لَعَلَّهُ إِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهِ أَنْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْغِ فَيَهْلَكَ"(3)۔

---

(1) دیکھئے: "مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیۃ" (۳/ ۷۵)۔

(2) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۳/ ۱۰۲) جدید ایڈیشن۔

(3) امام احمد رحمہ اللہ کی یہ بات ان کی کتاب "طاعۃ الرسول ﷺ" میں ہے جو آپ کے صاحبزادے صالح رحمہ اللہ سے مروی ہے، اس کتاب کا ذکر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "الفتاوی" (۱۹/ ۸۳) میں اور امام ابن القیم رحمہ اللہ نے "اعلام الموقعین" (۲/ ۲۷۱) میں کیا ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "مسائل الامام احمد" میں روایت کیا ہے۔ دیکھئے: (۳۵۰-۳۵۵، باب طاعۃ الرسول ﷺ، حدیث/ ۱۶۳۵) ایڈیشن: زہیر الشاویش۔ ===

مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو سند حدیث اور اس کی صحت جاننے کے باوجود سفیان رحمہ اللہ کی رائے اختیار کرتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی فتنہ نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

جانتے ہو "فتنہ" کیا ہے؟ شرک ہے! ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو ٹھکرانے کے سبب اس کے دل میں کجی واقع ہو جائے جس سے وہ ہلاک و برباد ہو جائے۔

نیز اپنے بعض شاگردوں سے فرماتے ہیں:

"لَا تُقَلِّدُونِي، وَلَا تُقَلِّدُوا مَالِكًا، وَلَا الشَّافِعِيَّ، وَلَا الثَّوْرِيَّ، وَتَعَلَّمُوا كَمَا تَعَلَّمْنَا"[1]۔

نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی، نہ شافعی کی نہ ہی ثوری کی۔ جہاں سے ہم نے سیکھا ہے وہیں سے تم بھی سیکھو۔

نیز فرماتے ہیں:

"مِنْ قِلَّةِ عِلْمِ الرَّجُلِ أَنْ يُقَلِّدَ دِينَهُ الرِّجَالَ"[2]۔

== نیز اسے امام احمد رحمہ اللہ سے الفضل بن زیاد القطان اور ابو طالب احمد بن حمید المشکانی نے روایت کیا ہے، جیسا کہ شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے "تیسیر العزیز الحمید" (ص/ ۵۴۵) میں اور شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے "فتح المجید" (ص: ۳۲۲، ایڈیشن "الرئاسۃ العامۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء") میں ذکر فرمایا ہے۔

نیز امام ابن بطہ رحمہ اللہ نے "الابانۃ الکبریٰ" (۱/ ۲۶۰، باب ما افترضہ اللہ تعالیٰ نصاً فی التنزیل من طاعۃ الرسول ﷺ، حدیث/ ۹۷) میں بروایت فضل بن زیاد عن الامام احمد رحمہ اللہ تخریج فرمائی ہے۔

(۱) دیکھئے: "مجموع الفتاویٰ" شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۲۰/ ۲۱۲)۔

(۲) مصدر سابق (۲۰/ ۲۱۲)۔

آدمی کے کم علم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے دین کو لوگوں کا مقلد بنا دے۔

نیز فرماتے ہیں:

"لَا تُقَلِّدْ دِينَكَ الرِّجَالَ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَسْلَمُوا مِنْ أَنْ يَغْلَطُوا"[1]۔

اپنے دین کو لوگوں کا مقلد نہ بناؤ' کیونکہ لوگ غلطیوں سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتے۔

اسی لئے امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے "کتاب التوحید" میں ایک باب قائم کیا ہے' جس کا عنوان ہے:

"بَابُ مَنْ أَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْأُمَرَاءَ فِي تَحْرِيمِ مَا أَحَلَّ اللهُ أَوْ تَحْلِيلِ مَا حَرَّمَ اللهُ؛ فَقَدِ اتَّخَذَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ"۔

اس بات کا بیان کہ جس نے اللہ کی حلال کردہ چیزوں کے حرام قرار دینے یا حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہرانے میں علماء وامراء کی اطاعت کی اس نے اللہ کو چھوڑ کر انہیں رب بنالیا۔

اوراس کے تحت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

"يُوشِكُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ؛ أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ! وَتَقُولُونَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ؟!"[2]۔

---

(۱) مصدر سابق (۲۰ / ۲۱۲)۔

(۲) اس کے ہم معنی امام احمد رحمہ اللہ نے "مسند" (۱ / ۳۳۷، تحقیق احمد شاکر) میں روایت کیا ہے' ایڈیشن: دار صادر، (حدیث/ ۳۱۲۱)۔ نیز امام اسحاق بن راہویہ نے اپنی "مسند" میں روایت کیا ہے جیسا کہ "المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ" از امام ابن حجر رحمہ اللہ (مسند نسخہ) (۲ / ۵۸، حدیث/ ۱۳۰۶) میں ہے' ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس کی سند صحیح ہے" ایڈیشن: دار الوطن۔

نیز حافظ المشرق خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے "الفقیہ والمتفقہ" (۱ / ۳۷۶-۳۷۸، حدیث/ ۳۷۹، ۳۸۰، تحقیق: عادل العزازی) میں روایت کیا ہے۔ ایڈیشن: دار ابن الجوزی۔

===

اندیشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو جائے! میں کہہ رہا ہوں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور تم کہتے ہو: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!!

اور امام احمد رحمہ اللہ کا سابق قول بھی ذکر کیا ہے:

''عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الإِسْنَادَ وَصِحَّتَهُ...''۔

مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو سند حدیث اور اس کی صحت جانتے ہوئے۔۔۔''۔

اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی ذکر کیا ہے جسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے:

''أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿ اتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا۟ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ ﴾ [التوبة: ۳۱]، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ! قَالَ: ''أَلَيْسَ يُحَرِّمُوْنَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهُ، وَيُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتُحِلُّوْنَهُ؟''، فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: ''فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ''[1]۔

کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے ہوئے سنا:

ترجمہ: ان لوگوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے اور مسیح بن مریم علیہما السلام کو بھی حالانکہ انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ الٰہ واحد کی عبادت

=== نیز حافظ المغرب ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ''جامع بیان العلم وفضلہ'' (۲/ ۱۲۱۰، ح/ ۲۳۸۱، ۲۳۷۸) میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۱) جامع الترمذی: (حدیث/ ۳۰۹۵)، نیز امام طبری نے اپنی ''تفسیر'' (۱۰/ ۸۰، ۸۱) میں، امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' (۱۷/ ۹۲، حدیث/ ۲۱۸، ۲۱۹) میں، اور امام بیہقی نے ''السنن الکبریٰ'' (۱۰/ ۱۱۶) میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

کریں' جس کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں' اس کی ذات ان کے شرک سے پاک ہے۔

کہتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: کہ ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے! آپ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دیتے تھے تو تم اسے حرام سمجھتے تھے' اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال ٹھہراتے تھے تو تم اسے حلال سمجھتے تھے؟ میں نے کہا: ہاں ایسا تو تھا! آپ نے فرمایا: ''یہی تو ان کی عبادت ہے''۔

امام عبدالرحمن بن حسن بن محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''فتح المجید'' میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول اس شخص کا جواب تھا جس نے ان سے کہا تھا کہ: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حج تمتع کے قائل نہیں ہیں' بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ حج افراد افضل ہے''۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ حج تمتع واجب ہے، اور آپ فرماتے تھے:

''إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ، فَقَدْ حَلَّ مِنْ عُمْرَتِهِ، شَاءَ أَمْ أَبَى''۔

ایک شخص نے اگر خانہ کعبہ کا سات طواف کر لیا' صفا و مروہ کے مابین سات چکر سعی کر لی تو وہ اپنے عمرہ سے حلال ہو گیا' چاہے یا نہ چاہے۔

اور صحیحین میں سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث بیان فرمائی جس میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو حج تمتع کا حکم دیا تھا۔

شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایسی صورت میں کسی مفتی کے لئے جسے دلائل سے مسائل کے استنباط کا ملکہ حاصل ہو یہ عذر باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ علماء کے مسالک میں غور کرے' اور یہ دیکھے کہ کس امام نے کس دلیل سے استدلال کیا ہے' اور پھر جو قول دلیل کے مطابق ہو اسے لے''۔

نیز فرماتے ہیں:

''علما کرام ہمیشہ پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرتے رہے ہیں' چنانچہ جس کا اجتہاد درست ہوا وہ دو اجر کا مستحق ہوا' اور جس کا غلط ہوا وہ بھی ایک اجر کا مستحق قرار پایا' جیسا کہ حدیث رسول میں وارد ہے۔ لیکن جب ان کے سامنے دلیل واضح ہو جاتی تو وہ اسے اپنا کر اپنا اجتہاد ترک کر دیتے۔

ہاں اگر:

۱- انہیں حدیث رسول نہ پہنچے۔

۲- یا کسی مسئلہ میں اس کے نزدیک کوئی حدیث ثابت نہ ہو۔

۳- یا حدیث تو ثابت ہو لیکن کوئی دوسری دلیل اس کے مخالف یا مخصص ہو وغیرہ۔

تو ایسی صورت میں امام کے لئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے زمانے میں حدیثیں جن کے پاس ہوتی تھیں ان سے ملاقات اور براہ راست سماعت کے ذریعہ حاصل کی جاتی تھیں' آدمی حدیث رسول کے حصول کے لئے کئی شہروں کا سالہا سال سفر کرتا تھا' پھر ائمہ کرام رحمہم اللہ نے تصنیفات کا اہتمام کیا' حدیثوں کی جمع وتدوین کی' انہیں سندوں سے روایت کیا اور صحیح' حسن اور ضعیف کو الگ الگ کیا۔

اسی طرح فقہاء نے ہر ہر مذہب (مسلک) میں کتابیں تصنیف کیں، مجتہدین کی دلیلیں ذکر کیں چنانچہ طالب علم کے مسئلہ آسان ہوگیا، ہر امام کسی مسئلہ کا حکم اپنی دلیل کے ساتھ بتایا کرتا تھا۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جسے دلیل مل جائے اور وہ اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے اُسے نہ لے اس پر دلیل کی مخالفت کے باعث سخت نکیر کرنا واجب ہے۔

لہٰذا جو بھی کسی عالم کے قول کی بنیاد پر دلیل ترک کردے خواہ وہ کوئی بھی ہو تو اس پر نکیر کرنا واجب ہے: ائمہ کرام کے صریح اقوال اس بات پر دلالت کناں ہیں۔ نیز یہ کہ تقلید صرف ان اجتہادی مسائل ہی میں جائز ہے جن میں کتاب وسنت کی کوئی دلیل نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے، بعض اہل علم کے قول "لا إنكار في مسائل الاجتهاد" (اجتہادی مسائل میں انکار نہیں ہے) کا یہی مقصود ہے[1]۔

لیکن جو کتاب وسنت کی مخالفت کرے اس کی تردید کرنا واجب ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول ہے؛ اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے"۔ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

میں (مولف کتاب) کہتا ہوں: کہ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی گفتگو سے درج ذیل چار باتیں معلوم ہوئیں:

① اجتہاد رائے کا راستہ محض انتہائی اضطراری صورت میں اور بہت ہی محدود دائرہ میں اختیار کیا جا سکتا ہے، مثلاً:

---

(۱) اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے: اعلام الموقعین (۳/ ۲۸۸، دار الجیل) از ابن القیم رحمہ اللہ۔ (مترجم)

۱- جب عالم کو حدیث رسول نہ پہنچے۔

۲- یا اس کے یہاں وہ حدیث ثابت نہ ہو۔

۳- یا حدیث تو ثابت ہو لیکن اس کا کوئی معارض یا مخصص پایا جائے، وغیرہ۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ "اعلام الموقعین" میں فرماتے ہیں[1]:

"امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مجھ سے کسی نے کہا: مجھے کوئی ایسا واقعہ بتایئے جس سے معلوم ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی کام کیا ہو پھر حدیث رسول ﷺ مل جانے کے سبب اسے ترک کر دیا ہو؟ میں نے جواب میں کہا:

ہم سے سفیان نے بیان کیا زہری کے واسطے سے اور انہوں نے عبداللہ بن المسیب کے واسطے سے کہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

"الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ، وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا" حَتَّى أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُوَرِّثَ امْرَأَةَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَتِهِ" فَرَجَعَ إِلَيْهِ عُمَرُ"۔

"دیت (خون بہا) عاقلہ[2] پر ہوگا اور عورت اپنے شوہر کی دیت سے وارث نہ ہوگی"

---

(۱) امام شافعی کا یہ اور اس کے بعد والا دونوں قول "الرسالۃ" (۳۳۵-۳۳۲ نمبر ۱۱۶۹، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۵) میں اور "الام" (۶/۷۷) میں ہے۔ واعلام الموقعین: (۲/۲۸۴، ایڈیشن: دار الجیل، بیروت) (مترجم)

(۲) "عاقلہ" عقل سے اسم فاعل ہے، اور عقل کے معنی "دیت" کے ہیں جبکہ "عاقلہ" دیت ادا کرنے والوں کو کہا جاتا ہے، دیت کو عقل کہنے کا سبب یہ ہے کہ عموماً دیت میں دیے جانے والے اونٹوں کو مقتول کے اولیاء کے صحن میں لا کر باندھا جاتا تھا، پھر کثرت استعمال سے عقل کا لفظ دیت پر بولا جانے لگا اگرچہ اونٹ نہ بھی ہوں، اور عاقلہ سے مراد آدمی کے باپ کی طرف سے اس کے قریبی رشتہ داران ہیں یعنی اس کے عصبہ جو اونٹوں کو مقتول کے سرپرستوں کے صحن میں لا کر باندھتے تھے۔ (دیکھئے: فتح الباری للحافظ ابن حجر رحمہ اللہ ۱۲/۲۴۶، والشرح الممتع لابن عثیمین رحمہ اللہ، ۱۴/۹۵)۔ (مترجم)

یہاں تک کہ ضحاک بن سفیان نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھ بھیجا تھا کہ "ضبابی کی دیت سے ان کی بیوی کو وارث بنایا جائے" تو عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے قول سے رجوع کر کے حدیث رسول اختیار کر لیا۔

اسی طرح ہم سے سفیان نے بیان کیا عمرو بن دینار اور ابن طاوس کے وسطے سے' اور انہوں نے طاوس کے واسطے سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أُذَكِّرُ اللَّهَ امْرَأً سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْجَنِينِ شَيْئًا، فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ: كُنْتُ بَيْنَ جَارِيَتَيْنِ لِي، فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ، فَأَلْقَتْ جَنِينًا مَيِّتًا، فَقَضَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِغُرَّةٍ".

میں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ اگر کسی نے جنین (ماں کے شکم میں رہنے والا بچہ) کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کچھ سنا ہو تو بتائے! حمل بن مالک بن نابغہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں اپنی دو لونڈیوں کے درمیان تھا کہ ایک نے دوسرے کو مسطح (خیمہ کی لکڑی) سے مارا' جس کے سبب اس کا بچہ مردہ حالت میں ساقط ہو گیا' تو نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں بطور دیت غرۃ (ایک غلام یا لونڈی) کا فیصلہ فرمایا۔

یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَوْ لَمْ نَسْمَعْ فِيهِ هَذَا لَقَضَيْنَا فِيهِ بِغَيْرِ هَذَا، أَوْ قَالَ: إِنْ كِدْنَا لَنَقْضِيَ فِيهِ بِرَأْيِنَا".

اگر ہم نے اس مسئلہ میں یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو دوسرا فیصلہ کر دیتے' یا آپ نے فرمایا: قریب تھا کہ اس مسئلہ میں ہم اپنی رائے سے فیصلہ کر دیتے"۔

چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے نص کے بالمقابل اپنا اجتہاد ترک کر دیا۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہر مسلمان پر یہی واجب بھی ہے: کیونکہ اجتہاد رائے محض مضطر کے لئے جائز ہے؛ جس طرح اضطراری صورت میں مردار اور خون مباح ہو جایا کرتے ہیں:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٧٣﴾﴾ [البقرۃ:١٧٣]۔

البتہ جو مجبور ہو جائے نہ چاہتے ہوئے اور نہ ہی حد سے تجاوز کرتے ہوئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اسی طرح قیاس کو بھی محض اضطراری صورت میں ہی اپنایا جاتا ہے''۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے قیاس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: محض اضطراری حالت میں''[1]۔

چنانچہ یہ تین چوٹی کے علماء وائمہ جن کی علمی شان اور امامت مسلم ہے؛ اس بات کی صراحت کر رہے ہیں کہ اجتہاد اور قیاس کو محض اضطراری صورت ہی میں اپنایا جا سکتا ہے۔

④ اب جب کہ ائمہ نے حدیثوں کی تدوین کر دی ہے، اس سلسلہ میں جمع و تصنیف کا خصوصی اہتمام کیا ہے، صحیح حسن اور ضعیف کی وضاحت کر دی ہے؛ فقہاء نے ہر ہر مذہب میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور مجتہدین کے دلائل ذکر کئے ہیں اور ہر امام اپنی دلیل کے ساتھ حکم بیان کرتا ہے؛ طالب علم کے لئے مسئلہ نہایت آسان ہو گیا ہے، ایسی صورت میں اس کی ذمہ داری صرف اتنی ہے جیسا کہ شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے اپنی بات کے آغاز میں

---

(۱) اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''المدخل الی السنن الکبریٰ'' (نمبر ۲۳۸) میں اور کتاب ''مناقب الشافعی'' (۱/ ۴۷۷، ۴۷۸) میں روایت کیا ہے۔

فرمایا ہے:

"کہ وہ علماء کے مسالک میں غور کرے اور یہ دیکھے کہ کس امام نے کس دلیل سے استدلال کیا ہے اور پھر جو قول دلیل کے مطابق ہو اسے لے لے بشرطیکہ اسے دلائل سے مسائل کے استنباط کا ملکہ حاصل ہو"۔

اور یہ جو بات امام عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے کہی ہے وہی بات اُن سے پہلے ان کے دونوں چچاؤں شیخ حسین اور شیخ عبداللہ ابناء شیخ محمد بن عبدالوہاب- اللہ انہیں اجر جزیل سے نوازے اور بلا حساب جنت میں داخل فرمائے- نے بھی ایک سوال کے جواب میں اس وقت کہی تھی جب ان سے پوچھا گیا تھا کہ عبادت کے سلسلہ میں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا عقیدہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا تھا:

"اس بارے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا عقیدہ جس کی بنیاد پر وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے وہی تھا جو ہمارا دین وعقیدہ ہے جس کی بنیاد پر ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور جو امت کے سلف اور ان کے ائمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا عقیدہ تھا: اور وہ یہ تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مدلول کی اتباع کی جائے اور علماء کے اقوال کو کتاب وسنت کے دلائل پر پیش کیا جائے۔ چنانچہ جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے موافق ہوتا ہے اسے ہم قبول کرتے ہیں اور اس کے مطابق فتوی دیتے ہیں اور جو ان کے خلاف ہوتا ہے ہم اُسے اس کے قائل پر لوٹا دیتے ہیں۔

اور یہی وہ اصل ہے جس کی اللہ عزوجل نے ہمیں اپنے کتاب میں وصیت فرمائی ہے، ارشاد ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن

تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ﴾ [النساء:۵۹]۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹادو اگر اللہ اور قیامت کے دن پر تمہارا ایمان ہے۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ "اللہ کی طرف لوٹانے" کا مطلب اللہ کی کتاب کی طرف لوٹانا' اور "رسول ﷺ کی طرف لوٹانے" کا مطلب آپ کی زندگی میں براہ راست آپ کی طرف' اور وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے، اور کتاب وسنت میں اس اصل کے دلائل بکثرت موجود ہیں"[1]۔

نیز شیخ اسحاق بن عبد الرحمن بن حسن رحمہم اللہ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے عقیدہ اور احوال کوائف کے بیان کے سلسلہ میں تحریر کردہ ایک رسالہ میں فرماتے ہیں:

"آپ کسی فقیہ کی رائے یا کسی عالم کے مسلک کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کی سنتوں کے چھوڑنے کے قائل نہ تھے بلکہ سنت رسول ﷺ کی جلالت شان اور عظمت ومرتبت آپ کے سینہ میں اس سے کہیں اعلیٰ تھی کہ کسی کے قول کی بنا پر اُسے چھوڑا جائے خواہ وہ کوئی بھی ہو"۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سنت رسول کے ہوتے ہوئے کسی رائے کا کوئی اعتبار نہیں"۔

ہاں! اضطراری صورت 'نا اہلی' سنن واخبار کی عدم معرفت اور استنباط واستخراج کے قواعد سے لاعلمی کی حالت میں تقلید کی راہ اپنائی جا سکتی ہے، لیکن مطلق طور پر نہیں بلکہ صرف ان

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیة" (۱/ ۲۱۹-۲۲۰) و (۴/ ۱۲-۱۴) جدید ایڈیشن۔

مسائل میں جو حد درجہ دشوار اور پیچیدہ ہوں۔

اسی طرح کسی مجتہد کے قول کو واجب نہ سمجھتے تھے اِلا یہ کہ وہ کتاب وسنت کی قابل حجت دلیل پر مبنی ہو بر خلاف غالی اور متعصب مقلدین کے!

آپ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے محبت کرتے تھے ان کی فضیلت اور امامت کے معترف تھے نیز یہ کہ وہ فضیلت و مرتبت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں جن سے اچھے اچھے لوگ بھی قاصر ہیں، البتہ امام احمد رحمہ اللہ کے اقوال کی طرف ان کا میلان زیادہ ہوا کرتا تھا[1]۔

③ ایسے آدمی پر سخت نکیر کرنا واجب ہے جسے دلیل مل جائے اور وہ اسے اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے نہ قبول کرے؛ کیونکہ ایسا شخص اپنے اس عمل سے واضح دلیل کی مخالفت کرنے والا قرار پایا۔

④ تقلید نہایت ہی محدود دائرہ میں روا ہے اور وہ ہے ان اجتہادی مسائل کا باب جن میں کتاب وسنت کی کوئی دلیل نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے، اجتہاد کی یہی وہ قسم ہے جسے بعض علماء کرام رحمہم اللہ نے "لاانکار فی مسائل الاجتہاد" (اجتہادی مسائل میں نکیر نہیں) سے مراد لیا ہے۔

البتہ جہاں تک کتاب وسنت کی کھلی مخالفت کا مسئلہ ہے تو ایسا کرنے والے کی تردید ضروری ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ نے فرمایا ہے، اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات جو شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے کہی ہے اس کی وضاحت ان کے دادا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے بھی فرمائی ہے، جیسا کہ "الدرر السنیۃ" میں

(۱) "الدرر السنیۃ" (۱/۵۲۶) جدید ایڈیشن۔

رقمطراز ہیں[1]:

''جو یہ کہے کہ اجتہادی مسائل میں انکار نہیں تو اس کا جواب سابقہ قاعدہ سے معلوم ہوسکتا ہے''[2]۔

آگے فرماتے ہیں: اگر ''اجتہادی مسائل'' سے کہنے والے کا مقصود ''اختلافی مسائل'' ہے تو یہ باطل اور اجماع امت کے خلاف ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے لوگ ہمیشہ اختلاف اور غلطی کرنے والے پر نکیر کرتے رہے ہیں، خواہ کوئی بھی ہو، خواہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم اور تقویٰ والا ہی کیوں نہ ہو، اور جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا ہے اور ہمیں آپ کی اتباع کا اور جو آپ کے حکم کے خلاف ہو اسے چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے، تو یہ اس کی تکمیل ہے کہ علماء میں سے بھی جو آپ کی مخالفت کرے گا وہ خطاکار ہوگا اور اس کی غلطی پر تنبیہ اور نکیر کی جائے گی۔

اور اگر اس کا مقصود ''وہ اختلافی مسائل ہیں جن میں حق اور صواب واضح نہیں ہے'' تو یہ بات صحیح ہے اور انسان کے لئے جائز نہیں کہ کسی چیز پر محض اس لئے نکیر کرے کہ وہ اس کے مذہب یا لوگوں کی عادت کے خلاف ہے، کیونکہ جس طرح انسان کے لئے بلا علم حکم دینا جائز نہیں ہے اسی طرح بلا علم نکیر کرنا بھی جائز نہیں، اور یہ ساری چیزیں اللہ عزوجل کے اس فرمان میں داخل ہیں:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الاسراء:٣٦]۔

اور تم ایسی چیز میں نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔

---

(١) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (٤/٨-٩) جدید ایڈیشن۔

(٢) یعنی تیسرا قاعدہ: جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ ''واضح دلیل کو چھوڑ کر متشابہ نص سے استدلال کرنا گمراہوں کا طریقہ ہے''۔

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

علامہ شیخ حمد بن ناصر بن معمر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"۔۔۔جس طرح صحابہ کرام اختلافی مواقع پر ایک دوسرے کے برابر ہوتے تھے اور اگر کسی مسئلہ میں باہم تنازعہ ہوجاتا تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پلٹا دیتے تھے گرچہ ان میں سے بعض دوسری جگہوں پر دوسروں سے زیادہ علم والے ہوا کرتے تھے بعینہ اختلافی مواقع پر ائمہ کرام رحمہ اللہ کا بھی یہی معاملہ ہونا چاہئے۔

چنانچہ لوگوں نے "جنبی کے تیمم" کے مسئلہ میں عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے قول کو ترک کرکے اس صحابی کی بات لی جو مقام ومرتبہ میں ان دونوں سے کمتر تھے، جیسے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ کیونکہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے استدلال کیا تھا، اسی طرح لوگوں نے "انگلیوں کی دیت" کے مسئلہ میں عمر رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ کر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات لی، کیونکہ آپ کے پاس سنت کی دلیل موجود تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: "ھذہ وھذہ سواء" یہ اور یہ دونوں انگلیاں برابر ہیں۔

کسی نے تمتع کے مسئلہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا: ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (اس طرح) فرماتے ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"يُوشِكُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ، أَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ! وَتَقُوْلُوْنَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ؟!"۔

اندیشہ ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوجائے: میں کہہ رہا ہوں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور تم کہہ رہے ہو: ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!۔

اسی طرح جب لوگوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تمتع کے بارے میں پوچھا اور انہوں نے حکم دیا تو انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے اس کا معارضہ کیا، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں وضاحت سے بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تو اُن کے قول کی تردید کرتے ہیں! تو انھوں نے اس بارے میں اُن سے اصرار کیا، اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"أَأَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ أَمْرُ عُمَرَ ؟"۔

رسول اللہ ﷺ کا حکم زیادہ لائق اتباع ہے یا عمر کا؟

حالانکہ صحابہ کرام کے علم میں اچھی طرح یہ بات تھی کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں سے بھی زیادہ علم والے ہیں جو ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہم سے اونچے ہیں۔

اور اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے اعراض طے اور لازم ہو جائے گا اور اطاعت و اتباع میں ہر امام کی حیثیت وہی قرار پائے گی جو ایک نبی کی اپنی امت میں ہوا کرتی ہے، جو کہ اللہ کے دین کو بدلنا اور نصاریٰ کے اس عمل کے مشابہ ہے جس کی مذمت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾

[التوبۃ:۳۱]۔

انہوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی[۱]۔

میں کہتا ہوں: ان بلند پایہ ائمہ کرام کی اس بات اور علماء کرام کے دلائل و براہین میں غور کئے بغیر مطلق طور پر اُن کی پیروی کرنے والوں پر اُن کی شدت کا سبب صرف اور صرف

(۲) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۴/ ۳۲، ۳۳) یہ "مجموع الفتاوی" (۲۰/ ۲۱۰-۲۱۶) میں مذکور ہے۔

یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ہی خواہ ہیں اور علماء کی غلطیوں پر اُن کی اتباع کرنے سے انہیں متنبہ کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ علماء کرام رحمہم اللہ سے غلطی اور خطا کا امکان ہے۔

اور میں نے جو یہ بات کہی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شیخ اسحاق بن عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

''علماء سے غلطیاں ہوتی ہیں'وہ معصوم نہیں ہیں، جو کتاب وسنت میں دیکھے بغیر ان کے ساتھ حسن ظن رکھا وہ ہلاک و برباد ہوگیا''۔

بھلا دیکھو کہ آج کل قبروں پر چراغاں کرنے کا عمل کس قدر عام ہوگیا ہے، اس کے لئے جائدادیں وقف کی گئیں ہیں، بعض علماء نے اسے اچھا بھی سمجھا ہے، اور اس کے وقف پر تحریریں ثبت کی ہیں، اسی طرح قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر چونا کاری نیز اُن پر مساجد بنانے اور بتیاں جلانے والوں کا معاملہ بھی ہے'ایسے لوگ سنت رسول ﷺ کی روشنی میں علانیہ طور پر لعنت کے مستحق ہیں۔ کیا سمجھتے ہو اس اجماع کا کوئی اعتبار ہوسکتا ہے؟

اللہ کی قسم! یہ ایسے ہی ہے جیسے فترہ کے زمانے میں لوگوں نے قبر پرستی پر اجماع کرلیا تھا۔

شیخ رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ''بیان عقیدۃ الشیخ محمد وأخبارہ وأحوالہ''میں جو بات کہی ہے اس کا مقصود ختم ہوا، یہ رسالہ''الدرر السنیۃ''میں ہے[1]۔

امام عبدالرحمن بن حسن''فتح المجید''[2] میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قول:''عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الإِسْنَادَ وَصِحَّتَهُ''(یعنی مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو سند حدیث اور

---

(۱) ''الدرر السنیۃ''(۱/۵۳۹)۔

(۲) فتح المجید:(ص/۳۲۲)۔

اس کی صحت جاننے کے باوجود۔۔۔) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

امام احمد اس عمل پر نکیر فرمارہے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ عمل دلوں کی کجی اور ٹیڑھ پن کا پیش خیمہ ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

یہ گھناؤنا عمل وباء اور بلوی کی شکل اختیار کر گیا ہے خصوصاً ان لوگوں کے یہاں جو علم کی طرف منسوب ہیں، یہ کتاب وسنت سے مسائل اخذ کرنے سے روکنے کے لئے بڑے بڑے حیلے قائم کرتے ہیں، رسول گرامی ﷺ کی اتباع اور آپ کے اوامر و نواہی کی تعظیم سے روکتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں:

''کتاب وسنت سے استدلال مجتہد ہی کرسکتا ہے اور اجتہاد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے''۔

اسی طرح کہتے ہیں:

''میں جس (امام) کی تقلید کر رہا ہوں وہ حدیث اور اس کے ناسخ و منسوخ کے بارے میں تم سے زیادہ علم والے تھے''۔ اور اس طرح کے دیگر اقوال جن کا مقصد یہ ہے کہ:

۱- رسول ﷺ کی اتباع کو ترک کر دیا جائے جو ہوائے نفس کی بنیاد پر نہیں بولتے۔

۲- ایسے لوگوں پر تکیہ اور اعتماد کیا جائے جن سے غلطی کا امکان ہے۔ دوسرے ائمہ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور دلیل سے ان کے قول کی تردید کرتے ہیں۔

کوئی امام ایسا نہیں ہے جس کے پاس ہر بات کا علم ہو ہر ایک کے پاس علم کا کچھ ہی حصہ ہے۔

لہٰذا ہر مکلف کے لئے ضروری ہے کہ جب اسے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی دلیل مل جائے اور وہ اس کا معنیٰ و مفہوم اچھی طرح سمجھ لے تو اسے حرز جاں بنا کر اس پر عمل کرے گرچہ مخالفین اس کی مخالفت کرتے رہیں، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ [الأعراف:۳]۔

تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ [العنکبوت:۵۱]۔

کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمادی جو ان پر پڑھی جا رہی ہے اس میں رحمت (بھی) ہے اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

اس بات پر اجماع کا بیان گزر چکا ہے اسی طرح اس بات کا بیان بھی ہو چکا ہے کہ مقلد کا شمار اہل علم میں نہیں ہوتا' اس بارے میں امام ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اجماع نقل کیا ہے۔

پھر شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں مخالفت صرف جاہل مقلدین ہی کر سکتے ہیں' کیونکہ وہ کتاب و سنت سے لاعلم اور اس سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں، وہ گرچہ بزعم خویش یہ سمجھتے ہوں کہ ائمہ کرام کی اتباع کر رہے ہیں' لیکن درحقیقت وہ ائمہ کرام کی مخالفت کرنے اور ان کی راہ کو چھوڑنے والے ہیں جیسا کہ ہم امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے اقوال پیش کر آئے ہیں لیکن امام احمد رحمہ اللہ کے قول میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حجت و برہان پہنچنے سے پہلے تقلید مذموم نہیں

ہے بلکہ تقلید اس شخص کے حق میں قابل نکیر ہے جو دلیل وحجت قائم ہو جانے کے بعد محض کسی امام کے قول کی بنیاد پر اس کی مخالفت کرے۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس مخالفت کا سبب کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں تدبر سے اعراض، متاخرین کی کتابوں پر اندھا اعتماد اور انہیں اپنا کر دونوں وحیوں (کتاب وسنت) سے استغناء وبے پروائی ہے؛ جو کہ اہل کتاب (یہود ونصاری) کے اس عمل کے مشابہ ہے، جس کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ﴾

[التوبۃ:۳۱]۔

انہوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔

لہذا جو شخص اپنی ذات کا ہی خواہ ہو اسے چاہیے کہ جب علماء کی کتابیں پڑھے ان میں غور کرے اور ان کے اقوال کو جان لے تو انہیں کتاب وسنت پر پیش کرے کیونکہ تمام علماء مجتہدین ان کے متبعین اور ان کے مسلک سے منسوب لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی دلیل ذکر کریں، کسی بھی مسئلہ میں حق ایک ہوا کرتا ہے اور ائمہ کرام اپنے اجتہاد پر اجر وثواب کے مستحق ہیں۔ لہذا انصاف پسند وہ ہے جو ائمہ کے اقوال میں غور وفکر کو مسائل کی معرفت اور ذہنی طور پر اس کے استحضار کا ذریعہ بنائے اور ان کے دلائل کی بنیاد پر صحیح وغلط میں تمیز کرے۔ اور اس طور پر وہ یہ جان سکے کہ علماء کرام میں سے کون دلیل وبرہان سے سب سے زیادہ سرفراز مند ہے، جس کی وہ اتباع وپیروی کرے۔ کتاب اللہ میں اس اصل کے دلائل احاطۂ شمار سے زیادہ ہیں۔

علامہ شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"۔۔۔ ہاں! کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ سے اعراض نیز کتاب وسنت سے استغناء اور

بے نیازی برتتے ہوئے فقہی کتابوں پر اندھے اعتماد پر نکیر کی جائے گی؛ کیونکہ یہ لوگ اگر کبھی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں کچھ پڑھتے بھی ہیں تو حصول علم وفقہ کی غرض سے نہیں بلکہ محض تبرک کے طور پر...."[1]۔

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ بھی عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں[2]:

"اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی معصیت میں علماء اور پادریوں کی اطاعت کرنا درحقیقت اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرنا ہے اور اس شرک اکبر کے قبیل سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے آیت کریمہ کے اخیر میں فرمایا:

﴿ وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا۟ إِلَٰهًا وَٰحِدًا ۖ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحَٰنَهُۥ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ [التوبہ:۳۱]۔

انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اس کی ذات مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تَأْكُلُوا۟ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُۥ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَٰدِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴾ [الأنعام:۱۲۱]۔

اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اور یہ کام نافرمانی کا

(۱) دیکھئے: "تیسیر العزیز الحمید" (ص/ ۵۴۷)۔

(۲) "فتح المجید" (ص/ ۳۲۵)۔

ہے،اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں،اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

یہ وہ شرک ہے جس میں بہت سارے لوگ اپنے پیشواؤں (جن کی وہ تقلید کرتے ہیں) کے ساتھ جا واقع ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے امام مقلَّد کے خلاف پائی جانے والی دلیل کا کوئی اعتبار نہیں کیا،یہ اسی شرک کے قبیل سے ہے!

اور بعض لوگ تو اس سلسلہ میں حد درجہ غلو سے کام لیتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسی حالت میں دلیل کو لینا (اس پر عمل کرنا) مکروہ یا حرام ہے ایسی صورت میں مصیبت اور بڑھ جاتی ہے،اور یہ کہتے ہیں کہ:" وہ ائمہ ہم سے زیادہ دلائل کے جاننے والے تھے،اور دلیل پکڑنا تو مجتہد کا کام ہے" اور بسا اوقات تو جرأت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ دلیل پر عمل کرنے والوں کی مذمت کرنے لگتے ہیں! بلاشبہ یہ اسلام کی غربت واجنبیت کی دلیل ہے!!!

بہر حال حالات بدلتے گئے اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لوگوں کے یہاں علماء و پادریوں کی عبادت ہی سب سے افضل عمل ٹھہرا، جسے یہ لوگ بزعم خویش "ولایت" کا نام دیتے ہیں،حالانکہ (کتاب وسنت کو چھوڑ کر) علماء کے علم وفقہ پر اندھا اعتماد ہی ان کی عبادت ہے۔

پھر حالات بد سے بدتر ہوئے یہاں تک اُن کی بھی عبادت کی گئی جن کا شمار صالحین میں نہیں ہے، بلکہ دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے اُن کی بھی عبادت کی گئی جو جاہلوں میں سے ہیں۔شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

میں (مولف کتاب) کہتا ہوں: رب کعبہ کی قسم! ان دونوں بزرگوں کی بات بالکل سچ ہے، ظاہر ہے بجائے اس کے کہ علماء کی باتوں کو مسائل کی معرفت کا ذریعہ سمجھا جائے اور

انہیں کتاب وسنت پر پیش کیا جائے تاکہ دلیل و برہان سے سب سے زیادہ سعادت مند عالم وامام کی معلومات ہو اور پھر اس کے قول پر عمل کیا جائے، مسئلہ ہی الٹ دیا گیا اور لوگوں پر یہ فرض کیا گیا کہ وہ اقوال الرجال کی پیروی کریں، اور دلیل پر عمل کرنا حرام قرار دیا گیا، یہی نہیں بلکہ ان غالی مقلدین نے حد سے تجاوز کر کے دلیل لینے، اس پر عمل کرنے اور اس کی دعوت دینے والوں کی مذمت کرنا شروع کر دیا، جیسا کہ امام عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

چنانچہ آج شب کی کل شب سے کیا خوب مطابقت ہے! اور ان لوگوں کی جن کے بارے میں شیخ سلیمان بن عبد اللہ اور شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہما اللہ وغیرہ نے گفتگو فرمائی ہے ہمارے اس دور کے لوگوں سے کیا خوب مشابہت ہے! اور کسی نے کیا خوب کہا ہے: "لکل قوم وارث" ہر قوم کا کوئی نہ کوئی وارث ضرور ہوا کرتا ہے"۔

ہاں مگر اس دور کے یہ نئے وارثین جیسے کوثری [1] ....

(۱) یہ محمد زاہد بن حسن الحلمی الکوثری الشرکسی ہے، اس کی پیدائش دوزبہ نامی گاؤں مشرقی آستانہ ترکیا میں (۱۲۹۶ھ-۱۸۷۸ء) میں ہوئی، پھر مصر منتقل ہوا اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اس کی وفات (۱۳۷۱ھ-۱۹۵۲ء) میں ہوئی۔

یہ شخص فقہ وفروع میں حد درجہ متعصب مقلد جامد غالی حنفی ہے جبکہ عقیدہ میں اشعری ماتریدی جہمی ہے۔ زندگی بھر اس نے اپنی زبان وقلم سے باطل عقائد ونظریات کی نشر واشاعت کی اور پوری عمر علماء سلف صالحین بالخصوص محدثین کرام سے عداوت ودشمنی میں ان کی ہرزہ سرائی اور اس کی علمی خدمات کے خلاف زہر افشانی میں صرف کر دی۔

یہ شخص کم وبیش پچاس سے زائد کتابوں کا مولف ہے جن میں اس نے عقیدہ جہمیت کی نشر واشاعت کی ہے اور اس کا دفاع کیا ہے اور دوسری طرف علماء سلف ومحدثین پر عموما اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم رحمہم اللہ پر خصوصا تبرا بازی کی ہے اور گالی گلوچ سرزہ سرائی ہی نہیں بلکہ پوری بے حیائی سے ان کی تبدیع، تضلیل، تفسیق اور تکفیر وغیرہ کی ہے اور انہیں زندیق قرار دیا ہے جس کی مثالیں آگے آئیں گی۔ اس کے مشہور شاگردان میں سے عبد الفتاح ابو غدہ الکوثری ابو زاہد ہے جو من وعن اپنے استاذ کی ڈگر پہ گامزن ہے۔

===

== (دیکھئے: مقالات الکوثری: ص ۵-۷۷) و (الاعلام للزرکلی: ۶/ ۱۲۹)۔

اس کے بعض عقائد حسب ذیل ہیں:

۱- یہ شخص اصول وفروع میں حنفی، ماتریدی، اشعری وجہمی ہے۔

۲- اللہ کی معرفت اور اس کے افعال کی بابت فلاسفہ کے عقائد کا حامل ہے۔

۳- خلق افعال عباد کے مسئلہ میں جزوی طور پر معتزلہ کے عقیدہ کی طرف مائل ہے۔

۴- کوثری کے نزدیک توحید الوہیت وتوحید ربوبیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ مکلف پر محض صانع کا اقرار کرنا ضروری ہے۔

۵- کوثری کا عقیدہ ہے کہ مردوں سے استغاثہ جائز ہے۔

۶- کوثری کا عقیدہ ہے کہ قبروں پر تعمیر کرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے۔

۷- کوثری استواء اللہ کی حقیقت کا منکر ہے علماء سلف کے ثابت کردہ کسی معنی کو ثابت نہیں کرتا۔

۸- کوثری صفات خبریہ کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ثابت نہیں کرتا۔

کوثری اور علماء سلف:

اس شخص نے علماء سلف کے خلاف خوب زہر افشانی کی ہے اور ان کے سلسلہ میں ایسے قبیح اور غلیظ الفاظ استعمال کئے جنہیں ایک مومن اپنی زبان پر لانا بھی گوارا نہیں کرسکتا۔ کوثری کی بدبودار زبان کی زد میں آنے والے علماء کرام اور رواویان حدیث کی ایک طویل فہرست ہے۔ ذہبی العصر علامہ عبد الرحمن بن یحیی معلمی یمانی رحمہ اللہ (۱۳۱۳-۱۳۸۶ھ) نے ان کی تعداد اپنی مایہ ناز تصنیف "التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل" (۲/ ۷۷-۲۵۰-۲۷۳) میں (۲۷۳) پہنچائی ہے۔ جبکہ اس شخص نے اپنی دوسری کتابوں میں ان کے علاوہ دیگر اہم شخصیات پر بھی بیہودہ کلام کیا ہے۔ الغرض ان سیکڑوں لوگوں میں صحابی جلیل انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور بعض تابعین عظام رحمہم اللہ سمیت شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، امام بخاری، احمد بن حنبل، شافعی، عبد اللہ بن احمد، عثمان بن سعید دارمی، ابن خزیمہ، خطیب بغدادی، حافظ ذہبی، ابن حجر عسقلانی، شوکانی رحمہم اللہ وغیرہم شامل ہیں۔

چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

کوثری کہتا ہے: "قد سئمت من تتبع مخازي هذا الرجل المسكين، الذي ضاعت مواهبه في شتى البدع" (مقالات الکوثری: ص ۳۹۹)۔

===

== میں اس مسکین (ابن تیمیہ) کی رسوائیاں تلاش کر کے تھک گیا' جس کی ساری صلاحیتیں مختلف بدعات میں ضائع ہوگئیں۔

سلامہ قضاعی شافعی کی دو کتابوں پر مقدمہ میں توسل بالرسول کے مسئلہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر رد کرتے ہوئے کہتا ہے:
"والذي أخذه الشيخ الحراني من اليهود..." "شیخ حرانی (ابن تیمیہ) نے یہ بات یہودیوں سے لی ہے۔
تبدید الکلام (ص/۸۰) میں کہتا ہے: "ومن اتخذه اماماً إنما اتخذه اماماً في الزيغ والشذوذ..."۔ جس نے اُسے (ابن تیمیہ کو) امام بنایا بلاشبہ کجروی اور شذوذ میں امام بنایا...۔

۲- امام ابن القیم رحمہ اللہ:

امام ابن القیم رحمہ اللہ کی بابت اس شخص نے ناقابل بیان بدزبانیاں کی ہیں اور اسے اپنی ایک ہی کتاب "تبدید الظلام المخیم من نونیۃ ابن القیم" میں یکجا کر دیا ہے' جو دراصل ابن القیم رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف' الکافیۃ الشافیۃ فی الانتصار للفرقۃ الناجیۃ' معروف بہ "قصیدہ نونیہ" کی تردید میں تقی الدین سبکی(۱) (المتوفی: ۷۵۶ھ) والد تاج الدین السبکی کی تالیف کردہ کتاب' السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل' پر کوثری کی بیہودہ تعلیق و تکمیل ہے! چند الفاظ نقل کیے جاتے ہیں:

"کافر" (ص/ ۲۲،۲۴،۲۸،۳۰،۳۹،۶۶،۱۷۰،۱۸۲)۔
"زندیق" (ص/ ۱۸۲)۔ "کذاب" (ص/ ۴۱،۵۷،۱۶۸)۔
"ضال مضل" (ص/ ۹،۱۰،۲۲،۲۳،۳۷)۔
"زائغ (گمراہ)" (ص/ ۹،۱۹،۱۷،۲۲،۲۸،۳۵،۳۷)۔ "غبی" (ص/ ۱۰)۔
"بدعتی" (ص/ ۸)۔ "وقح (بے حیا)" (ص/ ۳۷،۱۶۸)۔
"بلید (غبی، بد دماغ)" (ص/ ۶۶)۔ "جاہل" (ص/ ۲۵،۶۰)۔ ===

(۱) یہ علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام تقی الدین (مؤلف طبقات الشافعیۃ الکبری تاج الدین السبکی کے والد) ہیں۔ ان کی ولادت "سبک" مصر میں (۶۸۳ھ) میں ہوئی اور وفات (۷۵۶ھ) میں۔ یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہما اللہ سے بغض و نفرت میں معروف ہیں۔ انھوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے رد میں "شن الغارۃ علی من انکر الزیارۃ" نامی کتاب لکھی' پھر اس کا نام "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" رکھا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہوئے ان کے شاگرد امام ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے سبکی کی رد میں "الصارم المنکی فی الرد علی السبکی" نامی معروف کتاب تصنیف فرمائی اور سبکی کی بہتانوں کا پردہ فاش کیا۔ اسی طرح سبکی نے ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمہما اللہ کی رد میں "جنت و جہنم کے فناء" کے مسئلہ میں بھی ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ نیز تقی الدین سبکی نے امام ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب "قصیدہ نونیہ" کی رد میں "السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل" نامی کتاب لکھی ہے' جس پر "تبدید الظلام..." کے نام سے کوثری نے اپنی متعفن تعلیق لگائی ہے۔ [دیکھیے: طبقات الشافعیۃ لتاج السبکی (۱۰/ ۱۳۹) و حسن المحاضرۃ للسیوطی (۱/ ۱۷۷) و الاوھام والوھم فی اسماء العلماء لمصطفی الحبیب (ص ۳) (مترجم)]۔

== "حشوی" (ص/ ۱۳، ۱۴، ۳۹)۔ "خارجی" (ص/ ۲۸)۔ "تیس حمار (سانڈ گدھا)" (ص/ ۲۸، ۵۹)۔ "مہاتر (باطل پرست)" (ص/ ۲۷)۔ "ملعون" (ص/ ۳۷)۔ "یہود ونصاریٰ کا بھائی" (ص/ ۳۹)۔ وغیرہ

۳- امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ:

آپ کی "کتاب التوحید" کے بارے میں کہتا ہے: محققین کے نزدیک وہ "کتاب الشرک" ہے۔ (مقالات: ص/ ۳۰۹)۔

۴- عبداللہ بن امام احمد رحمہما اللہ:

آپ کی "کتاب السنۃ" کے بارے میں کہتا ہے: کہ وہ "کتاب الزیغ" ہے۔ (مقالات: ص/ ۳۰۲)۔

۵- حافظ مشرق خطیب بغدادی رحمہ اللہ:

اس متعصب "مجنون ابوحنیفہ" نے حنفیت اور اشعریت، ماتریدیت اور جہمیت کی وکالت کرتے ہوئے آپ اور آپ کی کتاب "تاریخ بغداد" کے خلاف "تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب" نامی ایک مستقل کتاب تصنیف کر دی ہے، کتاب کا محتوی اس کے عنوان سے ظاہر ہے۔

سچ فرمایا ہے امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے: "**علامة أهل البدع الوقيعة في أهل الأثر**"۔

محدثین کی بے عزتی کرنا بدعتیوں کی پہچان ہے۔

نیز فرماتے ہیں: "علامة المبتدع إطراء المبتدعة"۔ (بدعتیوں کی تعریف کرنا بدعتی کی پہچان ہے)۔

(شرح السنۃ از امام بربہاری رحمہ اللہ: ص/ ۵۵ / ۱۷۷)۔

کوثری کی چند بدترین تالیفات:

یوں تو کوثری جہمی کی تمام کتابوں میں علماء اہل سنت وجماعت پر سب وشتم اور دشنام طرازی ہے، لیکن اس کی درج ذیل تین کتابیں بدترین کتابیں ہیں:

۱- **مقالات الکوثری:** یہ دراصل کوثری خبیث کے کم وبیش سو مقالے ہیں، جنہیں سید احمد خیری نے یکجا کیا ہے۔

۲- **تبدید الظلام المخیم من نونیۃ ابن القیم:** یہ تقی سبکی کی کتاب "السیف الصقیل" پر کوثری کی تعلیق اور اس کی تکمیل ہے۔

۳- **تانیب الخطیب بما ساق فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب:** جو تاریخ بغداد میں ابوحنیفہ کی سیرت سے متعلق خطیب بغدادی نے مسند طور پر مناقب ومثالب ذکر کیے ہیں اس کی تردید ہے۔ اس کتاب کا مسکت اور ٹھوس جواب ذہبی دوراں علامہ عبدالرحمن بن یحییٰ معلمی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "طلیعۃ التنکیل" اور پھر "التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" میں دیا ہے اور کوثری کی تمام ہرزہ سرائیوں تلبیس کاریوں اور جہالتوں کی قلعی کھولی ہے۔ فجزاہ اللہ خیراً۔ ===

بوطی [1]

== شیخ شمس الدین افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ومن أخبث كتب الكوثري على الإطلاق كتب ثلاثة: "تبديد الظلام" (الرد على النونية)، و"المقالات"، و"التأنيب". وهذه الكتب كلها معظمة عند الديوبندية".

مطلق طور پر کوثری کی بدترین کتابیں تین ہیں: تبدید الظلام، المقالات اور التانیب۔ اور یہ تینوں کتابیں دیوبندیوں کے یہاں بڑی محترم ہیں۔ (جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية: ۲/۷۷۲)۔

کوثری پر علماء اہل سنت کا نقد:

اس ظالم کوثری پر امت کے غیور علماء نے کھل کر نقد کیا اور اس کی تلبیس کاریوں کا پردہ چاک کیا۔ اس ضمن میں بعض نے تو مستقل کتابیں یا رسائل تصنیف کئے جبکہ بعض نے اپنی کتابوں کے ضمن میں اس فریضہ کو انجام دیا۔ چند نام حسب ذیل ہیں:

۱- علامہ عبد الرحمن المعلمی رحمہ اللہ نے "طلیعۃ التنکیل" اور "التنکیل بما فی تانیب الکوثری من الاباطیل" میں۔

۲- شیخ بکر بن عبد اللہ ابو زید رحمہ اللہ نے "براءۃ أهل السنۃ من الوقیعۃ فی علماء الامۃ" میں۔

۳- علامۃ الشام محمد بہجت البیطار رحمہ اللہ نے "الکوثری وتعلیقاتہ" میں۔

۴- علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے "التنکیل" کے مقدمہ میں اور اسی طرح دیگر کتابوں کے ضمن میں۔

۵- علامہ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ نے بکر ابو زید کے رسالہ "براءۃ اہل السنۃ" کے مقدمہ میں۔

۶- شیخ محمد بن عبد الرزاق حمزہ نے "المقابلۃ بین الہدی والضلال" اور حسام الدین قدسی نے اپنی تحریر میں۔

۷- شیخ علی فہید نے رسالہ: "آراء الکوثری وآراؤہ العقدیۃ" میں باشراف: دکتور احمد آل عبد اللطیف (جامعہ ام القری)۔

(مترجم)

(۱) یہ محمد سعید رمضان البوطی کردی الاصل ہے۔ اس کی پیدائش حدود عراق سے متصل ترکیا میں واقع جزیرہ بوطان کے جلکا نامی گاؤں میں (۱۹۲۹ء) میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں اپنے والد ملا رمضان کے ساتھ دمشق ہجرت کی۔ ابتدائی تعلیم دمشق میں ہوئی، پھر ازہر میں حصول علم کے لئے مصر کا رخ کیا، اور کلیۃ الشریعۃ سے "نقد المادیۃ الجدلیۃ" نامی رسالہ پیش کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

یہ شخص مادی فلسفوں کا علمبردار مانا جاتا ہے، جبکہ فقہی ناحیہ سے حد درجہ متعصب، تنگ نظر اور غلو پسند ہے۔ اور عقیدۃً اشعری ہے (جسے اشاعرہ اہل سنت وجماعت کا نام دیتے ہیں)۔ اسی لئے یہ شخص سلفیت کا دشمن ہے اور مسلکی گروہ بندیوں سے الگ رہنے والوں کو "لامذہبیت" کا نام دیتا ہے اور اسے بدعت وناجائز گردانتا ہے۔ ===

== محمد البوطی چالیس سے زائد کتابوں کا مصنف ہے اور تمام بیش تمام کتابوں میں اس کے فلسفیانہ ومنطقانہ فکر، تقلید و تعصب اور اشعری عقائد کی نشر و اشاعت اور سلفیت دشمنی نمایاں ہے۔ لیکن اس کی دو کتابیں براہ راست اہل سنت و جماعت اور سلفیت کے رد میں ہیں جو اپنے مشمولات کے اعتبار سے نہایت خطرناک ہیں:

۱- السلفية مرحلة زمنية مباركة وليست مذهبا إسلاميا۔

۲- اللامذهبية أخطر بدعة تهدد الشريعة الإسلامية۔

ان دونوں کتابوں کا مضمون اور ان میں جو زہر افشانی کی گئی ہوگی وہ ان کے ناموں سے ہی ظاہر ہے۔ اول الذکر کتاب میں اس شخص نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم رحمہما اللہ وغیرہ پر کافی بے جا نقد و جرح کیا ہے۔ نیز اس میں ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے:"الباب الثالث التمذهب بالسلفية بدعة لا يقرها أتباع السلف"یعنی سلفی مذہب اپنانا ایک بدعت ہے جسے متبعین سلف جائز نہیں قرار دیتے۔

الغرض اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱- سلفیت ایک بدعت ہے جو ماضی و مستقبل کی تمام بدعات میں سب سے خطرناک ہے۔

۲- امام ابن القیم نے 'اعلام الموقعین' میں کوئی تشفی بخش بات نہیں لکھی ہے۔

۳- اگر ہمارے لئے ابن عربی کی تکفیر جائز ہے تو امام ابن تیمیہ کی تکفیر بھی جائز ہے۔ (نعوذ باللہ)

۴- 'سلفی حضرات جاہل ہیں۔

۵- سلفیت مسلمانوں میں تفریق و انتشار پیدا کرنے کے لئے استعمار کا مہرہ اور وسیلہ ہے۔

جبکہ ثانی الذکر کتاب اور زیادہ واضح انداز میں سلفیت دشمنی اور اس کے حاملین کو ایک عظیم فتنہ قرار دینے کا پتہ دیتی ہے۔

اس شخص کی دسیسہ کاریوں کو بھی علماء حق نے پورے طور پر بے نقاب کیا ہے نیز اس کی زہر افشانیوں اور گمراہیوں کا پردہ چاک کیا ہے، اس ضمن میں امام العصر علامہ البانی رحمہ اللہ، محدث وقت شیخ عبد المحسن العباد حفظہ اللہ، علامہ شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ اور شیخ عبد القادر حامد حفظہ اللہ قابل ذکر ہیں:

۱- امام البانی رحمہ اللہ نے بوطی کی کتاب "فقہ السیرۃ" پر "دفاع عن الحديث النبوي والسيرة في الرد على جهالات الدكتور البوطي في كتاب فقه السيرة" کے نام سے تعلیق لگائی ہے اور اس کی علمی غلطیوں اور خامیوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ یہ پہلے "مجلۃ التمدن الاسلامی" میں "تعلیق علی احادیث فقہ السیرۃ" کے نام سے شائع ہوا اور پھر بعد میں مستقل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا۔

===

دیوبندی حضرات[1] اوران کے ہم مشرب لوگ نیز بظاہر جوان کے ہم پیالے وہم نوالے

== ۲- محدث دوراں علامہ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے اپنے "الرد على الرفاعي والبوطي في كذبهما على أهل السنة ودعوتهما إلى البدع والضلال" نامی مستقل رسالہ میں اس کے شبہات اور تلبیس کاریوں کو دلائل کی روشنی میں بے نقاب کیا ہے۔

۳- علامہ شیخ صالح فوزان حفظہ اللہ نے اپنی مستقل تالیف "نظرات و تعقيبات على ما في كتاب "السلفية" لمحمد سعيد رمضان من الهفوات" میں اس کی کتاب کے باطل مشمولات کا ترکی بہ ترکی تعاقب کیا ہے، اسی طرح بوطی اور رفاعی کے تقسیم کردہ "نصيحة لإخواننا علماء نجد" کے جواب میں بھی علامہ حفظہ اللہ نے "النيان بالدليل لما في نصيحة الرفاعي والبوطي من الكذب الواضح" نامی رسالہ لکھ کر اس بالادہ نصیحت کی فضیحت فرمائی ہے۔

۴- اسی طرح شیخ عبدالقادر حامد نے بھی مجلہ "البیان" میں "البوطي والسلفية وقضايا أخرى" اور "البوطي والمنهج" وغیرہ عناوین سے اس شخص کے عقیدہ ومنہج کے فساد و بطلان کو مختلف پہلوؤں سے آشکارا کیا ہے اور اس کی فریب کاریوں کو بے نقاب کیا ہے، دیکھئے: (مجلہ "البیان" شمارہ ۳۴-۴۰، جمادی الاولی تا ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ)۔ (مترجم)

(۱) "دیوبندیت" دارالعلوم دیوبند، اترپردیش، ہند کی طرف منسوب ہے، جس کا قیام (۱۸۵۷ء) میں عمل میں آیا اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے "دیوبندی" کہا جاتا ہے۔

یہ ادارہ اور اس کے منسوبین دراصل فقہ اور فروع میں حنفی جبکہ عقیدہ واصول میں اشعری اور ماتریدی ہیں، اسی طرح سلوک وطریقت میں تصوف کے چاروں سلسلوں چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی وغیرہ سے منسلک ہیں۔

دیوبندیت برصغیر ہند وپاک کا مشہور فرقہ ہے جو عقیدہ میں اشعریت وماتریدیت اور فقہ وفروع میں حنفیت کے لئے اندھے تعصب، کتاب وسنت کے دلائل پر قلت اعتماد، تقلید جامد وشخصیت پرستی اور سلفیت دشمنی کے لئے مشہور ہے۔

ابوالحسن الکرخی حنفی فرماتے ہیں: "كل آية تخالف ما عليه أصحابنا فهي مؤولة أو منسوخة، وكل حديث كذلك فهو مؤول أو منسوخ"۔ (المدخل المفصل الی فقہ الامام احمد، علامہ بکر بن عبداللہ ابوزید: ص ۵۵)۔

یعنی ہر آیت جو ہمارے مسلک کے خلاف ہے یا تو وہ منسوخ ہے یا پھر لازما اس کی تاویل کی جائے گی، اس طرح ہر حدیث کا مسئلہ بھی ہے کہ اگر ہمارے مسلک کے خلاف ہے تو وہ یا تو منسوخ ہے یا اس کی تاویل کی جائے گی۔

اسی طرح ایک حنفی عالم کہتے ہیں: "لم اخالفه حياً فلا اخالفه ميتاً"۔

یعنی میں نے زندگی میں ان کی مخالفت نہیں کی ہے تو موت کے بعد بھی ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔

جناب حصکفی حنفی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ===

ہیں حالانکہ وہ آگے پیچھے اور کم وبیش کسی بھی اعتبار سے اُن میں سے نہیں ہیں' البتہ اس کے پیچھے ان کے کچھ خاص اہداف ومقاصد ہیں جنہیں اُن کے ساتھ رہنے والے اچھی طرح جانتے ہیں' انھوں نے تو اس مسئلہ کو نیا چولا پہنایا' اور اسے جدید نام سے موسوم کیا تاکہ اُن کا باطل عقیدہ اُن لوگوں میں رائج ہوسکے جو حقیقت حال سے ناواقف ہیں اور ایسے ہی اُن لوگوں میں جو سادہ لوح' بھولے بھالے اور کم علم عوام اُن کی باتیں سنتے ہیں، چنانچہ انہوں نے "لامذہبیت" کا نام نہاد نعرہ بلند کیا اور جو لوگ کتاب وسنت کے دلائل سے مسائل اخذ کرنے کی دعوت دیتے ہیں[1] اُن کے بارے میں یہ تصور دیا اور ذہن سازی کی کہ یہ لوگ ائمہ کرام، فقہ اور فقہی کتابوں کے باغی اور اُن سے جنگ کرنے والے ہیں، اور اُن کے بارے میں کہا کہ یہ "خوارج" ہیں!!۔

== فلعنة ربنا أعداد رمـل على من رد قول أبي حنيفة

اس پر ریت کے ذروں کے برابر اللہ کی لعنت ہو جو ابوحنیفہ کے قول کو ٹھکرادے۔ (المدخل المفصل: ص/ ۵۵)۔

نیز فرماتے ہیں: "مذهبنا صواب يحتمل الخطأ، ومذهب مخالفنا خطأ يحتمل الصواب"۔

(ہمارا مسلک بالکل درست ہے' خطا کا محض احتمال ہے، اور ہمارے مخالف کا مسلک اصل میں غلط ہے' درستی کا امکان شاذ ونادر ہے)۔ (دیکھئے: موسوعة الدين النصيحة، از: علی بن نایف الشحود، ۳/ ۲۷۵)۔ (مترجم)

(۱) امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "چھبیسویں وجہ: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۴]۔

تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے، اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالی نے بقیہ لوگوں کو چھوڑ صرف خصوصی طور پر انھیں فلاح وکامرانی کا مژدہ سنایا ہے۔ اور خیر وبھلائی کی طرف بلانے والے درحقیقت کتاب وسنت کی طرف بلانے والے ہیں نہ کہ فلاں فلاں کی رائے کی دعوت دینے والے"!

دیکھئے: اعلام الموقعین: (۲/ ۲۱۰) مقلد اور صاحب دلیل کے مابین مجلس مناظرہ کی فصل میں۔

اُن میں سے کسی جاہل نے کہا: ''من لم يكن حنبلياً فهو خارجي جهيماني''۔ جو حنبلی نہ ہو وہ خارجی جہیمانی[1] ہے!!

اور جب اُس سے الزامی طور پر پوچھا گیا کہ: جو شافعی یا مالکی یا حنفی نہ ہو وہ کیا ہوگا؟ تو اُس سے کچھ نہ بن پڑا' وہ مبہوت ہو کر رہ گیا جیسے گدھا جھونپڑی کے گرد گھومتا اور چکر لگاتا

---

(۱) دراصل یہ اس فتنہ کی طرف اشارہ ہے جو یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ - ۱۹۷۹ء کی صبح مسجد حرام مکہ مکرمہ میں جہیمان عتیبی سعودی اور اس کی جماعت نے برپا کیا تھا۔ ہوا یہ کہ مذکورہ تاریخ میں جہیمان اور اس کی جماعت نے صلاۃ فجر کے بعد حرم کعبہ میں بغاوت کی، اور یہ جھوٹا دعوی کیا گیا کہ مہدی منتظر کا ظہور ہو گیا ہے اور وہ ان کے درمیان موجود ہیں لہٰذا اُن کے ہاتھ پر مسلمانوں کو بیعت کرنی چاہئے، بعض جاہل و مغفل اور سادہ لوح عوام نے بیعت کرنا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ ہو گئے، جبکہ اکثریت نے انکار کیا، چونکہ یہ ہتھیاروں سے لیس تھے اس لئے جبراً بیعت لینا چاہا اور انکار کرنے والوں کو قتل کرنا شروع کر دیا!، الغرض اس طرح شہر حرام، بیت اللہ الحرام اور شہر اللہ المحرم کی حرمت کو پامال کیا گیا، صحن کعبہ میں اور رکن و حطیم کے درمیان معصوم مسلمانوں کا ناحق خون بہایا گیا، عتیبی کی جماعت نے اپنے جعلی مہدی منتظر کے سلسلہ میں بہت سے خواب و منامات بھی بیان کئے جو انہوں نے اس کے بارے میں دیکھا تھا، اسی طرح ان کا ایک شخص کعبہ سے متصل کھڑے ہو کر حرم کے میکروفون سے مہدی منتظر سے متعلق حدیثیں سنا رہا تھا اور اپنی بات اور حرکت کو مؤکد کر رہا تھا۔ یہ مسکین بزعم خویش اپنے آپ کو مجدد اور مجاہد سمجھ رہے تھے۔

بہر حال نام نہاد مہدی (جہیمان عتیبی) کے اس فتنہ کے سبب حرم مکی اور کعبۃ اللہ پندرہ دنوں تک ان باغیوں کے قبضے میں رہا، مقابلہ آرائی جاری رہی، دسیوں جانیں ضائع ہوئیں لیکن بالآخر جہیمان اور اس کی جماعت کے چند لوگوں کو ولاۃ امور نے گرفتار کیا اور انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ اس طرح اللہ عزوجل نے اس فتنہ کے شر سے مسلمانوں کو نجات عطا فرمائی۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ

اس واقعہ کے بعد شیعوں نے جہیمان اور اس کے فتنہ کو خوب سراہا اور اس کی مدح و ثنا خوانی کی، اور اس سلسلہ میں ایک کتاب بھی شائع کی جس کا نام تھا: ''دماء في الكعبة، حقائق عن أحداث المسجد الحرام سنة ۱۹۷۹ء''۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق جہیمان کی کامیابی ان کے لئے مستقبل میں مزید بلاد حرمین شریفین کو نقصان پہنچانے کی راہ کھولے گی!۔ یہ کتاب ''منظمة الثورة الإسلامية في الجزيرة العربية'' نے شائع کی تھی، جس کی صدارت ۱۹۸۶ء میں حسن الصفار نے سنبھالی تھی۔ (مترجم)

ہے!!

پھر اپنے خلل کی پیوندکاری اور عیب پوشی کرتے ہوئے دائرہ کو ذرا وسیع کیا اور کہا:

''كل من لم يكن على مذهب من المذاهب الأربعة فهو خارجي جهيماني''۔

جو چاروں مذاہب (مسالک) میں کسی مسلک پر نہ ہو وہ خارجی جہمانی ہے!!

نیز کہا: ''هؤلاء الذين يقولون: الكتاب والسنة .. الكتاب والسنة .. هؤلاء خوارج، وسوف يخرجون بكرة علينا في الحرم كما فعل جهيمان''!!

یہ لوگ جو ہر دم کتاب وسنت ۔۔ کتاب وسنت ۔۔۔ رٹتے رہتے ہیں خوارج ہیں، کل یہ ہمارے خلاف حرم میں بغاوت کریں گے، جیسا کہ جہمان نے کیا تھا!!

ہائے افسوس! ہائے تعجب! سبحان اللہ! کیا اس جاہل سے پہلے بھی کسی نے ایسی احمقانہ بات کہی ہے؟

ہرگز نہیں! اللہ کی قسم ہے اس سے قبل کسی نے ایسی جاہلانہ بات نہ کہی ہوگی، اور میرا خیال ہے اس کے بعد بھی ایسی احمقانہ بات کہنے والا کوئی نہ ہوگا! یہ بات تو وہی کہہ سکتا ہے جسے کچھ بھی علم نہ ہو، اسے اس بات کا بھی علم نہ ہو کہ وہ لاعلم ہے، وہ جاہل مرکب ہے! اُس پر اور اُس جیسوں پر یہ شعر صادق آتا ہے:

قال حمـــار الحكيم توما   لو أنصفوني لكنت أركب
لأنني جاهـــل بسـيط   وصاحبي جاهل مركب[1]

---

(1) یہ شعر ایک عراقی شاعر کا ہے جو اس نے کسی حکیم کی ہجو میں کہا ہے، دیکھئے: المثل السائر في أدب الكاتب والشاعر، از: ضیاء الدین ابن الاثیر (۳/ ۲۱۵)۔

===

حکیم توما کے گدھے نے کہا: اگر لوگ میرے ساتھ انصاف کریں تو میں اپنے مالک پر سواری کروں، کیونکہ میں جاہل بسیط ہوں اور میرا مالک جاہل مرکب ہے۔

یہ بات تو وہی کہہ سکتا ہے جس کے دل میں کجی ہو جو خواہشات نفس کا پیروکار ہو اور ہلاکت و بربادی جس کا مقدر ہو نعوذ باللہ من ذلک

رہے اہل علم وفقہ جو اللہ عزوجل کے حکم سے فیصلہ صادر فرمانے والے اور ہدایت کے ائمہ اور روشنی کے مینار ہیں اس سلسلہ میں اُن کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

سلطان المسلمین امیر معظم علامہ جلیل امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود – رحمہ اللہ تعالی واسکنہ فسیح جناتہ – سے سوال کیا گیا:

ایک شخص دین اسلام کے ظاہر کے مطابق اللہ کی عبادت کرتا ہے، واجبات کو ادا کرتا ہے اور بری اور قبیح چیزوں کو ترک کرتا ہے، اور اپنے دین میں ان مشہور مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتا، بلکہ اگر اس کے اندر کتاب وسنت کے دلائل میں غور وفکر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے تو اُس پر عمل کرتا ہے ورنہ علماء کرام میں سے جو بھی میسر آتا ہے اُس سے مسئلہ دریافت کر لیتا ہے، کیا ایسا شخص نجات پائے گا یا نہیں؟

سلطان المسلمین رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا:

== جہل بسیط: کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہونا جہالت کہلاتا ہے، اسے جہل بسیط بھی کہتے ہیں۔ جبکہ کسی چیز کو خلاف واقع یا غلط جاننا جہل مرکب کہلاتا ہے۔ فلاسفہ نے بھی جہالت کی دو قسمیں کی ہیں: جہل بسیط و جہل مرکب۔

جہل بسیط: ان کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی جاہل ہو اور وہ جانتا ہو کہ وہ جاہل ہے۔ اور جہل مرکب یہ ہے کہ آدمی جاہل ہو اور وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ وہ جاہل ہے! ایسی صورت میں اس کی جہالت دو جہالتوں سے مرکب ہے۔

جہل بسیط تو علم ومعرفت کے ذریعہ جلد ہی زائل ہو جاتا ہے لیکن جہل مرکب بہت دیر میں اور بڑی مشکلوں سے زائل ہوتا ہے کیونکہ جاہل کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کہ وہ جاہل ہے بلکہ مشہور یہ ہے کہ جہل مرکب کا کوئی علاج ہی نہیں ہوتا۔ (مترجم)

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾﴾ [النساء:٦٩]۔

اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جیسے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ تمام اولین وآخرین میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا اُسے عذاب سے نجات ملے گی اور وہ عظیم اجر وثواب سے ہمکنار ہوگا۔ الحمد للہ یہ امت کے مابین ایک متفق علیہ مسئلہ ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، لیکن سب سے بنیادی مسئلہ اس شرط کے تحقق اور کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کے ذریعہ قول وقرار کی تصدیق کا ہے۔۔۔۔

آگے فرماتے ہیں: جب آپ نے یہ مسئلہ سمجھ لیا تو آئیے اب اس بڑے مسئلہ کا جواب دیتے ہیں: جس نے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی، چنانچہ اللہ ہی سے فریاد کیا، اللہ واحد ہی کو پکارا، اللہ واحد ہی کے لئے قربانی کیا، اللہ واحد ہی کے لئے نذر مانی، اللہ ہی پر توکل کیا، اللہ کے دین کا دفاع کرتا رہا اور اللہ کے دین کے بارے جتنا بھی جانا اس کے مطابق اپنی استطاعت بھر عمل کرتا رہا وہ بلا شک وشبہ نجات یافتہ ہے اگرچہ وہ ان مشہور مسلکوں کو سرے سے جانتا بھی نہ ہو[1]۔

---

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۲/ ۱۷۰-۱۷۳) جدید ایڈیشن۔

اب ذرا اس امام عادل اور صاحب علم وعمل سلطان کے کلام اور اس بے عمل و باطل پرست، بھکے جاہل اور اپنی ذات کے سلسلہ میں بذات خود زیغ وزلل کا اعلان کرنے والے کے کلام میں غور کریں تاکہ دونوں کی باتوں کا نتیجہ سامنے آسکے۔

نتیجہ یہ ہے کہ: امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ نے اس چیز کو نجات کا سبب قرار دیا ہے جس کی صراحت اللہ نے اپنی کتاب میں فرمائی ہے، اور وہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واتباع، آپ نے اپنے جواب کا آغاز اس فرمان سے کیا:

﴿وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَعَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَٱلصِّدِّيقِينَ وَٱلشُّهَدَآءِ وَٱلصَّٰلِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُوْلَٰٓئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾﴾ [النساء:۶۹]۔

اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے، جیسے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ کیا ہی بہترین ساتھی ہیں۔

اور پھر فرمایا:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بتایا کہ تمام اولین وآخرین میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اُسے عذاب سے نجات ملے گی اور وہ عظیم اجر وثواب سے ہمکنار ہوگا۔ الحمد للہ یہ امت کے مابین ایک متفق علیہ مسئلہ ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، نیز یہ کہ جو بھی خالص اللہ کی عبادت کرے گا اور اللہ کے دین کا دفاع کرے گا اور دینی علم کے مطابق حسب استطاعت عمل کرے گا وہ بلاشبہ نجات یافتہ ہوگا گرچہ اسے ان مذاہب کا کوئی علم ہی نہ ہو۔

میں کہتا ہوں: چہ جائیکہ وہ ان مذاہب میں سے کسی کا مقلد ہو!!

سچ فرمایا امام عبدالعزیز رحمہ اللہ نے، کتاب اللہ کی نص کھلا اعلان کر رہی ہے جو حد درجہ واضح ہے۔

شیخ علامہ امام عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو نجات کا خواہاں ہو اسے چاہئے کہ دونوں وحیوں (کتاب وسنت) کو لازم پکڑے جو کہ اللہ کی رسی (صراط مستقیم) ہیں اور پگڈنڈیوں کو چھوڑ دے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾﴾ [الأنعام: ۱۵۳]۔

اور یہی میری صراط مستقیم ہے، سو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو، کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس بات کا اللہ تعالی نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔

نبی کریم ﷺ نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی اور اس کے دائیں اور بائیں جانب چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا:

''هَذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ''۔

یہ پگڈنڈیاں (گمراہی کے راستے) ہیں، ان میں سے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اس کی طرف بلا رہا ہے۔

حدیث صحیح وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے[1]۔

(۱) یہ حدیث ''صحیح'' میں نہیں ہے۔ شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ نے خود فتح المجید (ص/ ۳۲۲ طبع دار الافتاء) ===

اور ہر وہ شخص جو جادۂ ہدایت سے منحرف ہو جائے اور ہوائے نفس کے پیروکاروں کی ملمع سازیوں سے کتاب وسنت کے دلائل کا معارضہ کرے وہ شیطان ہے۔

امام عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی[1]۔

== میں صحیح احالہ کیا ہے کہ حدیث امام احمد، نسائی، دارمی، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ کے یہاں ہے۔ اور یہی بات درست ہے۔

حدیث کی تخریج اس طرح ہے: مسند احمد: (۱/ ۶۰، حدیث/ ۲۰۸)، والسنن الکبری للنسائی: (۶/ ۳۴۳، کتاب التفسیر، حدیث/ ۱۱۷۴، ۱۱۷۵)، وسنن دارمی: (۱/ ۶۰، حدیث/ ۲۰۸، ایڈیشن عبد اللہ ہاشم الیمانی)، وتفسیر ابن ابی حاتم: (۵/ ۱۴۲۲، حدیث/ ۸۱۰۲، ایڈیشن الباز)، ومستدرک الحاکم: (۲/ ۳۱۸، اور انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ومسند الطیالسی: (حدیث/ ۲۴۴)، والسنۃ لابن ابی عاصم: (حدیث/ ۱۷)، والسنۃ لمحمد بن نصر المروزی: (حدیث/ ۱۱)، ومسند البزار: (۵/ ۱۳۱، حدیث/ ۱۷۱۸)، وصحیح ابن حبان: (دیکھئے: الاحسان: ۱/ ۱۰۵، حدیث/ ۶، ۷، ایڈیشن الحوت)، والحلیۃ لابی نعیم: (۶/ ۲۶۳)، وتفسیر الطبری: (۸/ ۶۵)، وتفسیر البغوی: (۲/ ۱۴۲)، وشرح السنۃ للبغوی: (۱/ ۱۹۶، حدیث/ ۹۷)۔

ان بھی لوگوں نے بسند: عاصم بن ابی النجود عن ابی وائل شقیق بن سلمہ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

امام حاکم فرماتے ہیں: "اس کی سند صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے روایت نہیں کیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

ان کی سند میں عاصم کے ایک دوسرے شیخ ہیں اور وہ ہیں زر بن حبیش عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اور اس سند سے امام نسائی (حدیث/ ۱۱۷۵) اور محمد بن نصر المروزی نے "السنۃ" (حدیث/ ۱۲) میں روایت کیا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا۔

لیکن یہ متابعہ ابو وائل شقیق بن سلمہ کا ہے، رہ گیا مسئلہ عاصم کا، کیونکہ حدیث کا دارومدار ان پر ہے اور ان کے حافظہ کے سلسلہ میں کلام کیا گیا ہے حالانکہ وہ قراءت کے باب میں حجت ہیں، اسی لئے شیخین رحمہما اللہ نے ان سے مقرونا روایت کیا ہے۔ اور حافظ ابن حجر ان کے بارے میں "تقریب التہذیب" (نمبر: ۳۰۵۴) میں کہتے ہیں: "یہ صدوق ہیں البتہ ان کے کچھ اوہام ہیں اور قراءت میں حجت ہیں۔" اور ایسے شخص کی حدیث حسن ہوا کرتی ہے نیز وہ اس میں منفرد نہیں ہیں؛ بلکہ ابو وائل سے روایت کرنے میں اعمش نے ان کا متابعہ کیا ہے، جیسا کہ مسند بزار (۶/ ۱۱۳، حدیث/ ۱۶۹۴) میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۲/ ۲۳۹-۲۴۰) جدید ایڈیشن۔

یہ ان دونوں جلیل القدر ائمہ وعلماء ،اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا فرمان ہے، بلکہ یہی کلام الہی کی نص صریح ہے اور اسی پر امت کا اجماع بھی ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ،جیسا کہ امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ نے فرمایا۔

اس کے برعکس یہ ناکارہ ،بہکا ہوا جاہل' نجات اور ہلاکت ابدی سے چھٹکارے کا سبب اُن لوگوں کی واجبی اتباع کو قرار دیتا ہے جن سے غلطی اور خطا کا امکان ہے' اور اُس ذات مبارکہ (نبی رحمت ﷺ) کی اتباع ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے جو وحی الہی کے سوا کچھ نہیں بولتے! اور کاش معاملہ یہیں تک رہتا' یہ جاہل یہیں رک کر خاموش ہو جاتا، اس کی بغاوت وعناد اور طغیانی وسرکشی اس حد تک جا پہنچی کہ ان اہل ہدایت کی مذمت میں زبان دراز کرنے لگا جو محض صراط مستقیم کے رہرو اور دلیل و برہان کے پیرو ہیں! اور یہ کہنے کی بھی جرأت کرنے لگا کہ:

''اتباع الکتاب والسنة یهدي إلی مذهب الخوارج ومذهب جهیمان''۔

کتاب وسنت کی اتباع سے خوارج اور جہیمان کے مذہب کی راہ ملتی ہے!!

اس سے بڑھ کر ذلت ورسوائی اور محرومی وپسپائی اور کیا ہو سکتی ہے؟؟

ارشاد باری ہے:

﴿ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ ﴾ [طٰہ: ۱۲۳-۱۲۴]۔

جس نے میرے ہدایت کی پیروی کی وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور نہ ہی بدبخت۔ اور جس نے میرے ذکر سے اعراض کیا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔

اور یہ بہکا ہوا شخص اللہ کے کلام سے معارضہ اور عناد کرتے ہوئے ہلاکت و بربادی اور شقاوت و بدبختی کا سبب کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع کو قرار دیتا ہے!

کیا عقلمندوں نے کبھی اس جیسی کجی و گمراہی اور اس جیسی پاگل پنی سنی ہے؟؟

سچ فرمایا اللہ عزوجل نے:

﴿فَلَمَّا زَاغُوٓاْ أَزَاغَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْۚ وَٱللَّهُ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْفَٰسِقِينَ ۝٥﴾ [الصف:۵]۔

جب یہ لوگ مائل ہوئے تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا، اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

نیز فرمایا:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى ٱلْأَبْصَٰرُ وَلَٰكِن تَعْمَى ٱلْقُلُوبُ ٱلَّتِى فِى ٱلصُّدُورِ ۝٤٦﴾ [الحج:۴۶]۔

آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں پوشیدہ دل اندھے ہو جاتے ہیں۔

اے اللہ سلامتی اور عافیت عطا فرما۔

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةًۚ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْوَهَّابُ ۝٨﴾ [آل عمران:۸]۔

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر جبکہ تو نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بیشک تو بہت بڑا عطا کرنے والا ہے۔

"اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ، ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰى دِينِكَ"۔

اے اللہ! اے دلوں کے پلٹنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے "مفتاح دار السعادۃ"[1] میں محمد بن فضل الصوفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"ذَهَابُ الْإِسْلَامِ عَلَى يَدَيِ أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ: لَا يَعْمَلُونَ بِمَا يَعْلَمُونَ، وَصِنْفٌ: يَعْمَلُونَ بِمَا لَا يَعْلَمُونَ، وَصِنْفٌ: لَا يَعْلَمُونَ مَا يَعْمَلُونَ، وَصِنْفٌ: يَمْنَعُونَ النَّاسَ مِنَ التَّعَلُّمِ وَالتَّعْلِيمِ"۔

اسلام چار قسم کے لوگوں کے ہاتھوں ضائع ہوگا: ایک وہ لوگ جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے، دوسرے وہ لوگ جو ایسی چیزوں پر عمل کرتے ہیں جن کا انہیں علم نہیں، تیسرے وہ لوگ جو علم و عمل دونوں سے عاری ہیں، چوتھے وہ لوگ جو لوگوں کو علم سیکھنے سکھانے سے روکتے ہیں۔

میں (امام ابن القیم) کہتا ہوں:

پہلی قسم: جس کے پاس علم ہے عمل نہیں: یہ طبقہ عوام الناس کے لئے سب سے زیادہ مضر اور نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ ہر نقص و عیب اور منحوس عمل میں عوام کے لئے حجت قرار پاتا ہے۔

دوسری قسم: جاہل عبادت گذار: کیونکہ اس طبقہ کی عبادت اور نیکی کو دیکھ کر عوام الناس حسن ظن رکھتے ہیں اور جہالت کے باوجود اُن کی پیروی کرتے ہیں۔

یہی دونوں قسمیں ہیں جن کا ذکر بعض سلف نے اپنے اس قول میں کیا ہے: "اِحْذَرُوا فِتْنَةَ الْعَالِمِ الْفَاجِرِ وَالْعَابِدِ الْجَاهِلِ، فَإِنَّ فِتْنَتَهُمَا فِتْنَةٌ لِكُلِّ مَفْتُونٍ"۔

بدعمل عالم اور جاہل عبادت گذار کے فتنہ سے بچو، کیونکہ ان دونوں کا فتنہ سب کے لئے

(۱) مفتاح دار السعادۃ ومنشور ولایۃ العلم والارادۃ: (۱/ ۱۶۰)، ایڈیشن مکتبۃ الریاض الحدیثۃ۔

عام ہوتا ہے۔

چونکہ لوگ اپنے علماء اور عابدوں ہی کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا اگر علماء بیہودہ و بدعمل اور عبادت گذار جاہل ہوں تو ان دونوں کی وجہ سے مصیبت عام ہو جاتی ہے اور عوام وخواص دونوں یکساں طور پر عظیم فتنے کی زد میں آجاتے ہیں۔

تیسری قسم: جو علم وعمل دونوں سے محروم ہیں: ان کی مثال گھاس چرنے والے جانوروں جیسی ہے۔

چوتھی قسم: زمین میں ابلیس لعین کے کارندے: یہ وہ ہیں جو لوگوں کو طلب علم اور تفقہ فی الدین سے روکتے ہیں۔ یہ لوگوں کے لئے شیاطین الجن سے بھی زیادہ ضرر رساں ہیں، کیونکہ یہ لوگ انسانوں کے دلوں اور اللہ کی ہدایت و راہ کے درمیان حائل ہوتے ہیں۔

چنانچہ یہ وہ چار طرح کے لوگ ہیں جن کا ذکر عارف محمد بن الفضل رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ اور یہ سب کے سب ہلاکت وتباہی کے دہانے پر ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والے عالم کو جتنی بھی ایذا رسانی اور جنگ ومقابلہ آرائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے انہی (چار طرح کے) لوگوں کے ہاتھوں کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنے محبوب بندوں کو اپنی رضا کے کاموں میں استعمال کرتا ہے اسی طرح جسے چاہتا ہے اپنی ناراضگی میں استعمال کرتا ہے ﴿إِنَّهُۥ بِعِبَادِهِۦ خَبِيرٌۢ بَصِيرٌ ۝٢٧﴾ [الشوریٰ: ۲۷] (بیشک وہ اپنے بندوں کے بارے میں خبر رکھنے والا دیکھنے والا ہے)۔

اور ان تمام قسم کے لوگوں اور ان کے طریقوں کا راز بھی علم ہی کی بنیاد پر منکشف ہو سکتا ہے' اس طور پر خیر کے تمام گوشوں کا سرچشمہ "علم" اور اس کے اسباب اور شر کے تمام گوشوں کا سرچشمہ "جہالت" اور اس کے محرکات قرار پایا۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی۔

شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ امام ابن القیم رحمہ اللہ کے مذکورہ کلام کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''توحید اور اتباع سنت کی تحقیق کے سلسلہ میں میں نے جو کچھ دیکھا ہے یہ اُن میں ایک نہایت نفع بخش بات ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے اُسے سمجھا اور ذہن و دماغ میں ازبر کرلیا''(1)۔

میں کہتا ہوں: جب ابلیس کے کارندوں میں سے لوگوں کو طلب علم اور تفقہ فی الدین سے ورغلانے والے شیاطین الجن سے بھی زیادہ ضرر رساں ہیں، کیونکہ وہ لوگوں کے دلوں اور اللہ کی ہدایت اور اس کی راہ کے مابین حائل ہوتے ہیں، تو بھلا بتاؤ کہ اُسے کیا نام دیا جائے گا جو یہ کہتا ہے کہ: ''جو کتاب وسنت کی اتباع کرے وہ خارجی جہمانی ہے!!'' کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ خود ہی ابلیس ہو انسان کی شکل میں آگیا ہو!!

اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے، اسی پر اعتماد و بھروسہ ہے، ہم اس سے دعا گو ہیں کہ اپنی قوت وتصرف سے ہمیں اور تمام مسلمان بھائیوں کو شیطان سے اپنی پناہ میں رکھے۔

کیا کتاب وسنت، جو کہ اللہ کی ہدایت اور اس کا طریق ہیں، کے علم سے روکنے کی اس سے بڑھ کر بھی کوئی شکل ہو سکتی ہے؟

نہیں، اللہ کی قسم! اس کے بعد کتاب وسنت کے علم سے روکنے کی رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی شکل باقی نہیں رہ جاتی۔

میرے طالب علم بھائی! جب آپ نے اس جاہل اور ناکارہ کی یہ ظالمانہ اور مجرمانہ بات سماعت فرمائی، تو اب درج ذیل کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں:

---

(1) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (۲/ ۲۷۹-۲۸۰)۔

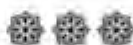
۱- کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تقلید کرنا واجب ہے' خواہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہو یا دیگر لوگوں میں سے؟

۲- کیا حق مذاہب اربعہ میں محصور ہے؟ بایں طور کہ جو ان میں سے کسی ایک کا مقلد نہ ہو وہ سنت سے خارج ہے؟

۳- تقلید کا کیا حکم ہے؟ تقلید کی کونسی قسم حرام، کونسی واجب اور کونسی جائز ہے؟

۴- اس باب میں طالب علم کا کیا موقف ہونا چاہئے؟

آئندہ صفحات میں ان تمام سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔ وباللہ التوفیق



پہلا مسئلہ:

کیا لوگوں پر کسی معین شخص کی تقلید واجب ہے، خواہ وہ ائمہ اربعہ میں سے ہو یا دیگر لوگوں میں سے؟

اولاً: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ لوگوں پر انہی ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک معین امام کی اتباع کرنا واجب ہے تو اُس سے توبہ کروانا ضروری ہے، اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ہے، ورنہ اس قتل کر دیا جائے!

صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ٹھیک ہے، یا مناسب ہے، یا یہ کہ عامی شخص ان ائمہ کرام میں سے زید، عمرو کی تعیین وتخصیص کیے بغیر کسی ایک کی تقلید کر سکتا ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ کوئی کہے: امت پر فلاں یا فلاں شخص کی تقلید واجب ہے، تو کوئی مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

البتہ جو ان ائمہ کرام سے محبت کرتا ہے جن مسائل میں واضح ہو کہ امام کی بات سنت رسول ﷺ کے موافق ہے، وہ اگر اُس میں ہر ایک کی تقلید کرتا ہے تو ٹھیک ہے، بلکہ وہ دوسروں سے قدرے بہتر ہے؛ کیونکہ ائمہ کا اتفاق قطعی حجت اور اُن کا اختلاف وسیع رحمت

ہے لیکن جو ان میں سے کسی ایک کو خاص کر کے اس کے لئے تعصب کرے وہ ان روافض کی طرح ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں دیگر کو چھوڑ کر کسی ایک کے لئے تعصب کرتے ہیں اور اس کی مثال خوارج کی سی ہے۔

اور یہ اہل بدعت اور خواہشات نفسانی کے پیروکاروں کا طریقہ ہے جو کتاب وسنت اور باجماع امت سے شریعت سے خارج ہیں۔

اور عموماً امام مالک یا شافعی یا احمد یا ابوحنیفہ یا دیگر ائمہ رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کے لئے تعصب کرنے والے کا المیہ یہ ہے کہ اسے علم ودین میں اس مخصوص امام اور دیگر ائمہ کرام کی قدر ومنزلت کا علم ہی نہیں ہے چنانچہ وہ جاہل اور ظالم ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے اور ظلم وجہالت سے منع فرماتا ہے۔

واجب اور ضروری یہ ہے کہ مومنین اور (بالخصوص) علماء سے محبت اور دوستی رکھی جائے اور حق اور اتباع حق کی جستجو کی جائے، اور یہ جان لینا چاہئے کہ ائمہ کرام میں سے جس کا اجتہاد درست ہو وہ دو اجر اور جس کا اجتہاد غلط ہو وہ ایک اجر کا مستحق ہے۔

مشرقی ممالک پر اللہ تعالیٰ کے ترکوں کو مسلط کر دینے کا ایک سبب ان کے درمیان مذاہب (مسالک) کی بابت بہ کثرت تفرقہ بازیاں اور فتنہ انگیزیاں تھیں، جبکہ یہ ساری چیزیں اس اختلاف کے قبیل سے ہیں جن کی اللہ نے مذمت فرمائی ہے، کیونکہ جماعت کو لازم پکڑنا اور اتحاد والفت کی زندگی جینا دین کے اصولوں میں سے ہے اور پوری مخلوق پر اس (نبی) معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع واجب ہے جو ہوائے نفس سے کچھ نہیں کہتے آپ کی باتیں محض وحی الٰہی ہوا کرتی ہیں:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ [النساء:٦٥]۔

تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصل نہ بنالیں، پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کوئی حرج نہ محسوس کریں، اور مکمل طور سے سر تسلیم خم کردیں۔

لہٰذا دنیا کے تمام اقوال، احوال اور افعال کو آپ کے اقوال، احوال اور افعال کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی[1]۔

نیز فرماتے ہیں:

"لوگوں پر صرف اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے، رہے یہ اولوالامر جن کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ [النساء:٥٩]۔

(اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اختیار والوں کی)

میں دیا ہے، تو ان کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ماتحتی میں واجب ہے نہ کہ مستقل طور پر۔۔۔

اور مسلمان کو جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ وہ اسے اللہ اور اس کے رسول کی شریعت سے فتویٰ دے گا اس سے فتویٰ دریافت کرلے، خواہ وہ کسی بھی مذہب و مسلک کا ہو، کسی بھی مسلمان پر کسی مخصوص عالم دین کی اس کی تمام تر باتوں میں تقلید

(۱) دیکھئے: "مختصر الفتاویٰ المصریۃ" (ص/۳۶-۳۷)۔

کرنا واجب نہیں، اور نہ ہی کسی مسلمان پر کسی متعین شخص کے مذہب و مسلک کو اس کی تمام تر واجب کردہ اور بتائی ہوئی چیزوں کو ماننا واجب ہے سوائے رسول ﷺ کے، بلکہ ''لوگوں میں سے ہر شخص کی کچھ باتوں کو لیا بھی جا سکتا ہے اور کچھ باتوں کو چھوڑا بھی جا سکتا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے''۔

اور کسی کا کسی معین شخص کے مذہب کی پیری اس بنا پر کرنا کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے شریعت کی معرفت سے عاجز ہے محض اسی شخص کے لئے جائز ہے، اگر دوسروں کے لئے اس کے علاوہ دوسری راہوں سے شریعت کی معرفت ممکن ہو تو ان پر اس معین شخص کے مذہب کی اتباع واجب نہیں، بلکہ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ حسب استطاعت اللہ سے ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اوامر کا علم حاصل کرے، مامور کو انجام دے اور ممنوع کو ترک کردے، واللہ اعلم''[1]۔

مزید فرماتے ہیں:

''جس نے کسی کو امام نامزد کر کے اعتقادی یا عملی طور پر اس کی اطاعت کو مطلقا واجب قرار دیا روافض امامیہ کے گمراہ سربرآوردہ لوگوں کی مانند اس باب میں وہ بھی گمراہ ہو گیا، کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق ہر وقت ایک امام معصوم ہوا کرتا ہے جس کی اطاعت واجب ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی معصوم نہیں اور نہ ہی آپ کے بعد تمام باتوں میں کسی کی اطاعت واجب ہے۔۔۔''۔

فرماتے ہیں: اسی طرح جو دین کے مشائخ میں سے کسی شیخ کی بلاتخصیص واستثناء ہر طریق میں اتباع کی دعوت دے اور اسے اس کے ہم مثل لوگوں سے الگ حیثیت دے وہ بھی

---

(۱) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۰/ ۲۰۸-۲۰۹)۔

گمراہ ہے، جیسے شیخ عدی ۔۔۔شیخ عبدالقادر وغیرہ۔۔۔‘‘۔

آگے مزید فرماتے ہیں: نیز جو ائمہ علم میں سے کسی امام کی اس کے تمام تر فرمودات' مامورات اور منہیات میں مطلق طور پہ اطاعت واتباع کا حکم دے جیسے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ وہ بھی گمراہ ہے‘‘(۱)۔

میرے طالب علم بھائی - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کی توفیق بخشے - ذرا اس علم کے سمندر، اور معقول ومنقول میں حجت امام (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کی محکم گفتگو اور پائیدار تحقیق پر غور کریں آپ کے سامنے حسب ذیل باتیں واضح ہوں گی:

① جس کا عقیدہ یہ ہو کہ لوگوں پہ ان ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی اتباع کرنا واجب ہے تو اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اس قتل کردیا جائے!۔

اے کاش میں جانوں کہ اس کا کیا حال ہوگا جو یہ کہے کہ:

’’من لم يكن حنبلياً فهو خارجي جهيماني‘‘۔

جو حنبلی نہ ہو وہ خارجی جہیمانی ہے؟

کیا ایسا کہنے والا لوگوں پہ ضروری نہیں قرار دیتا کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی اتباع کریں ورنہ سب کے سب خارجی جہیمانی ہو جائیں گے؟؟

② زیادہ سے زیادہ تقلید کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ: ٹھیک ہے یا مناسب ہے یا یہ کہ عام آدمی ان ائمہ کرام میں سے زید' عمرو کی تعیین وتخصیص کیے بغیر کسی ایک کی تقلید کرسکتا ہے۔

جب کہ یہ جاہل اپنے پیوند شدہ دوسرے قول کی روشنی میں تمام لوگوں پہ تقلید کو واجب قرار

(۱) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۱۹/ ۶۹-۷۰)۔

دیتا ہے ورنہ سب ''خوارج اور جہمانی ہو جائیں گے'' بلا تفصیل خواہ وہ طلبہ ہوں یا علماء!

③ کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ امت پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے۔

میں کہتا ہوں: مذکورہ دونوں باتیں کہنے والے کو سوچنا چاہیے کہ اس نے تقلید کو واجب کہتے ہوئے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس بات کو کیا مقام دیا؟

④ جو ائمۂ کرام میں سے کسی ایک کو خاص کر کے اُس کے لئے تعصب کرے وہ اُن روافض کی طرح ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں دیگر کو چھوڑ کر کسی ایک کے لئے تعصب کرتے ہیں اور اس کی مثال خوارج کی سی ہے۔

لہٰذا ''جو حنبلی نہ ہو وہ خارجی جہمانی ہے'' کہنے والے کو اُن (روافض) کی ہمنوائی مبارک ہو' جن کا تذکرہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے کیا ہے' اور اُسے یہ گمراہ لوگ مبارک ہوں' کیونکہ اُس کے قدوہ و پیشوا وہی ہیں؟

اور ایسی صورت میں خارجی کون ہوگا؟ جو کتاب و سنت کی دعوت دیتا ہے' یا جو اِن ائمہ میں سے کسی مخصوص امام کے لئے تعصب کرتا ہے؟

جواب قارئین کے حوالے ہے! خود فیصلہ کرلیں۔

⑤ یہ اہل بدعت اور خواہشات نفس کے پیروکاروں کا طریقہ ہے جو کتاب و سنت اور اجماع امت کے فیصلہ سے شریعت سے خارج ہیں۔

⑥ ائمہ رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کے لئے تعصب کرنے والے کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ علم و دین میں اُس مخصوص امام اور دیگر ائمہ کرام کی قدر و منزلت سے لاعلم ہے' چنانچہ وہ جاہل اور ظالم ہے۔

میں کہتا ہوں: ''جو حنبلی نہ ہو وہ خارجی جہمانی ہے'' کہنے والے پر یہ بات خوب صادق

آتی ہے۔

⑦ مشرقی ممالک پر اللہ تعالیٰ کے ترکوں کو مسلط کردینے کا ایک سبب ان کے درمیان مذاہب (مسالک) کی بابت بہ کثرت تفرقہ بازیاں اور فتنہ انگیزیاں ہیں۔

میں کہتا ہوں: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس ملک (بلاد سعودیہ عربیہ) میں ان فتنوں اور مسلکی فرقہ بندیوں سے محفوظ رکھا ہے. کیونکہ یہ ملک کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اگر ہر آدمی الگ الگ مسلک کا حامل ہوتا اور اسی کی بنیاد پر دوستی و دشمنی کرتا' جس کی یہ جاہل دعوت دے رہا ہے' تو نتیجہ کیا ہوتا؟

ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ تفرقہ بازی اور فتنہ ہی ہوتا جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے' ہم اللہ کے غضب اور دردناک عذاب سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔

⑧ پوری مخلوق پر اس (نبی) معصوم ﷺ کی اطاعت و اتباع واجب ہے جو ہوائے نفس سے کچھ نہیں کہتے' آپ کی باتیں محض وحی الٰہی ہوا کرتی ہیں۔

⑨ جب مسلمان کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شریعت کی روشنی میں فتویٰ دینے والے سے فتویٰ پوچھ لے' خواہ وہ کسی بھی مسلک کا ہو۔

⑩ کسی بھی مسلمان پر کسی مخصوص عالم دین کی اس کی تمام تر باتوں میں تقلید کرنا واجب نہیں ہے۔

⑪ کسی مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی متعین شخص کے مذہب و مسلک کو ماننا واجب نہیں ہے۔

⑫ اور کسی کا کسی معین شخص کے مذہب کی پیروی اس بنا پر کرنا کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے شریعت کی معرفت سے عاجز ہے محض اسی شخص کے لئے جائز ہے، اگر

دوسروں کے لئے اس کے علاوہ دوسرے ذرائع سے شریعت کی معرفت ممکن ہو تو ان پر اس معین شخص کے مذہب کی اتباع واجب نہیں۔

ثانیاً: امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کیا عام آدمی پر معروف مذاہب میں سے کسی مذہب کو اپنانا واجب ہے یا نہیں؟

اس بارے میں دو رائیں ہیں:

پہلی رائے: واجب نہیں ہے، اور یہی بات قطعی طور پر صحیح اور درست بھی ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واجب کئے بغیر کوئی چیز واجب نہیں ہو سکتی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی پر واجب نہیں کیا ہے کہ امت کے کسی فرد کے مذہب کو لازم پکڑ لے اور اپنے دین کو محض اس کے حوالہ کر دے۔

پورا قرون مفضلہ اور اسی طرح ان مبارک ادوار کے لوگ اس نسبت سے بری ہیں۔

بلکہ اگر عام آدمی کوئی مذہب اپنا بھی لے تو اس کا مذہب درست نہیں ہو سکتا کیونکہ عام آدمی کا کوئی مذہب ہی نہیں ہو سکتا۔ مذہب یا تو اس آدمی کا ہوتا ہے جس کے پاس ایک گنا سہی غور و فکر اور استدلال کی صلاحیت ہو اور اپنے اعتبار سے مذاہب پر اس کی نظر ہو یا پھر اس کا ہوتا ہے جس نے متعلقہ مذہب کے فروع کے کوئی کتاب پڑھ رکھی ہو اور اسے اپنے امام کے اقوال اور فتووں کی معلومات ہو۔

لیکن جو سرے سے اس کا اہل ہی نہ ہو اور کہتا پھرے کہ میں شافعی ہوں یا حنبلی ہوں وغیرہ تو محض کہنے سے وہ شافعی یا حنبلی نہیں ہو سکتا جس طرح محض کہنے سے کوئی فقیہ یا یا نحوی یا کاتب وغیرہ نہیں ہوتا۔

اس کی مزید توضیح اس بات سے ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو شافعی، یا مالکی، یا حنفی کہنے والا یہ

سمجھتا ہے کہ وہ اس امام کا پیروکار اور اس کے مسلک پر گامزن ہے' جبکہ یہ چیز اسی وقت درست ہو سکتی ہے جب وہ علم ومعرفت اور استدلال کی روشنی میں اس کے مسلک پر عامل ہو۔

اب اگر وہ اپنے امام کی سیرت، علم اور اس کے طریقہ کے بارے میں لاعلم اور حد درجہ دور ہو تو محض دعوی اور زبان سے کہنے کی بنیاد پر یہ نسبت کیسے درست ہو سکتی ہے؟

عام آدمی کا کوئی مذہب ہو یہ کسی طرح صحیح تصور نہیں کیا جا سکتا، اور اگر تصور کر بھی لیا جائے تو اس کے یا کسی اور کے لئے اس کا ماننا ضروری نہیں، اور نہ ہی کبھی کسی پر یہ لازم ہے کہ امت کے کسی شخص کے مذہب کو اس طرح اپنائے کہ اس کے تمام اقوال کو لے اور اس کے علاوہ دیگر اقوال کو ترک کر دے۔

یہ ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے جو امت میں ایجاد ہوئی ائمہ اسلام میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی، وہ اس سے کہیں بلند قدر و منزلت' اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں علم والے تھے کہ لوگوں پر تقلید اور مذہب پرستی واجب ٹھہراتے۔

اس کے بالمقابل اس شخص کی بات کتنی دور ہے جو یہ کہتا ہے کہ: آدمی کے لئے کسی نہ کسی عالم کی تقلید کرنا واجب ہے۔

اسی طرح جو اس سے بھی تجاوز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ: چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اپنانا ضروری ہے۔

ہائے افسوس! اصحاب رسول ﷺ، تابعین، تبع تابعین اور دیگر تمام ائمہ اسلام کے مذاہب ختم اور بالکلیہ ناپید ہو گئے' اب تمام ائمہ وفقہاء کرام میں سے صرف چار لوگوں کے ہی مذاہب باقی بچے ہیں؟

کیا کسی نے یہ بات کہی ہے یا اس کی دعوت دی ہے؟ یا کسی امام کے ایک لفظ سے بھی

اس کا پتہ چلتا ہے؟

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو باتیں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین پر واجب قرار دی ہیں وہی باتیں اُن کے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں پر بھی واجب کی ہیں، واجب میں کوئی اختلاف وتبدیلی نہیں ہے، اور اگر حالت، زمان ومکان اور قدرت و عدم قدرت کے اختلاف کی بنیاد پر واجب کی کیفیت ومقدار مختلف ہو جائے تو وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے واجب کردہ امر میں شامل ہے۔

اور جو کسی عامی کے لئے کسی مذہب کو درست سمجھتا ہے گویا وہ اس عقیدہ کا قائل ہے کہ وہ عامی جس مذہب کی طرف منسوب ہے وہی حق ہے اب اسے اس عقیدہ کے بموجب عمل کرنا چاہیے۔

اب اگر ان لوگوں کی یہ بات درست مان لی جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ وہ جس مذہب کی طرف انتساب کر رہا ہے اس کے علاوہ دیگر مذہب والوں سے فتویٰ پوچھنا حرام ہے اسی طرح یہ بھی لازم آئے گا کہ اپنے امام کے ہم پلہ یا اس سے بلند پایہ امام کے مذہب کو اپنانا بھی حرام ہے اور اس کے علاوہ دیگر ایسے فاسد لوازم درپیش ہوں گے جن سے اُن کے ملزومات کا فساد واضح ہے، یہی نہیں بلکہ اس سے یہ بھی لازم آئے گا اگر اسے اپنے مذہب کے امام کے علاوہ دوسرے کسی کے پاس رسول گرامی ﷺ کی کوئی نص صریح یا خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا قول ملے تب بھی وہ اسے ترک کردے اور اپنے انتساب کردہ امام کے قول کو اس پر مقدم سمجھے۔

لہٰذا اُس کے لئے جائز ہے کہ متبعین ائمہ اربعہ یا دیگر لوگوں میں سے جس سے بھی چاہے فتویٰ دریافت کرلے، اور باجماع امت اُس پر یا کسی بھی مفتی پر یہ واجب نہیں ہے کہ ائمہ

اربعہ میں سے کسی امام میں مقید رہے"۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کی گفتگو کا مقصود ختم ہوا[1]۔

میں کہتا ہوں: کیا اس بہکے ہوئے کو اس عظیم امام (ابن قیم رحمہ اللہ) کی اس عظیم بات اور اُن کے علاوہ دیگر ائمہ کرام جن کی باتیں نقل کی جا چکی ہیں کا علم ہے؟

اور اگر اُسے ان باتوں کا علم ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ یا اُس جیسے لوگ امام ابن القیم کو جانتے بھی ہوں گے۔ تو کیا اُس کی نسبت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف صحیح ہوگی؟ کیونکہ وہ تو بس اسی میں مست ومگن ہے کہ "وہ حنبلی" ہے؟

اس کا جواب وہی ہے جو اس کے اور اس جیسوں کے بارے میں امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ علم ومعرفت اور استدلال میں اس نے امام احمد رحمہ اللہ کا راستہ نہیں اپنایا، بلکہ وہ جہالت کے ساتھ امام احمد رحمہ اللہ کی سیرت اور آپ کے علم ومنہج سے حد درجہ دور بھی ہے' لہٰذا اب امام احمد کی طرف اس کی نسبت محض بے معنیٰ اور بے دلیل دعویٰ کی سی ہے۔

اور اس شخص کے بارے میں میرے پاس بیسوں طلبۂ علم اور ساتھ ہی دو بڑے مشایخ کے واسطہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اُس نے کسی مسجد میں لوگوں کی ایک مجلس میں کھڑے ہو کر جنہیں ایک شیخ درس دے رہے تھے' اور کتاب وسنت کے تمسک واتباع پر آمادہ کر رہے تھے نیز یہ سمجھا رہے تھے کہ رسول گرامی ﷺ کے علاوہ کسی کی کہی ہوئی تمام باتوں میں اس کی اتباع کرنا کسی پر واجب ولازم نہیں ہے' شیخ موصوف کو امام ابن رجب رحمہ اللہ کی "الرد علی من اتبع غیر المذاہب الأربعۃ" نامی کتاب پیش کی اور اُن سے مطالبہ کیا کہ کتاب میں سے کچھ حاضرین کو پڑھ کر سنائیں۔

آخر یہ عمل کس بات کا غماز ہے؟ کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے جو اُس کے بارے میں

---

(۱) دیکھئے: اعلام الموقعین، (۴/ ۲۶۱-۲۶۳)۔

مشہور و معروف ہے کہ وہ لوگوں پہ مذاہب اربعہ کی اتباع و پیروی واجب قرار دیتا ہے؟

ابن رجب رحمہ اللہ کی کتاب کے تذکرہ کی مناسبت سے یہاں کچھ باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

چنانچہ عرض کرتا ہوں:

اولاً: کتاب کا یہ نام امام ابن رجب رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ محقق کا وضع کردہ ہے۔

ثانیاً: اس جاہل سے کہا جائے: فرض کرتے ہیں کہ امام ابن رجب ہی نے یہ نام رکھا ہے لیکن ہم اُن کے اس نام سے اتفاق نہیں کرتے۔

اگر وہ کہے کہ: کیا تمہیں ابن رجب سے زیادہ علم ہے؟

تو ہم کہیں گے: ہم نے امام ابن رجب کی مخالفت یونہی کسی امام کی اتباع کیے بغیر نہیں کی ہے بلکہ ہم نے ان کی اتباع کی ہے جو ابن رجب کے ہم پلہ یا ان سے بھی زیادہ علم کے مالک تھے اور انہوں نے کتاب وسنت کے دلائل سے استدلال کرتے ہوئے ابن رجب کی مخالفت کی ہے۔

اگر یہ جاہل پھر دوبارہ وہی بات کہے کہ: کیا تمہیں ابن رجب سے زیادہ علم ہے؟

تو ہم کہیں گے کہ: کیا تجھے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ابن رجب کے استاذ و شیخ علامہ ابن القیم اور دیگر ائمہ دعوت رحمہم اللہ جن کی باتیں ہم نے نقل کی ہیں یا نہیں کی ہیں سے زیادہ علم ہے؟؟

اور اس طرح ہم اس جاہل ظالم کا ترکی بہ ترکی معارضہ کریں گے اور دلیل بلا معارضہ (مسکت) ہوگی اور فرمان باری تعالیٰ:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:٥٩]۔

(اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹادو)

کے اتباع کرنے والے ہوں گے نیز دلائل کی پیروی کرنے والے علماء کے پیروکار ٹھہریں گے۔

ثالثاً: بہتر ہوگا کہ یہاں اس جاہل اور اس جیسے دوسرے لوگوں کو دوبارہ امام ابن رجب رحمہ اللہ کے شیخ امام ابن القیم رحمہ اللہ کا قول یاد دلایا جائے، چنانچہ موصوف مسلک پرستی واجب قرار دینے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ جیسا کہ نقل کیا گیا۔:

"یہ ایک گھناؤنی قسم کی بدعت ہے جو امت میں ایجاد ہوئی' ائمہ اسلام میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی، وہ اس سے کہیں بلند قدر و منزلت' اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں علم والے تھے کہ لوگوں پر تقلید اور مذہب پرستی واجب ٹھہراتے۔

اس کے بالمقابل اس شخص کی بات کتنی دور ہے جو یہ کہتا ہے کہ: آدمی کے لئے کسی نہ کسی عالم کی تقلید کرنا واجب ہے۔

اسی طرح جو اس سے بھی تجاوز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ: چاروں مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کو اپنانا ضروری ہے۔

ہائے افسوس! اصحاب رسول ﷺ، تابعین، تبع تابعین اور دیگر تمام ائمہ اسلام کے مذاہب ختم اور بالکلیہ ناپید ہو گئے' اب تمام ائمہ و فقہاء کرام میں سے صرف چار لوگوں کے ہی مذاہب باقی بچے ہیں؟

کیا کسی نے یہ بات کہی ہے یا اس کی دعوت دی ہے؟ یا کسی امام کے ایک لفظ سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے؟

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو باتیں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین پر واجب قرار دی ہیں وہی باتیں اُن کے بعد قیامت تک آنے والے لوگوں پر بھی واجب کی ہیں،

واجب میں کوئی اختلاف وتبدیلی نہیں ہے،اور اگر حالت، زمان ومکان اور قدرت وعدم قدرت کے اختلاف کی بنیاد پر واجب کی کیفیت ومقدار مختلف ہو جائے تو وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے واجب کردہ امر میں شامل ہے''۔

ثالثاً: امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللطیف احسائی کو ارسال کردہ اپنے خط میں رقمطراز ہیں:

الف: ''۔۔۔میں کہتا ہوں -وللہ الحمد والمنۃ وبہ القوۃ-:

﴿ إِنَّنِي هَدَىٰنِي رَبِّيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٖ دِينٗا قِيَمٗا مِّلَّةَ إِبۡرَٰهِيمَ حَنِيفٗاۚ وَمَا كَانَ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ ﴾ [الأنعام:١٦١]۔

مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتادیا ہے کہ وہ ایک دین مستحکم ہے جو طریقہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) کا جو اللہ کی طرف یکسو تھے،اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

میں الحمد للہ کسی صوفی، یا فقیہ، یا متکلم، یا جن ائمہ کرام کا شدید احترام کرتا ہوں اُن میں سے کسی کے مذہب ومسلک کی طرف نہیں بلاتا ہوں، جیسے امام ابن القیم، امام ذہبی، امام ابن کثیر وغیرہ ؛ بلکہ میں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں' اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں جس کی آپ ﷺ نے اپنی امت کے تمام اولین وآخرین کو وصیت فرمائی ہے''[1]۔

ب: نیز فرماتے ہیں:

''کیا ہر شخص کے لئے رسول ﷺ پر اللہ کی نازل کردہ شریعت کا علم حاصل کرنا ضروری

---

(١) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (١/ ٣٧)۔

ہے کہ جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، یا پھر یہ کہ "التحفۃ"[1] کی پیروی کرنا ضروری ہے؟ مثال کے طور پر۔

میں متاخرین میں سے علماء کبار کو جانتا ہوں جیسے علامہ ابن قیم وغیرہ انہوں نے اس پر سخت نکیر کی ہے اور اسے اللہ کے دین میں تحریف قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے ایسے واضح اور روشن دلائل سے استدلال کیا ہے جنہیں بیان کرنا باعث طوالت ہے بشرطیکہ دل نور الٰہی سے منور ہوں۔

اور جو لوگ تقلید کو جائز یا واجب قرار دیتے ہیں کئی بے بنیاد شبہات پیش کرتے ہیں لیکن ان کا سب سے بڑا شبہہ یہ ہے کہ ہمیں حصول علم شریعت کی قدرت و اہلیت نہیں ہے یہ کام صرف مجتہد ہی کے بس کا ہے، اور بمصداق فرمان باری:

﴿إِنَّا وَجَدْنَآ ءَابَآءَنَا عَلَىٰٓ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰٓ ءَاثَٰرِهِم مُّقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾﴾

[الزخرف: ۲۳]۔

ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔

جب کہ اہل علم کے پاس اس شبہہ کے ابطال کے لئے اتنے دلائل ہیں کہ ایک پوری جلد بھر جائے۔ اس کی ایک واضح ترین دلیل یہ فرمان باری ہے:

﴿ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾

[التوبہ: ۳۱]۔

ان لوگوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے۔

---

(۱) ابن حجر ہیتمی مکی شافعی کی کتاب "التحفۃ" مراد ہے۔ جو فقہ شافعی کی کتاب ہے۔

رسول گرامی ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس آیت کریمہ کی تفسیر اسی عمل سے کی جس پہ آج تم اصول و فروع میں قائم ہو، میں نہیں سمجھتا کہ وہ (یہود ونصاریٰ) ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تم سے زیادہ کچھ کرتے رہے ہوں گے۔۔۔''۔

آگے فرماتے ہیں: ''یہ خط دلیل و برہان اور مخالف کی بات کے جواب کا متحمل تو نہیں؛ البتہ میں اپنی طرف سے آپ کو انصاف اور قبول حق کی دعوت دیتا ہوں اس کے بعد اگر آپ مجھے علم و انصاف کی روشنی میں جواب دینا چاہیں تو آپ کے یہاں مشرفہ (ایک جگہ کا نام) میں ابن فیروز کے پاس امام ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب ''اعلام الموقعین'' موجود ہے، اس میں انھوں نے اس اصل پہ تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور تمہارے اماموں کے وہ شبہات ذکر کیے ہیں جنہیں تم اور تمہارے باپ دادے بھی نہیں جانتے ہوں گے اور پھر ان کا جواب دیا ہے''[1]۔

ج: شیخ اسماعیل الجراعی کے سوال کے جواب میں لکھے ہوئے خط جس میں انھوں نے جھوٹوں کے پیش کردہ شبہہ کہ ''آپ متاخرین کی کتابوں پہ عمل نہیں کرتے'' کے بارے میں دریافت کیا تھا' میں فرماتے ہیں:

''جہاں تک متاخرین کا مسئلہ ہے تو ان کی کتابیں ہمارے پاس ہیں' ان میں جو باتیں نص کے مطابق ہوتی ہیں ہم ان پہ عمل کرتے ہیں اور جو نص کے موافق نہیں ہوتیں' ان پہ عمل نہیں کرتے''[2]۔

د: امام محمد بن عبدالوہاب اور امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہم اللہ' بھکلی کو ارسال کردہ

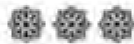
---

(۱) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (۱/۳۹-۴۱)۔

(۲) ''الدرر السنیۃ'' (۱/۱۰۰)۔

اپنے خط میں فرماتے ہیں:

"آپ لوگوں نے جو اجتہاد کے بارے میں ذکر کیا ہے، تو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، سلف صالحین امت اور جن دلائل پر ائمہ اربعہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، مالک بن انس، محمد بن ادریس اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اقوال کی بنیاد ہے اس کے پیروکار ہیں"[1]۔



(۱) دیکھیے: "الدرر السنیۃ" (۱/ ۹۶)۔

ایک شبہہ ... اور اس کا جواب

میرے باتوفیق بھائی! شاید آپ کو امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ان تمام باتوں کے برخلاف اُن کی اس بات سے دشواری پیش آئے جس میں یہ ہے کہ وہ "امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ" کے مسلک پر ہیں، جیسا کہ اہل مکہ کی طرف ارسال کردہ آپ کے خط میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"محمد بن عبد الوہاب کی طرف سے بلد حرام (مکہ) کے کبار علماء- اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعہ سید الانام محمد ﷺ کے دین کی مدد فرمائے-، اور ائمہ اعلام کے متبعین کے نام"۔

آگے فرماتے ہیں:

"ہم الحمد للہ متبع ہیں مبتدع نہیں، ہم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر ہیں"[1]۔

اسی طرح آپ کے صاحبزادے امام عبد اللہ رحمہ اللہ سے بھی وارد ہے، چنانچہ عبد اللہ بن عبد اللہ صنعانی کو ارسال کردہ خط میں فرماتے ہیں:

"ہمارا مذہب امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب ہے"[2]۔

اسی طرح سنہ ۱۲۱۸ھ میں مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت تحریر کردہ خط میں فرماتے ہیں:

---

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۱/ ۵۷) جدید ایڈیشن۔

(۲) "الدرر السنیۃ" (۱/ ۱۳۶) قدیم ایڈیشن، اور (۱/ ۲۲۵) جدید ایڈیشن۔ نیز دیکھئے: مولفات الشیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ، ایڈیشن: جامعۃ الامام، القسم الخامس، الرسائل الشخصیۃ (۱۰۷)۔

''نیز ہم فروع میں بھی امام احمد بن حنبل کے مذہب پر ہیں''[1]۔

اس مشکل کا جواب الحمدللہ نہایت آسان ہے، اور وہ یہ ہے:

اولاً: امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ایک بات دوسری بات کی وضاحت کرتی ہے، چنانچہ جیسے ایک جگہ انھوں نے یہ کہا کہ ''ہم امام احمد کے مذہب پر ہیں'' خود دوسری جگہ فرمایا: ہم کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، سلف صالحین امت اور جن دلائل پر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کی بنیاد ہے اس کے پیروکار ہیں'' الخ۔

آپ کی یہ دوسری بات پہلی بات کی تفسیر کرتی ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جہاں تک متاخرین کا مسئلہ ہے تو ان کی کتابیں ہمارے پاس ہیں ان میں جو باتیں نص کے مطابق ہوتی ہیں ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور جو نص کے موافق نہیں ہوتیں ان پر عمل نہیں کرتے''۔

اسی طرح آپ کے صاحب زادہ امام عبداللہ رحمہ اللہ نے صنعانی کے خط کا جو جواب دیا ہے اس سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے، چنانچہ وہ لفظ ''مذہب'' (مسلک) کے معنیٰ پر کچھ گفتگو کرنے اور اس سلسلہ میں اہل علم کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''علماء کی گفتگو کا خلاصہ یہ نکلا کہ اصطلاح میں ''مذہب'' اُسے کہتے ہیں جس میں کسی امام نے کسی دلیل یا جمہور کی رائے سے اجتہاد کیا ہو، یا کوئی بات اُس کے یہاں راجح قرار پائی ہو، نیز یہ کہ ''مذہب'' (مسلک) محض انہی اختلافی مسائل میں ہو سکتا ہے جن میں کوئی نص صریح یا اجماع وغیرہ نہ ہو۔

پھر آخر آپ لوگوں کو یہ وہم کہاں سے ہو رہا ہے کہ ''ہمارا مذہب امام احمد کا مذہب ہے''

---

(۱) ''الدرر السنیۃ'' (۱/ ۱۲۶) قدیم ایڈیشن، اور (۱/ ۲۲۷) جدید ایڈیشن۔

کہنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہم امام احمد رحمہ اللہ کے ہر قول ورائے میں اُن کے مقلد ہیں، خواہ وہ کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہی کیوں نہ ہو!! ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں" ۔گفتگو ختم ہوئی[1]۔

البتہ یہ حضرات اپنے اس عمل اور دلیل کی اتباع میں امام احمد رحمہ اللہ کے ضرور پیرو ہیں، کیونکہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو سند حدیث اور اس کے صحت جاننے کے باوجود سفیان رحمہ اللہ کی رائے اختیار کرتے ہیں، حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [النور:٦٣]۔

جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی فتنہ نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

جانتے ہو "فتنہ" کیا ہے؟ شرک ہے! ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو ٹھکرانے کے سبب اس کے دل میں کجی واقع ہو جائے اور وہ ہلاک و برباد ہو جائے۔

اور امام محمد بن عبد الوہاب نے امام احمد رحمہ اللہ کی اس بات کو "کتاب التوحید" میں نقل بھی فرمایا ہے، آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اُن کا عمل اس کے خلاف ہے؟!!

ہر گز نہیں! اللہ کی قسم وہ اور اُن کے شاگردان خواہ صاجزادگان ہوں یا دیگر لوگ امام احمد رحمہ اللہ کے سچے متبع اور پیروکار تھے۔

اور اس سلسلہ میں جو بات میں نے امام عبد اللہ سے نقل کی ہے بعینہ وہی بات شیخ الاسلام

---

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۳/۱۹) جدید ایڈیشن۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ میں محمد بن علی صابونی کے درج ذیل قول کی تردید کرتے ہوئے سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے بھی شیخ الاسلام سے نقل فرمائی ہے:

صابونی کہتے ہیں:

''ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اپنے علمی مقام کے باوجود مرتبہ اجتہاد تک نہ پہنچ سکے' آپ کا مذہب بھی حنبلی ہے' اکثر و بیشتر آپ اسی کے پابند نظر آتے ہیں''۔

امام ابن باز رحمہ اللہ اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ بات محل نظر ہے' بلکہ واضح طور پر غلط ہے' کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سب سے ذی علم مجتہدین میں سے ہیں' آپ کے اندر اجتہاد کی تمام شرطیں متوفر تھیں۔

اور مذہب حنبلی کا انتساب آپ کو مقام اجتہاد سے خارج نہیں کرتا' کیونکہ انتساب کا مقصد یہ ہے کہ آپ مذہب امام احمد رحمہ اللہ کے اصول و قواعد میں اُن کے موافق ہیں' نہ یہ کہ آپ بلا دلیل و برہان اُن کی ہر بات کے مقلد ہیں!! بلکہ آپ اپنے اجتہاد کے مطابق دلیل سے قریب ترین قول کو اپناتے تھے''۔ بات ختم ہوئی[1]۔

میں کہتا ہوں: جو بات شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں ذکر کی ہے' شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خود وہی بات اپنے بارے میں کہی ہے' اور اُن سے ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہ اللہ نے نقل فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

''بعض مقلدین نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتراض کیا کہ انھوں نے مدرسہ ابن الحنبلی میں جو کہ حنابلہ کے لئے وقف تھا' تدریس کا فریضہ انجام دیا' اور مجتہد ان میں سے نہیں ہوسکتا' تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جواب میں کہا:

---

(۱) دیکھئے: ''مجموع فتاوی شیخ ابن باز'' (۳/ ۵۲-۵۳)۔

''میں مذہب حنابلہ سے جو کچھ لیتا ہوں امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب سے متعلق اپنے علم کی بنیاد پر لیتا ہوں تقلید کرتے ہوئے نہیں لیتا'' بات ختم ہوئی[1] ۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح محمد بن عبد الوہاب اور آپ کے بعد دیگر ائمہ دعوت جیسے آپ کے بیٹے پوتے اور شاگردان اور ان کے شاگردان وغیرہ حقیقت میں حنبلی اور امام احمد رحمہ اللہ کے سچے متبعین تھے۔

ثانیاً: میری بات کی توضیح وتائید امام ابن القیم رحمہ اللہ کی اس بات سے بھی ہوتی ہے جس میں انھوں نے مقلدین کی تردید فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ حقیقت میں وہ اماموں کے مقلد اور پیروکار نہیں ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

تینتالیسویں وجہ: مقلدین کا یہ کہنا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے سابقین اولین مہاجرین وانصار اور ان کی سچی پیروی کرنے والوں کی مدح وثنا فرمائی ہے۔ اور ان کی تقلید ہی ان کی سچی اتباع ہے!!

تو پہلا مقدمہ کس قدر سچ اور دوسرا کس قدر جھوٹ ہے! آیت کریمہ تو تقلیدی گروہ پر رد کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ ان کی اتباع کا مطلب ان کے نقش قدم پر چلنا اور ان کے منہج کو اپنانا ہے، انھوں نے تو تقلید اور اندھی پیروی سے منع کیا ہے اور بتلایا ہے کہ مقلد اہل بصیرت میں سے نہیں ہے، اور الحمد للہ ان میں سے ایک شخص بھی ان مقلدین کی روش پر نہ تھا، آراء رجال کی تقلید کر کے نصوص کتاب وسنت کو ٹھکرانے کی جس مصیبت میں یہ مقلدین مبتلا ہیں اللہ نے انہیں اس سے محفوظ رکھا تھا، لہٰذا یہ ان کی اتباع کے خلاف بلکہ ان کے منہج کی عین مخالفت ہے۔

---

(۱) دیکھئے: ''اعلام الموقعین'' (۲/ ۲۲۲-۲۲۳)۔

معلوم ہوا کہ ان کے سچے اور حقیقی پیروکار وہ لوگ ہیں جو اہل علم وبصیرت ہیں جو کسی رائے، یا قیاس، یا معقول، یا دنیا کے کسی شخص کے قول کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر مقدم نہیں کرتے اور نہ ہی کسی مذہب کو کتاب وسنت پر فوقیت دیتے ہیں، درحقیقت یہ ان کے سچے پیروکار ہیں۔ اللہ اپنے فضل وکرم سے ہمیں انہی میں سے بنائے۔

اس کی مزید وضاحت چوالیسویں وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر ان کے سچے متبعین یہ مقلدین ہی ہوں جن کے بارے میں وہ خود اور تمام اہل علم اس بات کی شہادت دیتے ہیں وہ "اہل علم" نہیں ہیں تو دلیل وحجت پر قائم یہ معزز علماء کرام ان کے سچے پیروکار نہ رہ جائیں گے بلکہ ان کی بہ نسبت جہلاء ہی ان ائمہ کے زیادہ سچے متبع و پیروکار ٹھہریں گے، اور یہ عین محال ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی امام کا سچا پیروکار وہ ہے جو دلیل و برہان کی بنیاد پر اس امام کی مخالفت کرے، نہ کہ وہ، جو بلا دلیل امام کی بات کو لے لے۔

اور یہی بات ائمہ کرام کے متبعین کی ہے' معاذ اللہ وہ ایسے نہ تھے کہ ائمہ کرام کے آراء کو نصوص کے درجہ میں سمجھیں یا اُن کے آراء کے بالمقابل نصوص کتاب وسنت کو ترک کردیں' کیونکہ ایسے لوگ ائمہ کرام کے متبعین نہیں ہوسکتے، ائمہ کے سچے متبعین تو وہ ہیں جو اُن کا طریقہ اپنائیں اور اُن کے مناہج کی پیروی کریں"۔

پھر مدرسہ ابن حنبلی کے ساتھ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قصہ ذکر کیا ہے۔

آگے فرماتے ہیں: "ان متاخرین کا تو ائمہ کرام کے مذہب پر ہونا محال ہے، برخلاف اُن کے شاگردوں کے جو ان کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کے سب سے بڑے پیروکار ابن وہب اور اس طبقہ کے دیگر لوگ دلیل وحجت کو فیصل سمجھتے تھے اور اسی کی پیروی کرتے تھے خواہ کہیں بھی ہو۔

اسی طرح ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بکثرت مخالفت کے باوجود اُن کے مقلدین میں سب سے زیادہ پیروکار ہیں۔

اسی طرح امام بخاری، مسلم، ابو داود اور اثرم رحمہم اللہ وغیرہ۔ اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ کے شاگردان کا طبقہ اُن مقلدین کے بہ نسبت آپ کا زیادہ پیروکار ہے' جو محض آپ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ درحقیقت مقلدین کی بہ نسبت اہل حجت وبرہان اور علماء کرام ہی ائمہ کرام کی اتباع کے حقدار ہیں"[1]۔

میں کہتا ہوں: اس بات میں اُن لوگوں پر زبردست رد ہے جو محض اندھی تقلید کرکے اپنے آپ کو ائمۂ کرام کا متبع سمجھتے ہیں۔

اسی طرح ان لوگوں پر بھی زبردست رد ہے جن کا خیال ہے کہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ مقلد تھے؛ بالخصوص جبکہ انہوں نے اس سلسلہ میں "اعلام الموقعین" کی طرف احالہ بھی کیا ہے، جیسا کہ اس بحث کے پہلے مسئلہ کے تحت عبد اللہ بن محمد بن عبد اللطیف احسائی کی طرف ارسال کردہ آپ کے خط کے حوالہ سے آپ کی بات نقل کی گئی، فرماتے ہیں:

"۔۔۔ اگر آپ مجھے علم وانصاف کی روشنی میں جواب دینا چاہیں تو آپ کے یہاں مشرفہ میں ابن فیروز کے پاس امام ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب "اعلام الموقعین" موجود ہے' اس میں انھوں نے اس اصل (یعنی تقلید) پر تفصیلی گفتگو فرمائی ہے اور آپ کے اماموں کے وہ شبہات ذکر کئے ہیں جنہیں تم اور تمہارے باپ دادے بھی نہیں جانتے ہوں گے' اور پھر ان کا جواب دیا ہے"۔

---

(۱) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/ ۲۲۲-۲۲۳)۔

بھلا اس کتاب (اعلام الموقعین) اور بالضبط تقلید کے موضوع کی طرف احالہ کرنے، اور یہ کہنے کے بعد بھی کہ "آپ کے اماموں (یعنی تقلید واجب ٹھہرانے والوں) کے وہ شبہات ذکر کئے ہیں۔۔۔" کیا یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ مقلد تھے؟

اللہ کی قسم! یہ تو سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

لیکن یہ حقیقت جاننا ضروری ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ اسی طریقہ پر گامزن تھے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا امام احمد رحمہ اللہ کی اتباع میں تھا۔ جیسا کہ امام ابن القیم اور سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔

ثالثاً: شیخ محمد بن عبدالوہاب امام احمد رحمہ اللہ کے متبعین میں سے کیوں نہ ہوں جبکہ دلیل کی اتباع، اس کے التزام اور اسے دنیا کے ہر فرد بشر کی بات پر مقدم رکھنے کی بابت انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ کے حکم پر عمل کیا ہے؟

اللہ کی قسم! امام احمد اور دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ کی اتباع و پیروی کا یہی مطلب ہے۔

اس حقیقت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ احسائی کو ارسال کردہ خط میں فرماتے ہیں، ملاحظہ کریں:

"اور جہاں تک مسئلہ اس شیطانی فریب اور وسوسہ کا ہے، جس سے وہ لوگوں کو شکار کرتا ہے کہ جس نے یہ (یعنی کتاب وسنت کی دلیل کی اتباع کا) راستہ اپنایا' گویا اس نے اہل علم کی پیروی کو چھوڑ کر اپنے آپ کو مجتہد قرار دیا' اور پھر اسے طرح طرح سے سجانا اور سنوارنا' تو یہ شیطان اور اس کی ملمع سازیوں کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾ [الانعام: ۱۱۲]۔

ان میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو

دھوکہ میں ڈال دیں۔

لیکن میں جس منہج پر ہوں اور اس کی دعوت دیتا ہوں وہ درحقیقت "اہل علم کی اتباع" ہی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو اس کی وصیت فرمائی ہے، اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مشہور بات آپ کے امام شافعی رحمہ اللہ کی ہے، فرماتے ہیں:

"لَا بُدَّ أَنْ تَجِدُوا عَنِّي مَا يُخَالِفُ الْحَدِيثَ؛ فَكُلُّ مَا خَالَفَهُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ"[1]۔

یہ تو طے ہے کہ میری کچھ باتیں تمہیں حدیث رسول کے خلاف ملیں گی؛ لہٰذا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے حدیث کے خلاف اپنی تمام باتوں سے رجوع کرلیا ہے۔

پھر ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی بابت اپنے اور ایک شافعی کے مابین ایک مناظرہ کا ذکر کیا ہے۔

پھر آگے فرماتے ہیں: یہ بات تو بالفرض اور تنازل کرتے ہوئے کہی جا رہی ہے، ورنہ تم تو ابن حجر مکی کی حقیقی پیروی کرتے ہو، ان کے قول کے خلاف تم کسی رسول یا صحابی یا تابعی کی بھی پروا نہیں کرتے، حتیٰ کہ ابن حجر مکی کے نص کے خلاف خود امام شافعی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے، یہی حال تمہارے علاوہ لوگوں کا بھی ہے، وہ بھی ائمہ کرام کے نہیں بلکہ بعض متاخرین کے پیروکار ہیں۔

یہ "حنابلہ" لوگوں میں سب سے کم بدعت والے ہیں، "الاقناع" اور "المنتہی" کی اکثر باتیں امام احمد کے مذہب اور ان کی نص کے خلاف ہیں[2]، جسے جاننے والے جانتے ہیں۔

---

(۱) دیکھئے: "مناقب الشافعی" از: امام بیہقی رحمہ اللہ (۱/ ۴۷۳) تحقیق سید صقر۔

(۲) اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: "یہ "حنابلہ" لوگوں میں سب سے کم بدعت والے ہیں، "الاقناع" اور "المنتہی" ===

میرے اور آپ کے مابین اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب کسی بات پر اہل علم کا اجماع ہو جائے تو اس پر عمل واجب ہے' مسئلہ اس وقت آتا ہے جب کسی مسئلہ میں علماء مختلف ہوں' کہ کیا میرے لئے یہ ضروری ہے حق جہاں بھی ملے قبول کرلوں اور اہل علم کی اتباع کرتے ہوئے مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دوں؛ یا پھر بلا دلیل و حجت کسی کی تقلید کر کے بیٹھ جاؤں اور یہ سمجھوں کہ اسی کی بات درست ہے؟

آپ حضرات اس دوسرے طریقہ پر قائم ہیں- یعنی قیام حجت اور امام مقلَّد کے خلاف دلیل واضح ہونے کے باوجود مذموم تقلید- جس کی اللہ نے مذمت فرمائی ہے اور شرک قرار دیا ہے، یعنی علماء کو اللہ کے سوا رب بنالینا۔

اور میں پہلے- یعنی اتباع دلیل کے- طریقہ پر عمل پیرا ہوں، اسی کی دعوت دیتا اور اسی پر مناظرہ کرتا ہوں لہٰذا اگر حق آپ کے پاس ہوگا تو ہم رجوع کر کے اُسے قبول کرلیں گے۔

اور اگر آپ ''اعلام الموقعین'' کا مطالعہ کرسکیں تو اس میں امام ابن القیم کے پیش کردہ ایک مقلد اور صاحب دلیل کے مابین ہوئے مناظرہ کو ضرور پڑھیں۔ اور اگر آپ کے ذہن میں یہ ڈال دیا گیا ہو کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ (نعوذ باللہ) بدعتی تھے اور جن آیات سے انہوں نے استدلال کیا ہے ان کا وہ معنیٰ و مفہوم نہیں ہے! تو گڑ گڑا کر دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اختلافات میں حق کی رہنمائی فرمائے، اور خالی الذہن ہو کر غور و فکر کیجئے، اور اس دور کے دیگر علماء جیسے حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر اور ابن رجب رحمہم اللہ کی باتوں کو تلاش کیجئے اور پڑھئے۔

= کی اکثر باتیں امام احمد کے مذہب اور ان کی نص کے خلاف ہیں، چہ جائیکہ رسول گرامی ﷺ کی نص کے اچھے جاننے والے جانتے ہیں۔" الدرر السنیۃ" (۳/۱۱)، جدید ایڈیشن۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ اشعار بھی ہیں:

الْعِلْمُ: قَالَ اللَّهُ قَالَ رَسُولُهُ   قَالَ الصَّحَابَةُ لَيْسَ خُلْفٌ فِيهِ

مَا الْعِلْمُ نَصْبُكَ لِلْخِلَافِ سَفَاهَةً   بَيْنَ الرَّسُولِ وَبَيْنَ رَأْيِ فَقِيهِ

علم تو" قال اللہ قال الرسول اور قال الصحابہ" کا نام ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، نادانی کرتے ہوئے رسول ﷺ اور کسی فقیہ کی رائے کے درمیان اختلاف کھڑا کرنے کا نام علم نہیں ہے۔

اور اگر آپ ان لوگوں کی پیروی نہیں کرتے تو اُن سے پہلے کے ائمہ کی باتیں دیکھیں، جیسے امام بیہقی کی کتاب "المدخل" میں اور حافظ ابن عبد البر رحمہما اللہ اور جو اُن سے پہلے تھے جیسے امام شافعی، ابن جریر، ابن قتیبہ اور ابوعبید رحمہم اللہ وغیرہ۔۔۔۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

"اور جب آپ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ پہلے لوگوں پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع واجب تھی اور اس سے انحراف کرنا جائز نہ تھا، اور اگر یہ کتابیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہوتیں تو وہ ان کتابوں اور ان کے لکھنے والوں کا نہ جانے کیا حال کرتے، اور اگر یہ کتابیں امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے زمانہ میں وجود میں آئی ہوتیں تو وہ اُن پر سخت نکیر کرتے؛ تو بھلا مجھے بتاؤ کہ اللہ نے اس واجب کو حرام اور حرام کو واجب کب قرار دیا؟!

اور جب اس قسم کی معمولی چیزیں- جو آپ حضرات کے طریقہ کی طرح نہ تھیں- امام احمد رحمہ اللہ کے دور میں وجود میں آئیں تو انہوں نے اس پر سخت نکیر کی، اسی طرح جب انہیں پتہ چلا کہ آپ کے بعض شاگردان خراسان میں آپ کے حوالہ سے بعض مسائل نقل کر رہے

ہیں تو آپ نے فرمایا: "أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ" میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُس سے رجوع کرلیا ہے۔ اسی طرح بعض شاگردوں کو دیکھا کہ آپ کی باتیں لکھ رہے ہیں تو ناراض ہوئے اور فرمایا: "تكتب رأيا لعلّي أرجعُ عنه غداً؟، اطلب العلم مثل ما طلبناه" "تم میری ایک رائے لکھ رہے ہو، ہوسکتا ہے میں کل اس سے رجوع کرلوں، علم اسی طرح حاصل کرو جس طرح ہم حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ سے ابوثور کی کتاب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "كُلُّ كِتَابٍ أُبْتُدِعَ فَهُوَ بِدْعَةٌ" (ہر نئی کتاب بدعت ہے)۔

جب کہ یہ بات معلوم ہے کہ امام ابوثور ایک بہت بڑے عالم ہیں، امام احمد اُن کی بڑی تعریف بھی کرتے تھے، لیکن ساتھ ہی جن علماء کی آپ تعریف وتعظیم کرتے تھے لوگوں کو ان کی کتابوں میں غور کرنے (پڑھنے) سے منع بھی فرماتے تھے۔

اور جب بعض ائمہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں پر اعتماد کرنے لگے تو امام احمد رحمہ اللہ نے انہیں چھوڑ دیا اور پیغام بھیجا کہ: "إن تركت كتب أبي حنيفة أتيناك تسمعنا كتب ابن المبارك" (اگر آپ امام ابوحنیفہ کی کتابیں چھوڑ دیں، تو ہم آپ کے پاس آئیں گے تاکہ آپ ہمیں امام ابن المبارک کی کتابیں سنائیں)۔

اسی طرح جب بعض شاگردوں نے آپ سے کہا کہ: ان کتابوں میں اُن لوگوں کے لئے فائدہ ہے جو کتاب وسنت سے ناواقف ہیں! تو آپ نے فرمایا:

"إن عرفت الحديث لم تحتج إليها، وإن لم تعرفه لم يحل لك النظر فيها"۔
اگر تمہیں حدیث کا علم ہے تو ان کتابوں کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر حدیث کا علم نہیں ہے تو تمہارے لئے ان کتابوں کا پڑھنا جائز نہیں۔

پھر شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کا قول ذکر فرمایا کہ: ''مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا جو سند حدیث اور اس کے صحت جاننے کے باوجود سفیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے اختیار کرتے ہیں۔۔۔''۔

پھر فرماتے ہیں: اور یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ثوری رحمہ اللہ امام احمد کے نزدیک حد درجہ بلند تھے، بلکہ وہ انہیں ''امیر المومنین'' کہتے تھے۔

تو اب ذرا غور کریں کہ جب امام احمد رحمہ اللہ نے یہ بات اُن کتابوں کے بارے میں کہی ہے جنہیں ہم اس وقت دیکھنے کی تمنا کرتے ہیں، تو آج کے دور کی ان کتابوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جن کے لکھنے والوں نے اپنے بارے میں خود اور دیگر علماء نے گواہی دی ہے کہ وہ اہل علم میں سے نہیں ہیں؟!۔۔۔ الخ ''[1]۔

میں نے اس رسالہ سے اتنی لمبی بات اس لئے نقل کی ہے کہ اس میں اس بات پر نہایت روشن اور قطعی دلائل موجود ہیں کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ متبع حدیث تھے، اسی کی دعوت دیتے تھے، اسی پر مناظرہ کرتے تھے اور تقلید اور مقلدین کی مذمت کرتے تھے۔

اس طویل اقتباس میں ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ امام ہونے کے باوجود مقلد تھے۔

ایسے ہی ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کو حدیث کا علم نہ تھا' اور انہوں نے اپنی دعوت میں صرف عقیدہ کے پہلو کی تجدید فرمائی ہے، فروع اور فقہ میں دلیل کتاب وسنت کو اپنانے کی دعوت پر کوئی تجدیدی کام نہیں کیا ہے۔

---

(1) دیکھئے: ''الدرر السنیة'' (1/ 35-55) جدید ایڈیشن۔

ان حضرات کو امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ان باتوں کا علم نہ ہو سکا، بلکہ انہوں نے اپنے بعض مختصر رسائل میں جو باتیں تحریر کی ہیں ان سے بھی کوئی واقفیت نہ ہو سکی۔

چنانچہ اس ضمن میں وہ اپنے تالیف کردہ رسالہ "الستۃ الأصول" میں فرماتے ہیں:

چھٹی اصل: قرآن وسنت کو چھوڑ کر مختلف آراء اور افکار ونظریات کی اتباع کرنے کی بابت شیطان کے وضع کردہ شبہہ کی تردید:

اور وہ شبہہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کی معرفت مجتہد مطلق ہی کو ہو سکتی ہے، اور مجتہد مطلق وہ ہے جس میں یہ یہ اوصاف اور خوبیاں پائی جاتی ہوں۔۔۔ ایسے اوصاف کہ شاید ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما میں بھی مکمل نہ پائی جاسکیں! لہٰذا اگر کوئی انسان ان اوصاف کا حامل نہ ہو تو اس کے لئے کتاب وسنت سے اعراض کرنا بلا شک وشبہہ طے اور حتمی ہے، اور ایسا کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔

اور ایسی صورت میں جو قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ سے رہنمائی حاصل کرے وہ یا تو زندیق (کافر) ہوگا یا مجنون؛ کیونکہ قرآن وسنت کا سمجھنا حد درجہ مشکل ہے!!۔

سبحان اللہ وبحمدہ! اللہ عزوجل نے شرع وقدر اور خلق وامر کے دلائل سے اتنے طریقوں سے اس لعنتی شبہہ کی تردید فرمائی ہے کہ وہ بدیہی حقیقت بن چکا ہے:

﴿وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝٢١﴾ [یوسف:٢١]۔

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

﴿لَقَدْ حَقَّ ٱلْقَوْلُ عَلَىٰٓ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝٧ إِنَّا جَعَلْنَا فِىٓ أَعْنَٰقِهِمْ أَغْلَٰلًا فَهِىَ إِلَى ٱلْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ ۝٨ وَجَعَلْنَا مِنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝٩

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ [یس:۷-۱۱](1)۔

ان میں سے اکثر لوگوں پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ ایمان نہ لائیں گے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، جس سے ان کے سر اوپر کو الٹ گئے ہیں۔ اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی، جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا، سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔ اور آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور رحمن سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت اور باوقار اجر کی خوش خبریاں سنا دیجئے۔

اور دیار نجد کے مفتی دوراں علامہ شیخ عبداللہ بن عبداللطیف بن عبدالرحمن آل شیخ رحمہ اللہ اپنی ایک نصیحت میں فرماتے ہیں:

''حمد وصلاۃ کے بعد: اس خط کا مقصد اللہ عزوجل کے تقویٰ کی وصیت ہے، کیونکہ اللہ نے تمام اولین و آخرین کو تقویٰ کی وصیت فرمائی ہے ۔۔۔ نبی رحمت ﷺ نے اسلام کی اجنبیت کے سلسلہ میں پیشین گوئی فرمائی تھی ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے جہالت وتاریکی، اسلام کی غربت واجنبیت اور آفتاب اسلام کی روشن کرنوں کے ماند پڑ جانے کے اس گئے گزرے دور میں ہمیں اس امت کے ایسے بلند پایہ اور عالی مرتبت علماء کرام سے نوازا ہے جو مختلف علوم وفنون میں نمایاں، اکثر و بیشتر منقول ومعقول سے واقف کار اور دیگر بیشمار فضائل

---

(1) دیکھئے: "الدرر السنیة" (۱/ ۴۷۲) جدید ایڈیشن۔

ومحاسن سے آراستہ ہیں، چنانچہ وہ سلف صالحین اور اعیان امت کے منہاج پر گامزن ہیں، اُن کے طور طریقہ اخلاق وعادات اور علم ومعرفت کا نمونہ ہیں، نیز ان کے ایمان وعقیدہ زہد وورع اور فہم وبصیرت کی مثال ہیں، یہ بات ہر وہ شخص جان سکتا ہے جسے علم ومعرفت اور فہم وانصاف کی بنیادوں پر افراد کی شناخت کا گر ہو، اور یہ شخصیت نجدی دعوت کے امام شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی ہے۔

شیخ رحمہ اللہ اس دین اسلام کی دعوت دیتے رہے، اس کے دفاع میں ہر چھوٹے بڑے سے مقابلہ کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس روشن ملت اور شفاف شریعت کے رخ زیبا سے جہالت وتاویل کے پردے کھول دیئے۔۔۔ جب کہ ان کے ظہور سے قبل آفتاب شریعت گہن آلود تھا، طالبان علم کے عوائم شریعت کے چشمہائے صافی سے دوسری طرف مائل تھے، اور تاویل وتقلید کی آہنی کلہاڑیوں سے سنت وشریعت کی بنیادیں بھی منہدم کی جارہی تھیں"۔

آگے توحید علمی اعتقادی اور توحید عملی ارادی پر گفتگو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

رہا رسول گرامی ﷺ کی خالص اتباع اور قول وکردار سے اس کی شہادت اور منہج سنت وسیرت پر عمل آوری کا باب تو "تقلیدی کاروبار" نے اسے حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا، اور ہر جماعت یہ سمجھتی تھی کہ اس کا مذہب اور اس کی رائے ہی درست اور واجب العمل ہے۔

بہر حال اللہ عزوجل نے اس شیخ کے ہاتھوں ان بند دروازوں کو کھولا، آپ کی آمد سے کتاب وسنت کی کرنیں روشن ہوئیں، طلبہ ووار دین کے لئے کتاب وسنت کے چشمے جاری ہوئے، ان کے کوثر سے اللہ کے مومن وموحد بندوں نے سیرابی حاصل کی، اور آں موصوف کی آمد سے خطہ نجد عزت وافتخار کے اوج ثریا پر پہنچ گیا۔۔۔ آگے فرماتے ہیں:

''شیخ محمد بن عبد الوہاب اور آپ سے قبل دیگر ائمۂ کرام نے ایسا کبھی نہ کیا کہ کسی قول یا عمل میں سنت رسول واضح ہونے کے باوجود انہوں نے کوئی اور چیز اختیار کی ہو، حاشا وکلا۔

لہٰذا آپ کے لئے ضروری ہے کہ اُنہی کے منہج پر چلیں اور اُنہی کا راستہ اپنائیں، کیونکہ اُن کی مخالفت کرنا نیت ومقاصد کے فساد کی دلیل اور دعاۃ إلی اللہ اور اس سے نسبت رکھنے والوں پر طعن وتشنیع کا ایک بڑا عظیم وسیلہ ہے''[1]۔

شیخ رحمہ اللہ کی بات کا مقصود ختم ہوا۔

بھلا بتاؤ کہ کیا شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کے بیٹوں اور پوتوں سے نقل کردہ ان واضح اور دوٹوک اقتباسات کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ''مقلد'' تھے؟ یا یہ کہ انہوں نے اپنی دعوت میں صرف عقیدہ کے پہلو کی تجدید فرمائی ہے، فقہ کے باب میں دلیل کتاب وسنت کو اپنانے کی دعوت پر کوئی تجدیدی کام نہیں کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے منقول اس بات اور اس طرح کی دیگر باتوں کو جاننے کے باوجود جنہیں میں نے اختصار کے پیش نظر نقل نہیں کیا ہے مذکورہ بات جسے تردید کے ساتھ سابقہ سطور میں بیان کیا گیا' درج ذیل دو میں سے کوئی ایک شخص ہی کہہ سکتا ہے:

یا تو جاہل شخص جسے شیخ سے نقل کردہ کلام کا علم ہی نہ ہو۔ تو ایسے شخص کو بتلایا جائے اور امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کے مذکورہ اقوال کو پڑھ کر سنایا جائے۔

اور یا تو وہ حد درجہ جھوٹا اور نفس پرست ہو۔ ایسی صورت میں اللہ ہی ہمارا کارساز ہے اس شخص کے بارے میں تو کوئی چارہ نہیں، ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

رابعاً: یہ بھی کہا جائے گا کہ مقلد- جیسا کہ امام محمد بن عبد الوہاب اور ان کے شاگردان سے

---

(۱) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (۱۱/ ۱۰۶-۱۰۸ قسم النصائح) قدیم ایڈیشن، دار الافتاء، ۱۳۸۸ھ۔

بار بانقل کیا گیا- اہل علم میں سے نہیں ہے، انہوں نے اس سلسلہ میں امام ابن عبد البر اور امام ابن القیم وغیرہ سے اجماع بھی نقل کیا ہے۔

تو بھلا کیا ان جیسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تجدید اور اپنے نبی کے شریعت کی نصرت فرما سکتا ہے؟؟ ہرگز نہیں، واللہ۔

یقینا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی دعوت سے اپنے دین کی تجدید فرمائی 'سنت رسول ﷺ کا احیاء کیا، نیز آپ کی دعوت کے ذریعہ اجتہاد اور دلیل کتاب وسنت اپنانے کی دعوت کا دروازہ کھولا اور تقلید وجمود اور مذہبی تعصب کی زنجیریں کاٹ دی گئیں۔

حتیٰ کہ انصاف پسند علماء اور مورخین نے تصحیح عقائد اور شرک وبدعت کی آلائشوں سے اس کے تصفیہ کی عظیم خیر وبرکت کے بعد اس امر کو بھی شیخ الاسلام کی دعوت کے اثرات وبرکات میں شمار کیا ہے۔

رابعا: شیخ محمد بن عبد الوہاب کے صاحبزادگان شیخ عبد اللہ، شیخ حسین، شیخ علی اور شیخ ابراہیم، اور اسی طرح شیخ حمد بن ناصر بن معمر رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

رہا آپ کا یہ سوال کہ کیا اختلافی مسائل میں مکلف کے لئے تقلید ضروری ہے؟

تو یہ تفصیل طلب مسئلہ ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ مکلف پر حسب استطاعت اللہ سے ڈرنا ضروری ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ [التغابن:۱۶]۔

اپنی استطاعت بھر اللہ کا تقوی اختیار کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرة: ۲۳۳]۔
ہر نفس کو اپنی وسعت کے مطابق ہی مکلف کیا جاتا ہے۔

لہٰذا اگر مکلف کے اندر کتاب وسنت کے دلائل سے مسائل کے معرفت کی صلاحیت ہو تو علماء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہے، اور اگر اس میں اس کی اہلیت نہ ہو جیسا کہ عوام الناس کا حال ہے کہ انہیں دلائل کتاب وسنت کی کوئی معرفت نہیں ہوتی، تو ایسے لوگوں پر تقلید اور اہل علم سے استفسار ہی واجب ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ فَسْئَلُوٓا أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ [النحل: ۴۳، الأنبياء: ۷]۔
اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔
گفتگو ختم ہوئی[1]۔

خامساً: شیخ حمد بن ناصر بن معمر رحمہ اللہ "جامع بیان العلم وفضلہ" سے تقلید کے سلسلہ میں امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کی کچھ باتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

أ- غور کریں کہ اس بات سے ان لوگوں کی کیسی تردید ہوتی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ: ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مسلک کو اختیار کرنا ضروری ہے، آدمی اگر اس مسلک کے خلاف دلیل پائے تب بھی اس سے نکل نہیں سکتا، کیونکہ امام مسلک اس دلیل کے معنیٰ ومفہوم سے زیادہ واقف کار ہے، بنابریں مسلک کے خلاف آنے والی حدیث کو ٹھکرانے یا اس پر عمل نہ کرنے میں وہ شخص معذور ہے۔

اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ کی اس بات پر ذرا غور کریں:

"لا خلاف بين أئمة الأمصار في فساد التقليد"۔

(۱) دیکھئے: "الدرر السنية" (۴/ ۲۶)۔

کہ تقلید کے فساد اور قباحت میں ائمہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

اُن کا مقصد یہ ہے کہ اگر مقلد کو استدلال کی صلاحیت ہو تو، ورنہ جسے اس کی قدرت ہی نہ ہو اس کی مثال تو اس اندھے جیسی ہے جو سمت قبلہ میں لوگوں کی تقلید کرتا ہے، لہٰذا اگر نظر واستدلال کی قدرت نہ ہو تو وہ معذور ہے۔

امام ابو محمد ابن حزم رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ کسی مسلک کا اس طرح التزام جائز نہیں، جس سے آدمی نکل نہ سکے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"أجمعوا على أنه لا يحل لحاكم ولا لمفت، تقليد رجل لا يحكم ولا يفتي إلا بقوله"۔

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی حاکم یا مفتی کے لئے کسی شخص کی تقلید جائز نہیں، کہ بس اسی کے قول کے مطابق فیصلہ کرے یا فتوی دے۔

ان دونوں اماموں ابو عمر ابن عبد البر اور ابو محمد ابن حزم رحمہما اللہ کے حوالہ سے اجماع نقل کرنا متعصبین مذاہب کے قول کے بطلان کے لئے کافی ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں اختلافات میں اپنے حکم سے حق کی رہنمائی فرمائے، کیونکہ وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت بخشتا ہے، وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا[1]۔

ب- اسی طرح فرمان باری:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:٥٩]۔

کی تفسیر پر گفتگو کرنے کے بعد، نیز یہ کہ سلف وخلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی طرف

---

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۴/ ۶۳-۶۴) جدید ایڈیشن۔

لوٹانے کا مقصود کتاب اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف لوٹانے کا مقصد آپ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے، فرماتے ہیں:

''یہ ایک نہایت عظیم الشان اہم قاعدہ ہے، جس کا ہر شخص محتاج ہے اور طالب علم کو اس کی اور زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ وہ اکثر و بیشتر دیکھتا ہے کہ اس کے مسلک والوں کے دلائل دیگر مسلک والوں کے دلائل کے خلاف ہیں، ایسی صورت میں مناسب نہیں ہے کہ مذاہب و مسالک کی کتابوں پر ٹوٹ پڑے اور اس کی تمام رخصت و عزیمت کو قبول کرتا چلا جائے، بلکہ اسے چاہئے کہ ان مسائل میں کتاب اللہ اور سنت رسول کی جستجو کرے اور اپنے مسلک اور دیگر مسالک کے دلائل کو کتاب و سنت کے دلائل پر پیش کرے، جو باتیں مطابق ہوں انہیں لے لے اور جو باتیں خلاف ہوں انہیں ان کے قائلین کے سپرد کردے، خواہ کوئی بھی ہو، خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان ہی کو معیار قرار دے اور انہی کے ساتھ ساتھ چلے۔

حالانکہ اکثر و بیشتر لوگوں نے اس حکم کو مکمل طور پر الٹ دیا ہے، اور متاخرین کی تصنیف کردہ کتابوں کو فیصل قرار دیا ہے:

﴿فَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝٥٣﴾

[المومنون:۵۳]۔

پھر انہوں نے خود ہی اپنے امر (دین) کے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے، ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر اترا رہا ہے۔

بلکہ بعض لوگوں نے تو اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا ہے کہ عام آدمی کے لئے کسی ایک مسلک کو اپنانا اور اس کی تمام رخصت و عزیمت کو ماننا واجب ہے،

گر چہ وہ نص کتاب وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

یہ ایک بہت بڑی شیطانی چال ہے جس کے ذریعہ اس نے علم و دین سے نسبت رکھنے والے بہت سے لوگوں کو شکار کر رکھا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو پس پشت ڈال دیا ہے جیسے انہیں کسی چیز کا علم ہی نہ ہو۔" بات ختم ہوئی[1]۔

سادساً: شیخ عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ مسلک کے خلاف وارد حدیث صحیح پر عمل نہ کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہ تو ایجاد شدہ بدعات میں سے ہے جس پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ارشاد باری ہے:

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [الأعراف: ۳]۔

اس چیز کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [النساء: ۵۹]۔

پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔

یہ دین کے اصولوں میں سے ایک عظیم اصول ہے، علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

"كل يؤخذ من قوله و يرد إلا رسول الله ﷺ"۔

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر کسی کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور چھوڑی بھی جا سکتی ہے۔

---

(۱) دیکھئے: "الدرر السنية" (۱۱/ ۹۵-۹۶) جدید ایڈیشن۔

اور (اندھی تقلید کی) جو بات یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس کا انجام کتاب وسنت سے بیزاری اور نصوص کی تحریف ہے، اور کتاب وسنت میں تدبر سے برگشتگی پر آمادہ کرنے والی تقلید کی مثال وہی ہے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿ٱتَّخَذُوٓا۟ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَـٰنَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ﴾

[التوبہ: ۳۱]۔

انھوں نے اپنے علماء اور پادریوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَـٰٓؤُا۟ شَرَعُوا۟ لَهُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنۢ بِهِ ٱللَّهُ﴾

[الشوریٰ: ۲۱]۔

کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

شیخ کی گفتگو کا مقصود ختم ہوا(۱)۔

سابعاً: شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن ابابطین رحمہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو قرآن وسنت، کلام سلف اور علماء متقدمین کی مخالفت کی طرف التفات کئے بغیر متاخرین کی کتابوں پر اندھا اعتماد کرتے ہیں، کہ ان کا کیا حکم ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر صرف اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت فرض کیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ٱتَّبِعُوا۟ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيلًا

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۴/ ۶۴-۶۵) جدید ایڈیشن۔

مَا تَذَكَّرُونَ ﴾ [الأعراف: ۳]۔

اس چیز کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴾ [الأنفال: ۲۰]۔

اے ایمان والو! اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو اور سنتے جانتے ہوئے اس سے روگردانی نہ کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ﴾ [النور: ۵۴]۔

کہہ دیجئے کہ اللہ کا حکم مانو، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمہ صرف وہی ہے جو اس پر لازم کر دیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول کی ماتحتی کرو۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امت پر بعینہ کسی شخص کی اس کے حکم کردہ تمام باتوں میں مطلق اطاعت کو واجب نہیں کیا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقلد کا شمار اہل میں نہیں ہے، کیونکہ علم در حقیقت دلیل کی روشنی میں حق کی معرفت کا نام ہے۔۔۔"[1]۔

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۴/ ۶۵-۷۳)۔

ثامناً: شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوہاب رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

أ: ہر زمان ومکان کے مکلفین پر واجب ہے کہ نبی کریم ﷺ کی صحیح وثابت سنتوں کو لازم پکڑیں کسی کے لئے اس سے اعراض کرنا جائز نہیں۔

اور جو اپنے دین کے سلسلہ میں کسی طرح اس چیز سے عاجز ہو اسے چاہئے کہ سلف صالحین اور صدر اول کے منہج کی اتباع کرے۔

اور اگر اسے سرے سے کسی چیز کا علم ہی نہ ہو اور اس کے پاس امت کے شرف ومرتبت یافتہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کا کوئی قول صحیح طور پر موجود ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے اس کی تقلید کرنا جائز ہوگا۔

اور اگر مکلف شخص اس سے بھی کم درجہ کا ہو اور اس کے اندر یہ باتیں بھی جاننے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو اسے اپنی استطاعت بھر اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اپنے زمانہ یا پہلے زمانہ کے سب سے بڑے عالم کی پیروی کر لینی چاہئے بالخصوص وہ علماء کرام جو منہج اتباع سنت عقیدہ کی صحت وسلامتی اور اہل بدعت سے بیزاری جیسے اوصاف سے معروف ہوں کیونکہ یہ سب سے مناسب وموزوں اور حق وصواب حکمت اور زبان حکمت کی توفیق سے قریب تر ہیں۔

اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے"[1]۔

ب: نیز شیخ محمد بن عمر آل سلیم کو ارسال کردہ اپنے خط میں فرماتے ہیں:

حمد وصلاۃ کے بعد: آپ جیسوں کی تعلیم وتدریس اور فتوی کی لوگوں کو کتنی ضرورت ہے آپ سے پوشیدہ نہیں۔۔۔آگے فرماتے ہیں: میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ قرآن پڑھائیں

(۱) دیکھئے: "الدرر السنية" (۴/ ۱۰۵) جدید ایڈیشن۔

درس دیں اور اہل علم کے کلام کی روشنی میں جو راجح نظر آئے فتوی دیں، بشرطیکہ اس فتوی میں آپ کے پاس علماء اسلام اور ائمہ ہدایت کی طرف سے کوئی نمونہ موجود ہو"[1]۔

تاسعاً: علامہ شیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمن بن حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے اور محمد رسول امین، خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کو مبعوث فرما کر دنیا والوں پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ٱلۡيَوۡمَ أَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِينَكُمۡ وَأَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلۡإِسۡلَٰمَ دِينٗاۚ﴾ [المائدۃ:۳]۔

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

آگے فرماتے ہیں: جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی صحیح سنت مل جاتی ہے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں، کسی کی بات کو اس پر فوقیت نہیں دیتے، خواہ وہ کوئی بھی ہو، بلکہ اسے مان کر اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں، کیونکہ سنت رسول ﷺ کا مقام و مرتبہ ہمارے دلوں میں اس سے کہیں بلند ہے کہ اس پر کسی کے قول کو فوقیت دیں، یہی ہمارا عقیدہ ہے جس پر ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں"[2]۔

عاشراً: شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو اپنی ذات کا بھی خواہ اور نجات کا خواہاں ہو اور وہ صاحب علم ہو اسے چاہئے کہ مختلف فیہ

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۱۱/۸۸ قسم النصائح) قدیم ایڈیشن، دار الافتاء، ۱۳۸۸ھ۔

(۲) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۳/۱۰۶) جدید ایڈیشن۔

اقوال میں سے اس قول کو دیکھے جس پر کتاب وسنت دلالت کناں ہوں، کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:۵۹]۔

اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔

کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہر شخص پر ہر حال میں واجب ہے اور اہل اجماع اور مفتیان وحکام وغیرہ کے اقوال کی اتباع محض اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت پر دلالت کرتے ہیں، ورنہ کسی مخلوق کی اطاعت واجب ہی نہیں ہے جس کی اطاعت کا اللہ نے حکم نہ دیا ہو اور رسول کی اطاعت بھی دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔

یہی اس توحید کا خلاصہ ہے جو مکمل طور پر اللہ کا حق ہے۔

اور جب معلوم ہو جائے کہ فلاں بات کسی عالم نے کہی ہے جو دلیل کتاب وسنت سے آراستہ ہے تو وہی راجح ہے، گرچہ وہ بات اس کے علاوہ اس سے بڑے کسی عالم نے بھی کیوں نہ کہی ہو، کیونکہ اسی قول میں یہ ظاہر ہوا ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے"۔ بات ختم ہوئی[1]۔

حادی عشر: دیار سعودیہ کے مفتی سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ ائمہ اربعہ کی تقلید کے سلسلہ میں صابونی کے قول: "إنه من أوجب الواجبات" (تقلید سب سے زیادہ ضروری چیزوں میں سے ہے!) پر رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

---

(۱) دیکھئے: "الدرر السنية" (۴/ ۱۰۷) جدید ایڈیشن۔

أ: اس میں کوئی شک نہیں کہ مطلق طور پر یہ بات کہنا غلط ہے: اس لئے کہ ائمہ اربعہ وغیرہ میں سے کسی کی تقلید واجب نہیں 'خواہ وہ کتنا بھی بڑا علم والا ہو، کیونکہ حق کتاب وسنت کی اتباع میں ہے' کسی انسان کی تقلید میں نہیں!

زیادہ سے زیادہ مجبوری میں ایسے شخص کی تقلید جائز ہوسکتی ہے' جو علم وفضل سے معروف اور صحیح العقیدہ ہو۔ جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے "اعلام الموقعین" میں تفصیل سے بیان فرمائی ہے۔

اسی لئے ائمہ کرام اپنی صرف انہی باتوں کے لینے پر رضامند ہوتے تھے جو کتاب وسنت کے مطابق ہوں۔

شیخ رحمہ اللہ نے اس باب میں امام مالک رحمہ اللہ کا مشہور قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

چنانچہ جسے کتاب وسنت سے مسائل اخذ کرنے کی قدرت ہو اس پر طے ہے کہ وہ کسی کی تقلید نہ کرے اور اختلاف کے موقعہ پر حق سے قریب ترین قول اختیار کرے۔

اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو اس کے لئے اہل علم سے پوچھنا مشروع ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾﴾ [النحل: ۴۳، الانبیاء: ۷]۔

اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔ گفتگو ختم ہوئی[1]۔

ب: نیز "المجلة" نامی میگزین کے جاری کردہ انٹرویو میں فرماتے ہیں[2]:

---

(۱) دیکھئے: "مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز" (۳/ ۵۲)۔

(۲) شمارہ نمبر: (۸۰۶) بتاریخ ۲۵/ صفر ۱۴۱۶ھ (ص/ ۲۳)۔

''میں الحمدللہ متعصب نہیں ہوں' کتاب وسنت کو حکم اور فیصل سمجھتا ہوں' میرے فتوؤں کی بنیاد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان پر ہوا کرتی ہے' حنابلہ اور دیگر لوگوں کی تقلید پر نہیں' میری طرف سے جو بھی فتاوے جاری ہوئے ہیں' میں نے انہیں کتاب وسنت کے شرعی دلائل کے مدلول کی بنیاد پر دیا ہے۔

جب سے میں نے علم جانا ہے میرا یہی طریقہ رہا ہے' جب میں ریاض میں تھا' قاضی ہونے سے پہلے اور بعد میں بھی اسی طرح مدینہ منورہ میں اور اس کے بعد بھی, اور الحمدللہ اب تک اسی منہج پر قائم ہوں''۔

اور جب میگزین کے نمائندہ نے پوچھا: کہ کیا درس وتدریس میں آپ کا میلان حدیث کی طرف زیادہ ہوتا ہے؟

تو آپ نے گفتگو کاٹتے ہوئے فرمایا:

حدیث تو ضروری ہے قرآن کے ساتھ ساتھ ہم نے حدیث سنا ہے, جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَنَٰزَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:٥٩]۔

اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹادو۔

اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد ''قرآن'' اور رسول کی طرف لوٹانے سے مراد ''حدیث'' ہے۔

چنانچہ قرآن وحدیث کے بغیر کسی علم اور فتویٰ کا کوئی تصور ہی نہیں' یہی تو علم ہے' تقلید کوئی علم نہیں ہے''۔

یہ امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ بلکہ ان سے پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن القیم رحمہما اللہ سے لیکر دیار سعودیہ کے مفتی سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ تک ائمہ' دعوت سلف کے اقوال ہیں' جو تقلید کے سلسلہ میں وارد ہیں۔

بھلا بتاؤ کہ کیا یہ جھوٹا ان کے طریقہ پر ہے؟ اس کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ وہ تو لوگوں پر کسی کی تقلید واجب ہی نہیں سمجھتے ائمہ اربعہ کی نہ ہی کسی اور کی۔

کیا یہ ائمہ اس کے نزدیک خارجی ہیں؟

کیا مفتی وقت دیار سعودیہ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اپنی اس واضح گفتگو کے باوجود "خارجی جہمانی" ہیں؟

اللہ تعالیٰ اہل بدعت وضلالت کو ہلاک و برباد کرے۔ کہ جب انہیں داعیان اتباع کتاب وسنت کے سلسلہ میں کھلے طور پر طعنہ وتشنیع کرنے کی ہمت وجرأت نہ ہوئی' کیونکہ اگر ایسا کرتے تو بے نقاب اور ذلیل کر دیئے جاتے؛ تو انہوں نے عوام الناس کو یہ کہہ کر ورغلانے اور گمراہ کرنے کی کوشش کی کہ یہ لوگ فقہاء اور فقہی کتابوں کا معارضہ کرتے ہیں' نیز اماموں کے مسلک پرستوں سے چڑتے اور نفرت کرتے ہیں۔

درحقیقت یہ جھوٹا اور اس کے حامیان بد دین' منافق "جمیل افندی صدقی الزہاوی العراقی"[1] اور اس سے قبل "سلیمان بن سحیم" اور ان کے علاوہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت توحید کے خلاف دیگر افتراپردازوں کے وارثین ہیں' کیونکہ یہ انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

---

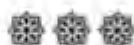
(۱) اس منافق نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی اصلاحی دعوت کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا جس میں آپ اور آپ کی دعوت کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی، جس کا جواب علامہ شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الضیاء الشارق فی رد شبہات الماذق المارق" میں دیا ہے اور اس کی تلبیس کاریوں کا پردہ فاش کیا ہے، اس کی کتاب کی تحقیق شیخ عبدالسلام بن برجس بن ناصر بن عبدالکریم نے کی ہے اور کتاب متعدد بار دار الافتاء سعودی عرب سے شائع ہو چکی ہے۔ (مترجم)

﴿ تَشَٰبَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾ ﴾

[البقرة:۱۱۸]۔

ان کے دل یکساں ہو گئے ہم نے یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں بیان کر دی ہیں۔

الحمدللہ ہم یعنی میں راقم السطور اور وہ تمام لوگ جن کی طرف اس کذاب اور اس کے حامیان نے بہت کچھ منسوب کیا ہے اسی منہج وعقیدہ پر قائم ہیں جو میں نے ان بلند پایہ ائمہ ہدایت اور بزرگان اسلام کے حوالہ سے نقل کیا ہے نہ ہمارا ان کی بات سے کوئی اختلاف ہے اور نہ ہی ہم ان کے قول سے ذرا بھی نکل سکتے ہیں۔ اور جو ہماری طرف اس کے علاوہ کچھ منسوب کرے یا ہمیں اس کے علاوہ کسی اور منہج کی طرف منسوب کرے وہ حد درجہ جھوٹا دروغ گو اور افترا پرور ہے اللہ اسے اپنے کیفر کردار کو پہنچائے۔



دوسرا مسئلہ:

کیا حق چار مسلکوں میں محدود ہے؟ کہ کسی بھی مسلک پر نہ رہنے والا سنت سے خارج ہوگا؟

اس مسئلہ کا جواب:

اولاً: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "منہاج السنۃ" میں فرماتے ہیں:

"اہل سنت و جماعت میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی ہے کہ ائمۂ اربعہ کا اجماع معصوم حجت ہے' اس میں غلطی کا امکان نہیں' نہ ہی کسی نے یہ کہا ہے کہ حق ائمہ اربعہ میں محصور ہے' جو اس سے خارج ہے وہ باطل ہے، بلکہ اگر ائمہ کے متبعین کے علاوہ بھی جیسے سفیان ثوری، اوزاعی، لیث بن سعد، یا ان سے پہلے یا بعد کے مجتہدین میں سے کوئی کوئی بات کہے جو ائمہ اربعہ کی رائے کے خلاف ہو تو اس مختلف فیہ مسئلہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹایا جائے گا' اور وہی قول راجح قرار پائے گا جو دلیل کے مطابق ہو' بات ختم ہوئی"[1]۔

ثانیاً: علامہ شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن بن شیخ الاسلام محمد بن

(۱) دیکھئے: منہاج السنۃ (۳ / ۴۱۲) ایڈیشن جامعۃ الامام۔

عبدالوہاب رحمہم اللہ نے ان لوگوں کی تردید کی ہے جنہوں نے یہ کہا کہ محمد بن عبدالوہاب نے ایک پانچواں مسلک ایجاد کیا ہے' پھر بتلایا کہ وہ امام احمد رحمہ اللہ کے مسلک پر ہیں۔اس کے بعد فرماتے ہیں:

''حق چاروں مسلک میں محصور نہیں ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا' اور اگر حق چاروں مسلکوں میں محصور ہوتا تو اختلافات' صحابہ' اور تابعین اور ان کے بعد کے سلسلہ میں کتابیں تصنیف کرنے والوں کے ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر لوگوں کے اقوال ذکر کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہ ہوتا''(1)۔

ذرا ان دونوں اماموں بالخصوص شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بات پر غور کریں' کہ کیا ''جو حنبلی نہ ہو وہ خارجی جہمانی ہے'' کہنے والا شخص اس قضیہ میں اہل سنت وجماعت کے منہج پر ہے؟

جواب یقیناً نفی میں ہے۔

اور اس مردود قول کی روشنی میں علماء آل حنظلی کے بارے میں کیا کہیں گے' جنہوں نے اس سلفی دعوت کی تائید کی اور نظم ونثر میں اس کا دفاع کیا؟

۱- ان میں سب سے مشہور شیخ محمد بن احمد الحنظلی (۱۱۷۸ - ۱۲۳۷ھ) ہیں جو شیخ محمد بن عبدالوہاب اور اُن کی دعوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

الحمد حقا مستحقا أبدا	لله رب العالمين سرمدا
مصليا على الرسول الشارع	واله وصحبه والتابعي

(۱) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (۱/۳۴۶)۔

في البدء والختم وأما بعد	فهـــذه منظومة تعد
حركني لنظمها الخير الذي	قد جاءنا في اخر العصر القذي
لما دعا الداعي من المشارق	بأمـــر رب العالمين الخالق
وبعث الله لنا مجـــــــددا	من أرض نجد عالما مجتهدا
شيخ الهدى محمد المحمدي	الحنبلي الأثري الأحمدي
فقام والشرك الصريح قد سرى	بين الورى وقد طغى واعتكرا
لا يعرفون الدين والتهـــليلا	وطرق الإســلام والسبيلا

تمام تعریفیں درحقیقت اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جو دائمی طور پر ان کا مستحق ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ درود نازل ہو صاحب شریعت رسول گرامی ﷺ آپ کے صحابہ اور تابعین پر۔ حمد وصلاۃ کے بعد! یہ ایک چھوٹی سی نظم ہے جس کا سبب وہ عظیم خیر و بھلائی ہے جو ہمیں اس آخری زمانہ میں اس وقت عطا ہوئی جب داعی الی اللہ نے مشرق سے اللہ رب العالمین کے حکم سے پکارا اور اللہ عزوجل نے شیخ الہدیٰ محمد بن عبدالوہاب محمدی حنبلی [1] اثری رحمہ اللہ جیسے مجتہد عالم دین کو سرزمین نجد سے ہمارے درمیان ایک مجدد کی حیثیت سے نمودار فرمایا۔ شیخ نے اس وقت تجدیدی کارنامہ انجام دیا جب دنیا کھلم کھلا شرک کی آماجگاہ بن چکی تھی اور لوگوں کو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ اسلام اور ارکان اسلام اور منہج کتاب وسنت سے کوئی آشنائی نہ رہ گئی تھی۔

---

(۱) یہاں عبداللہ بن محمد بن عبداللطیف احسائی کو ارسال کردہ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کے خط کی اس تحریر کو یاد کیجئے جس میں آپ نے فرمایا تھا:

”میں الحمدللہ کسی صوفی، یا فقیہ، یا متکلم...... کی طرف تمہیں بلاتا ہوں...... الخ“۔ دیکھئے: زیر نظر کتاب کا ص (۹۸)۔

اسی طرح ”ائمہ کے سچے متبعین کون ہیں؟“ کی وضاحت میں امام ابن القیم رحمہ اللہ سے نقل کردہ گفتگو کو بھی یاد کریں۔ زیر نظر کتاب کا ص (۱۰۶-۱۰۷) ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرماتے ہیں:

دعا إلى الله وبالتهـــليلة	يصرخ بين أظهر القبيلة
مستضعفا وما له منـاصر	ولا له معـاون مــوازر
في ذلة وقـلة وفي يده	مهـــفة تغنيه عن مهنده
كأنها ريح الصبا في الرعب	والحق يعلو بجنود الرب
قد أذكرتني درة لعمر	وضرب موسى بالعصى للحجر
ولم يزل يدعو إلى دين النبي	ليس إلى نفس دعا أو مذهب

لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اور بے یار و مددگار قبیلہ والوں کے درمیان "لا إله إلا الله" کی ندا لگاتے رہے، اس راہ میں آپ نے حد درجہ بیکسی و بے بسی کا سامنا کیا، کوئی آپ کا حمایتی و مددگار نہ تھا، بس آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھال کا بنا ہوا ایک پنکھا تھا[1] جو سیف مہند سے بھی زیادہ کارآمد تھا، رعب و اثر میں گویا بادِ صبا کی مانند ہو، اور حق تو اللہ کے لشکروں سے غالب ہوا کرتا ہے، اُس پنکھے نے تو مجھے دُرّۂ عمر (رضی اللہ عنہ) اور عصاء موسیٰ (علیہ السلام) کی یاد دلا دی۔ آپ ہمیشہ دینِ نبی ﷺ کی دعوت دیتے رہے، کبھی کسی شخصیت یا مذہب و مسلک کی طرف نہ بلایا[2]۔

۲- اسی طرح سرزمین فارس کے شہر "لنجہ" کے چشم و چراغ شیخ ملا عمران بن رضوان

---

(۱) دراصل شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ درعیہ میں اور اس سے قبل اس قدر بے سہارا ہو گئے تھے کہ اللہ عزوجل پر ایمان خالص اور توکل کے سوا کوئی ظاہری سہارا نہ رہ گیا تھا، سب کچھ چھوٹ چکا تھا، محض آپ کے پاس یہ کھجوروں کی چھال کا ایک پنکھا تھا، جس سے آپ گرمی کی شدت میں راحت حاصل کیا کرتے تھے۔ شیخ محمد حنفی نے اسی کا نقشہ کھینچا ہے۔ (مترجم)

(۲) ملاحظہ فرمائیں ص (۱۳۵) کا حاشیہ نمبر (۱)۔

لیجی رحمہ اللہ کے بارے کیا کہیں گے؟ جنہوں نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی دعوت کے دفاع میں عظیم قصیدے کہیں ہیں ایک مشہور قصیدہ حسب ذیل ہے:

إِنْ كَانَ تَابِعُ أَحْمَدِ مُتَوَهِّبًا فَأَنَا الْمُقِرُّ بِأَنَّنِي وَهَّابِي [1]

اگر احمد مجتبیٰ ﷺ کی اتباع کرنے والا "وہابی" ہے، تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں بھی "وہابی" ہوں۔

بھلا یہ تمام لوگ جو مسلک شافعی کے پیروکار ہیں، کیا اس بہکے ہوئے شخص کے نزدیک خارجی ہیں؟

اللہ تعالیٰ جہالت، خواہش نفس اور گندے مقاصد کا خاتمہ فرمائے کہ یہ چیزیں جس سے بھی وابستہ ہوتی ہیں، نہ جانے کیا کیا گل کھلاتی ہیں؟!

اور میں اس فریب کار سے داود بن جرجیس اور "السحب الوابلۃ" کے مصنف ابن حمید "اللحیہ" کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، یہ دونوں مذہب حنابلہ ہی کی طرف منسوب ہیں، بلکہ دوسرے (ابن حمید) تو مکہ میں حنبلی مسلک کے رئیس، اور حرم مکی شریف میں حنابلہ کے امام رہے ہیں۔

اور اول الذکر (ابن جرجیس) تو اپنی، اپنے والد اور دادا کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں: "میں، میرے دادا اور میرے والد ایک علمی خانوادہ ہیں۔۔۔، اور اس وقت بغداد میں میرے علاوہ امام احمد کے مسلک پر کوئی نہیں۔۔۔" [2]۔

---

(۱) دیکھئے: "الھدیۃ السنیۃ" از: شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ (ص/ ۱۳۹)، ایڈیشن مکہ مکرمہ، ۱۳۹۳ھ۔

(۲) دیکھئے: "تحفۃ الطالب والجلیس فی کشف شبہ ابن جرجیس" از: علامہ شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمن (ص/ ۲۴)، تحقیق: شیخ عبدالسلام بن برجس العبدالکریم۔

کیا یہ دونوں اُس کے نزدیک محض حنابلہ سے انتساب کے سبب اہل سنت میں سے ہیں؟
اگر جواب ''ہاں'' ہے، تو یہ انتہائی درجہ کا جھوٹا اور حق وہدایت سے دور شخص ہے۔
اور اگر جواب ''نہیں'' ہے تو اس نے اپنی بنیاد ہی کو ڈھا کر اپنے آپ کو دعوے میں جھوٹا اور جاہل ثابت کر دیا۔

اور اس صورت میں مسئلہ پھر اسی بنیادی حقیقت کی طرف لوٹ کر جاتا ہے کہ آدمی اسی وقت اہل سنت میں سے ہوسکتا ہے جب وہ ان کا پیروکار' ان سے والہانہ محبت رکھنے والا' اور بدعت واہل بدعت سے بغض ونفرت کرنے والا ہو۔

یہ وہ اٹل حقیقی پیمانہ ہے جس میں کسی قسم کی ترمیم وتبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

علامہ شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیں' جو آپ نے اپنی کتاب ''تنبیہ ذوی الألباب السلیمۃ'' کے مقدمہ میں فرمایا ہے:

''از سلیمان بن سحمان ۔۔۔ بخدمت عالی جناب برادر مکرم شیخ محمد بن عبد العزیز بن مانع ۔۔۔

بعدہ: بحرین میں آپ کے ساتھ ہماری مجلس ہوئی اور ہم نے آپ سے جو بھی باتیں سنیں ہمارے لئے باعث مسرت تھیں۔ اور وہ یہ کہ آپ صحیح العقیدہ' اس دعوت توحید اور اس کے حاملین سے محبت کرنے والے' نیز شیخ الاسلام' قدوۃ العلماء شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کی بیان کردہ اور تالیف کردہ باتوں کی نشر واشاعت کے لئے حریص اور کوشاں ہیں۔

''القول السدید'' اور ''الکواکب الدریۃ'' ہمیں ملی' لیکن جب مجھے ''الکواکب الدریۃ'' کا دیباچہ پڑھ کر سنایا گیا' اور میرے کانوں سے آپ کی یہ بات گزری کہ: ''میں نے بعض فاضل حنابلہ کی سیرت پڑھی جیسے علامہ شیخ حسن الشطی اور امام شیخ محمد بن علی بن سلوم'' تو ان دونوں کے ذکر

کے بعد میری طبیعت مزید آگے سننے پر آمادہ نہ ہوئی۔ کیونکہ ہمیں اپنے مشائخ سے یقینی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ محمد بن علی بن سلوم ائمۂ اسلام اور علماء افاضل میں سے نہیں ہے بلکہ وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے دین اسلام کو نقصان پہنچایا' اور اس کے سر پر جوں تک نہ رینگی' وہ دین اور دین داروں کا دشمن اور اہل ایمان کی راہ سے منحرف شخص ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہے کہ آل الشطی ائمہ ضلالت وگمرہی اور انبیاء' اولیاء' اور صالحین کو پکارنے اور حاجت براری کے دعوت دینے والے' نیز مشکلات و مصائب میں ان سے استغاثہ وفریاد کو جائز قرار دینے والوں میں سے ہیں' اور جن کا منہج وعقیدہ ایسا ہو وہ ہمارے نزدیک ائمہ اسلام اور علماء افاضل میں سے نہیں ہو سکتے' اگرچہ وہ حنابلہ میں سے ہوں۔

بھلا کیا شیخ سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ کے ذکر کردہ یہ گمراہ لوگ اس جاہل کے نزدیک اہل سنت میں سے ہیں محض اس لئے کہ وہ حنبلی مسلک سے منسوب ہیں؟!

اگر اس کے جھوٹے قاعدہ کے مطابق جواب "ہاں" ہے' تو انہیں یہ حضرات اور ابن حمید "اللحیہ" اور داود بن جرجیس وغیرہ مبارک ہوں۔

مگر ہم تو ان سے اور ان جیسے تمام لوگوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

اور اگر وہ جواب میں یہ کہے کہ "نہیں" یہ حنبلی مسلک سے انتساب کے باوجود اہل سنت میں سے نہیں ہیں۔

تو اس سے پوچھا جائے گا کہ: آخر انہیں اہل سنت سے کیوں خارج کر رہے ہو' حالانکہ وہ تمہاری ذکر کردہ شرط اور وضع کردہ قاعدہ کے مطابق ہیں؟؟

اگر وہ جواب میں شیخ سلیمان رحمہ اللہ کی طرح یہ کہے کہ: اس لئے کہ انہوں نے اس دعوت کو نقصان پہنچایا اور وہ اس دعوت اور اس کے حاملین کے دشمن ہیں۔

تو اس سے کہا جائے گا کہ: تمہارے نا چاہتے ہوئے بھی حق آشکارا ہو گیا اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا، چنانچہ تم نے تضاد بیانی سے کام لیا' اپنے وضع کردہ قاعدہ کو توڑا اور جو کچھ بھی طے کیا اسے بالآخر اس پر قائم نہ رہے۔

اور ہر جھوٹے دشمن حق کا یہی انجام ہوا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کذب اور تضاد بیانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور وہ بالآخر ذلیل ہو کر دنیا والوں کے لئے باعث عبرت بن جاتا ہے، فالحمد للہ علی ذلک۔

بعینہ یہی بات اس پر بھی کہی جائے گی' جو مذکورہ قاعدہ کی بنا پر دائرہ کو ذرا وسیع کر کے کہی گئی ہے کہ: "كل من لم يكن على مذهب من المذاهب الأربعة فهو خارجي جهيماني"۔

جو چاروں مذاہب (مسالک) میں کسی مسلک پر نہ ہو وہ خارجی جہیمانی ہے!!

چنانچہ پوچھا جائے گا کہ: یہ صنعانی، شوکانی اور سہوانی وغیرہ جو چاروں مذاہب میں سے کسی مذہب پر نہ تھے' تمہارے نزدیک آخر کیا کہلائیں گے؟ حالانکہ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور آپ کی دعوت توحید کے سلسلہ میں ان کی حمایت مشہور ہے۔

اور یہ زینی دحلان جو شافعی ہی نہیں' اپنے زمانہ میں مکہ میں شافعیہ کا مفتی تھا' اور اس کا رسالہ "الدرر السنية في الرد على الوهابية" مشہور ہے' جس پر امام سہوانی رحمہ اللہ نے رد کیا ہے۔

اسی طرح یہ کوثری حنفیوں کا امام' اور دولت عثمانیہ میں ان کے شیخوں کا ایجنٹ' جو اس دور میں جہمیت کا علم بردار ہے۔

اللہ کی قسم! ذرا بتاؤ کہ ان میں سے کون سنّی اور کون خارجی ہے؟؟

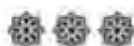
تمہارے ترمیم کردہ قاعدہ کی روشنی میں تو زینی دحلان سنّی ہے' کیونکہ وہ مذاہب اربعہ

میں سے مذہب شافعی کا مقلد ہے!!

اسی طرح کوثری سنّی ہے کیونکہ وہ متعصب حنفیوں کا پیر ہے!!

اور ان کے بالمقابل امیر صنعانی، امام شوکانی اور محمد بشیر سہسوانی وغیرہ خوارج ہیں کیونکہ وہ مقلد نہیں ہیں!!

ہم ان مردہ، فرسودہ قواعداور ان کے جھوٹے غلط اور باطل نتائج سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔



تیسرا مسئلہ:

تقلید کا حکم:
اس کی حرام، واجب اور جائز قسموں کا بیان

اس مسئلہ میں داخل ہونے سے پہلے ہم تقلید کی تعریف اتباع کی تعریف اور دونوں میں فرق بیان کردیتے ہیں تاکہ مسئلہ واضح ہوجائے۔

تقلید کی لغوی تعریف:

عربی زبان میں تقلید گلے میں ہار (پٹہ) ڈالنے کو کہتے ہیں۔

اور ''تقلید الولاۃ'' کا معنی یہ ہے کہ ولایات کو ان کی گردنوں کا ہار بنادیا جائے۔

تقلید کی اصطلاحی تعریف:

۱- کسی ایسی بات کو لینا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ ہو۔

(یعنی کسی بے دلیل بات کو اپنانا)

یہ شریعت میں ممنوع ہے۔

۲- آپ کسی کے قول کی پیروی کریں حالانکہ اس کا قبول کرنا کسی دلیل کی بنا پر آپ پر واجب نہ ہو۔

اتباع: اتباع اسے کہتے جس کی دلیل وحجت ثابت ہو۔

چنانچہ دلیل کی بنیاد پر جس کی اتباع آپ کریں گے اس کے متبع کہلائیں گے۔

اللہ کے دین میں تقلید درست نہیں؛ دین میں اتباع جائز اور تقلید ممنوع ہے۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ نے "جامع بیان العلم وفضلہ"[1] میں ابو عبد اللہ بن خواز بصری مالکی سے بیان کیا ہے اور امام ابن القیم نے "اعلام الموقعین" میں بھی نقل فرمایا ہے[2]۔

اتباع: متبوع کی راہ پر چلنا اور اسی جیسا عمل کرنا 'اتباع' کہلاتا ہے۔

جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا ہے لکھتے ہیں:

"اگر کوئی کہے: آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جن ائمہ کی دین میں تقلید کی جاتی ہے وہ ہدایت پر ہیں، تو ان کے مقلدین بھی قطعی طور پر ہدایت یافتہ ہوں گے، کیونکہ وہ انہی کی راہ پر گامزن ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ 'مقلدین کا ان کے پیچھے چلنا' ان کی تقلید کو قطعی طور پر باطل قرار دیتا ہے کیونکہ ان ائمہ کا طریقہ ومنہج "دلیل وحجت کی پیروی کرنا اور اپنی تقلید سے منع کرنا تھا" ۔جیسا کہ ہم ائمہ کے حوالہ سے بیان کریں گے۔ لہٰذا جو دلیل وحجت کو چھوڑ کر اس چیز کا ارتکاب کرے جس سے ان ائمہ نے اور ان سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، وہ ان کے طریقہ پر چلنے والا نہیں بلکہ ان کی صریح مخالفت کرنے والا ہے۔

درحقیقت ان کے طریقہ پر وہ ہے جو حجت ودلیل کی پیروی کرے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور رسول گرامی ﷺ کے علاوہ کسی مخصوص شخص کو اس طرح نہ بنالے کہ اُسے کتاب وسنت پر مختار بنا کر کتاب وسنت کو اس کے قول پر پیش کرتا پھرے۔

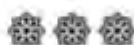
---

(۱) دیکھئے: "جامع بیان العلم وفضلہ" (۲ / ۹۹۳) ایڈیشن زہیری۔

(۲) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲ / ۱۷۸)، ایڈیشن محمد محی الدین عبد الحمید۔ نیز "القول السدید فی کشف حقیقۃ التقلید" از: علامہ شنقیطی (ص/ ۵)، ایڈیشن مقتدی حسن ازہری طبع دار الصحوۃ ۱۴۰۵ھ۔

اس سے تقلید کو اتباع سمجھنے والوں کی غلط فہمی واضح ہوتی ہے اور ان کے وہم و تلبیس کاری کا پردہ فاش ہو جاتا ہے بلکہ یہ اتباع کے سراسر خلاف ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اہل علم نے دونوں کے درمیان تفریق فرمائی ہے۔ کیونکہ اتباع متبوع کی راہ پر چلنے اور اسی جیسا عمل کرنے کا نام ہے"[1]۔

میرے طالب علم بھائی! - اللہ مجھے اور آپ کو اپنی محبوب و پسندیدہ چیزوں کی توفیق بخشے - تقلید و اتباع کے مابین فرق واضح ہو جانے کے بعد اب آیئے تقلید کا حکم ملاحظہ کریں۔



(۱) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/ ۱۷۰-۱۷۱)، نیز دیکھئے: (۲/ ۱۷۸) و (۲/ ۲۲۲)، (۲/ ۲۳۶-۲۳۷)۔

تقلید کی حرام، واجب اور جائز صورتوں کا بیان

امام مجدد محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سے لیکر مفتی دوراں سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تک تمام ائمہ دعوت اس مسئلہ (تقلید) میں اس تفصیل کے قائل ہیں جو امام علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی مفید ترین کتاب "اعلام الموقعین" میں ذکر فرمائی ہے' آں موصوف نے اس کتاب میں تقلید کے سلسلہ میں تفصیلی گفتگو کی ہے اور تقلید جائز' تقلید واجب اور تقلید حرام کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور اس میں مقلدین کے وہ شبہات بیان کئے ہیں جنہیں خود مقلدین اور ان کے باپ دادے بھی نہیں جانتے ہوں گے' اور پھر واضح قطعی دلائل سے ان کا مسکت جواب دیا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے اسے ذکر کیا ہے' جیسا کہ اس کتاب کے پہلے مسئلہ پر گفتگو کے دوران ان کی باتیں ذکر کی گئیں۔

اس مسئلہ میں علامہ ابن القیم رحمہ اللہ سے جن ائمہ دعوت نے نقل کیا ہے ان میں سے بطور مثال امام عبد اللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب' علامہ شیخ حمد بن ناصر بن معمر اور علامہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن ابابطین رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح سماحۃ الشیخ علامہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ نے بھی صابونی پر رد کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

چونکہ اس باب میں امام ابن القیم رحمہ اللہ کی بات پر ہی سب نے اعتماد کیا ہے' اسلئے میں بھی انہی کی بات نقل کروں گا۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تقلید کے بارے میں تفصیلی گفتگو۔

تقلید کی تین قسمیں ہیں:

۱- جس کی بنیاد پر کچھ کہنا اور فتویٰ دینا حرام ہے۔

۲- جسے اپنانا واجب ہے۔

۳- جو محض جائز ہے واجب نہیں۔

پہلی قسم: -یعنی تقلید حرام- کی تین قسمیں ہیں:

۱- باپ دادوں کی تقلید پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ کی نازل کردہ احکامات سے اعراض اور اس سے بے اعتنائی۔

۲- ایسے لوگوں کی تقلید جن کی اہلیت کے بارے میں مقلد کو علم نہ ہو کہ ان کی بات لی جاسکتی ہے۔

۳- قیام حجت اور جس کی تقلید کی جارہی ہے اس کے قول کے خلاف دلیل واضح ہو جانے کے باوجود تقلید کرنا۔

اللہ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر تقلید کی ان تینوں قسموں کی مذمت فرمائی ہے۔ اور پھر اس بارے میں علامہ موصوف نے قرآن کریم سے دلائل ذکر کیے ہیں (1)۔

تقلید حرام کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"... کسی آدمی کی باتوں کو نصوص شریعت کی حیثیت سے لے لینا' بایں طور کہ اس کے علاوہ کسی کے قول کی طرف التفات نہ کرے' حتیٰ کہ نصوص شریعت کو بھی خاطر میں نہ لائے' اِلا یہ

---

(۱) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲ / ۱۶۸-۱۶۹)۔

کہ اس آدمی کی رائے کے مطابق ہوں!!

اللہ کی قسم! یہ وہ تقلید ہے جس کے بارے میں پوری امت کا اجماع ہے کہ اللہ کے دین میں حرام ہے اور اس تقلید کا وجود امت میں قرون مفضلہ کے بعد ہوا"[1]۔

تقلید حرام کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"۔۔۔ جو شخص کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کو چھوڑ کر اور دلائل سے حق کی معرفت کی استطاعت کے باوجود "تقلید" کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی اللہ کے نام سے حلال کردہ ذبیحہ کو چھوڑ کر مردار کھائے"[2]۔

دوسری قسم: یعنی تقلید واجب۔

اس کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"۔۔۔ اللہ عزوجل نے اہل ذکر (علماء) سے پوچھنے کا حکم دیا ہے، اور ذکر سے مراد "قرآن وحدیث" ہے جنہیں یاد کرنے کا اللہ نے ازواج مطہرات کو حکم دیا تھا، ارشاد ہے:

﴿وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِى بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ﴾ [الاحزاب: ۳۴]۔

اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو۔

چنانچہ یہی وہ "ذکر" ہے جس کی اتباع کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جسے اس کا علم نہ ہو اسے ذکر والوں سے پوچھنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا ہر بے علم پر یہی واجب ہے کہ رسول

---

(۱) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/۲۱۷)۔

(۲) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/۲۴۱)۔

گرامی ﷺ پر نازل کردہ ذکر کے علماء سے مسئلہ دریافت کرے تاکہ وہ اسے اس سلسلہ میں بتلائیں اور جب اس بارے میں آگاہی ہو جائے تو اس کی اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔۔۔"(1)۔

تیسری قسم: یعنی جو تقلید محض جائز ہے واجب نہیں۔

اس قسم کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جہاں تک مسئلہ اس شخص کے تقلید کرنے کا ہے جو اللہ کی شریعت کی اتباع کے سلسلہ میں اپنی پوری کوشش صرف کرلے' البتہ کچھ چیزیں اس سے مخفی رہ جائیں جس میں وہ اپنے سے زیادہ علم والوں کی تقلید کرلے' تو یہ ایک قابل ستائش عمل ہے' مذموم نہیں' اور وہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہوگا' گنہ گار نہیں۔۔۔"(2)۔

ایک دوسری جگہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول:

"قُلْتُهُ تَقْلِيدًا لِعُثْمَانَ، قُلْتُهُ تَقْلِيدًا لِعُمَرَ، قُلْتُهُ تَقْلِيدًا لِعَطَاءٍ"۔

میں نے عمر کی تقلید میں یہ بات کہی ہے' میں نے عثمان کی تقلید میں یہ بات کہی ہے' میں نے عطاء کی تقلید میں یہ بات کہی ہے۔

سے تقلید کے جواز پر استدلال کرنے والوں پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تم نے جن ائمہ کرام کا ذکر کیا ہے وہ تمہاری طرح مقلد نہ تھے' اور نہ ہی تقلید کو بالکلیہ جائز ہی سمجھتے تھے' زیادہ سے زیادہ بات اتنی سی ہے کہ انہیں جن چند مسائل میں اپنے سے بڑے عالم کے قول کے علاوہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کوئی نص نہ مل سکی تو انہوں نے

(1) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/۲۳۱)۔

(2) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/۱۶۹)۔

اضطراری صورت میں اس کی تقلید کر لی۔ اور یہ تو علماء کا عمل ہے اور یہی واجب بھی ہے کیونکہ تقلید اضطراری حالت ہی میں مباح ہے"[1]۔

میں کہتا ہوں: "جو بات یہاں امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی ہے اسی طرح ان سے پہلے ان کے استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "فتاویٰ" میں بھی کہی ہے:[2]

فرماتے ہیں: "جہاں تک اجتہاد کی قدرت رکھنے والے کے لئے تقلید کے جواز کا مسئلہ ہے؟ تو اس میں اختلاف ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ جہاں وہ اجتہاد سے عاجز ہو وہاں اس کے لئے تقلید جائز ہے۔

۱- خواہ دلائل کے برابر ہونے کے سبب (عاجز ہو)۔

۲- یا اجتہاد کے لئے وقت کی قلت کے سبب۔

۳- یا دلیل کے عدم ظہور کے سبب۔

کیونکہ جب وہ عاجز ہوگا تو اس پر اجتہاد واجب نہ رہ جائے گا بلکہ اس کے بدیل یعنی "تقلید" کی طرف منتقل ہو جائے گا"۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں اماموں کے قول کی روشنی میں تقلید جیسے اہم اور نازک مسئلہ میں معتدل رائے واضح ہو جاتی ہے جس میں بہت زیادہ باتیں ہوتی رہتی ہیں اور مسئلہ الجھا کا الجھا رہ جاتا ہے۔

اللہ سے دعاء ہے کہ ہمیں اختلافی مسائل میں اپنے حکم سے حق کی رہنمائی فرمائے بیشک وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔

---

(۱) دیکھئے: "اعلام الموقعین" (۲/۲۳۲)۔

(۲) "مجموع فتاوی ابن تیمیہ" (۲۰/ ۲۰۳-۲۰۴)۔

چوتھا مسئلہ:

اس باب میں طالب علم کو کیا کرنا چاہیئے؟

اس مسئلہ کے جواب سے پہلے حسب ذیل باتیں جان لینی چاہئے:

اولاً: امام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

''علماء نے صراحت کی ہے کہ صحیح صریح نصوص جن کا کوئی معارض اور ناسخ نہ ہو اسی طرح اجماعی مسائل میں مذہب (مسلک) نہیں ہوتا' مذہب دراصل ان مسائل میں ہوتا ہے جنہیں علماء نے نصوص سے سمجھا ہو' یا جس مسئلہ کو کسی نے جانا' کسی نے نہ جانا' یا اجتہادی مسائل وغیرہ میں''(۱)۔

ثانیاً: امام عبدالرحمن بن حسن فرماتے ہیں- جیسا کہ پہلے گزرا-:

''تقلید صرف ان اجتہادی مسائل میں جائز ہے جن میں کتاب وسنت کی کوئی دلیل نہ ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے''(۲)۔

ثالثاً: علامہ شیخ اسحاق بن عبدالرحمن بن حسن فرماتے ہیں- جیسا کہ پہلے گزرا-:

''ہاں! اضطراری صورت' نااہلی' سنن واخبار کی عدم معرفت اور استنباط واستخراج کے قواعد سے لاعلمی کی حالت میں تقلید کی راہ اپنائی جا سکتی ہے' لیکن مطلق طور پر نہیں بلکہ صرف ان

---

(۱) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (۴/ ۱۸) جدید ایڈیشن۔

(۲) ''فتح المجید'' (ص/ ۳۲۱) ایڈیشن رئاسۃ ادارۃ البحوث العلمیہ۔

مسائل میں جو حد درجہ دشوار اور پیچیدہ ہوں"[1]۔

اب جب کہ یہ بات طالب علم کے ذہن و دماغ میں واضح اور پیوست ہوگئی' آیئے مذکورہ سوال کا جواب ملاحظہ کریں:

اس سلسلہ میں پہلے مسئلہ کے تحت ائمۂ دعوت رحمہم اللہ کی باتیں نقل کی جاچکی ہیں' یہاں نہایت اختصار سے ان کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

اولاً: شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کے صاحبزادگان شیخ عبد اللہ' شیخ حسین' شیخ علی' شیخ ابراہیم اور شیخ حمد بن ناصر بن معمر رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

مکلف پر حسب استطاعت اللہ سے ڈرنا ضروری ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ [التغابن:۱۶]۔

اپنی استطاعت بھر اللہ کا تقوی اختیار کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرۃ:۲۳۳]۔

ہر نفس کو اپنی وسعت کے مطابق ہی مکلف کیا جاتا ہے۔

لہٰذا اگر مکلف کے اندر کتاب وسنت کے دلائل سے مسائل کے معرفت کی صلاحیت ہو تو علماء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق اُس کے لئے ایسا کرنا واجب ہے۔

ثانیاً: شیخ علامہ عبد الرحمن بن حسن فرماتے ہیں:

"...لہٰذا جو شخص اپنی ذات کا بہی خواہ ہو اسے چاہئے کہ جب علماء کی کتابیں پڑھے' ان میں غور کرے اور ان کے اقوال کو جان لے تو انہیں کتاب وسنت پر پیش کرے ...لہٰذا

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۱/۵۲۶) جدید ایڈیشن۔ شیخ کا پورا قول اس کتاب کے ص (۵۴) میں گزر چکا ہے۔

انصاف پسند وہ ہے جو ائمہ کے اقوال میں غور وفکر کو مسائل کی معرفت اور ذہنی طور پر اس کے استحضار کا ذریعہ بنائے اور ان کے دلائل کی بنیاد پر صحیح وغلط میں تمیز کرے۔ اور اس طور پر وہ یہ جان سکے کہ علماء کرام میں سے کون دلیل وبرہان سے سب سے زیادہ سرفراز مند ہے' جس کی وہ اتباع وپیروی کرے۔۔۔"۔

ثالثاً: شیخ علامہ حمد بن ناصر بن معمر سے پوچھا گیا: کہ کیا مبتدی طلبہ پر بھی ہر ہر مسئلہ کی دلیل کی معرفت ضروری ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

اس کا جواب پہلی بات سے معلوم ہے' اور وہ یہ ہے کہ اسے اپنی استطاعت بھر اللہ سے ڈرنا چاہئے' جو اس کے بس میں ہو وہ ضروری ہے' اور جو بس میں نہ ہو وہ اس سے ساقط ہے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة:۲۸۶]۔

اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

چنانچہ دلیل کی معرفت پر قدرت کے باوجود تقلید کی راہ نہیں اپنانی چاہئے' بالخصوص اس وقت جب وہ قاضی یا مفتی ہو اور اسے استدلال اور راجح کی معرفت کا قوی ملکہ حاصل ہو۔

کیونکہ جب ایک بیدار اور ذہین وفطین شخص "المغنی" "الشرح" اور امام ابن عبد البر کی "التمہید" جیسی کتابوں میں جن میں علماء کے اقوال اور ان کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں' علماء کے اختلاف اور ان کے دلائل کو دیکھتا ہے' تو عموماً دو قول میں سے ایک کا رجحان اس کی سمجھ میں آجاتا ہے۔۔۔"[1]۔

رابعاً: پھر شیخ حمد بن ناصر بن معمر نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"متوسطین میں بھی گہرا علم رکھنے والے بیشتر لوگ جب کسی مسئلہ میں دو فریقوں کے دلائل

(۱) "الدرر السنیۃ" (۴/ ۳۷) جدید ایڈیشن۔

پر نیک نیتی اور ژرف نگاہی سے غور کرتے ہیں تو ایک فریق کی رائے راجح سمجھ میں آجاتی ہے' لیکن بسا اوقات انہیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں ہوتا بلکہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ اس کا بھی کوئی جواب ہوسکتا ہے جو انہیں نہیں معلوم؛ ایسی صورت میں انہیں چاہیے کہ اس راجح قول کی موافقت کرلیں' مگر کسی اجتہاد کا دعویٰ نہ کریں...' الخ'' [1]۔

خامساً: مزید نقل کیا ہے' کہ کسی جواب کے ضمن میں شیخ الاسلام نے فرمایا:

''صحیح میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ'' [2]۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اُسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اس کا لازمی معنیٰ یہ ہے کہ جس نے دین کی سمجھ نہ حاصل کی' اللہ نے اس کے ساتھ بھلائی نہ چاہی' نتیجہ یہ نکلا کہ ''تفقہ فی الدین'' یعنی دین کی سمجھ حاصل کرنا فرض ہے۔

اور فقہ فی الدین کا معنیٰ ''سمعی دلائل (کتاب وسنت) کی روشنی میں شرعی احکام کی معرفت'' ہے۔

لہٰذا جسے اس کی معرفت نہ ہو' اُسے فقیہ نہیں کہا جاسکتا۔

لیکن بسا اوقات کسی کو تمام مسائل میں تفصیلی دلائل کی قدرت نہیں ہوتی' تو ایسی صورت میں جن دلائل پر اسے قدرت نہ ہوگی' اس سے ساقط ہو جائے گا' اور اس کے لئے وہی

---

(۱) دیکھئے: ''الدرر السنیۃ'' (۴/ ۳۸) جدید ایڈیشن۔ یہ قول ''الاختیارات الفقہیۃ'' (ص/ ۱۷۵، ایڈیشن مکتبہ سعیدیہ)، اور ''مجموع الفتاویٰ'' (۲۰/ ۲۱۲) میں موجود ہے۔

(۲) صحیح بخاری: (حدیث/ ۷۱، ۳۱۱۶، ۳۶۴۱، ۷۳۱۲، ۷۴۶۰) وصحیح مسلم: (حدیث/ ۱۰۳۷) بروایت معاویہ رضی اللہ عنہ۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''الفقیہ والمتفقہ'' میں اس حدیث کی مفصل تخریج فرمائی ہے۔ چاہیں تو پہلے باب: ''باب ذکر الروایات عن النبی ﷺ فی فضل المتفقہ والآمر بہ... الخ'' کا مراجعہ کریں۔

ضروری ہوگا جو اس کے بس میں ہے۔

البتہ جسے استدلال کی قدرت ہو اس کے بارے میں اختلاف ہے' ایک رائے یہ ہے کہ اس کے لئے تقلید مطلقاً حرام ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ تقلید مطلقاً جائز ہے، اور تیسری رائے یہ ہے کہ تقلید وقت ضرورت جائز ہے، مثلاً کبھی استدلال کے لئے وقت ناکافی ہو۔ اور یہی سب سے معتدل رائے ہے۔

اور اجتہاد کوئی ایسی چیز نہیں ہے' جس میں تقسیم اور تجزیہ نہ ہو' بلکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ آدمی ایک فن' یا باب' یا مسئلہ میں مجتہد ہو' جبکہ دوسرے فن' یا باب' یا مسئلہ میں اسے اجتہاد کی صلاحیت نہ ہو۔۔۔۔"[1]۔

سادساً: علامہ شیخ سلیمان بن سحمان فرماتے ہیں:

جو اپنی ذات کا بہی خواہ اور نجات کا خواہاں ہو' اور صاحب علم ہو' اسے چاہئے کہ مختلف فیہ اقوال میں سے اس قول کو دیکھے جس پر کتاب وسنت دلالت کناں ہوں، کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ [النساء:٥٩]۔

اگر کسی چیز میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو۔

سابعاً: عصر حاضر کے شیخ الاسلام شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جسے کتاب وسنت سے مسائل اخذ کرنے کی قدرت ہو اس پر طے ہے کہ وہ کسی کی تقلید نہ کرے' اور اختلاف کے موقعہ پر حق سے قریب ترین قول اختیار کرے"۔

یہ امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے لیکر دیار سعودیہ کے حالیہ مفتی سماحۃ الشیخ عبدالعزیز

(۱) دیکھئے: "الدرر السنیۃ" (۴/۳۹) جدید ایڈیشن۔

بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تک کے ائمہ دعوت توحید کے چند اقوال میں، یہ سبھی حضرات تائیدی طور پر اسی بات کی صراحت کر رہے ہیں کہ:

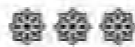
جسے کتاب وسنت کے دلائل سے مسائل اخذ کرنے کی صلاحیت ہو اسے دلیل کی اتباع کرنا اور اُسے اپنانا ہی واجب ہے اور جن چیزوں کی اسے استطاعت نہ ہو وہ ساقط ہے۔

اب بھلا بتاؤ کہ کیا ان ائمہ کرام کی مذکورہ ہدایات کی طرف دعوت دینے والا اور طلبہ کو اس پر آمادہ کرنے والا "خارجی جہمانی" ہوگا؟!! یا متبع سنت، سلفی، اثری اور ان بلند پایہ ائمہ کرام کا پیروکار ہوگا؟

جواب آفتاب روشن کی طرح بالکل واضح اور عیاں ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی پیچیدگی یا الجھاؤ نہیں۔ لیکن عجب نہیں کہ اللہ جس کی بصیرت سلب کر لے اُسے روشنی کے باوجود بھی نظر نہ آئے، ایسے شخص کی مثال ان چمگادڑوں جیسی ہے کہ جب سورج نکلے اور لوگ اس کی ضیاء پاش کرنوں سے فیضیاب ہونے لگیں تو دنیا ان کے لئے تیرہ وتاریک اور ظلمت کدہ بن جائے:

﴿وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ ٱللَّهُ لَهُۥ نُورًا فَمَا لَهُۥ مِن نُّورٍ ۝٤٠﴾ [النور:۴۰]۔

اور جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔



فصل:

مذاہب کی فقہی کتابوں کے بارے میں صحیح موقف

میرے بھائی قاریٔ کریم! - اللہ مجھے اور آپ کو خیر کی توفیق بخشے - اتباع کتاب وسنت اور انہیں ان کے خلاف ہر قول پر مقدم کرنے استدلال پر قادر طالب کو تقلید کے بجائے علماء کے استدلالات پر غور کرنے اور دلیل کی بنیاد پر مسئلہ کی ترجیح پر آمادہ کرنے وغیرہ کے سلسلہ میں ان مشائخ اسلام اور بلند پایہ علماء وائمۂ کرام رحمہم اللہ کی طویل تصریحات کے بعد شاید آپ کے ذہن میں فقہی کتابوں اور انہیں پڑھنے پڑھانے وغیرہ کے بارے میں سوال ابھرے کہ آخر اس کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور ان کتابوں کے سلسلہ میں صحیح موقف کیا ہے؟

آیئے اس سوال کا جواب ملاحظہ کریں۔

اور جیسا کہ میں نے کتاب کے مقدمہ میں ہی وعدہ کیا تھا کہ میں ائمۂ دعوت رحمہم اللہ سے باہر نہ نکلوں گا کیونکہ اللہ نے انہی کے ذریعہ ہم پر رحم فرمایا اور انہی کی بدولت ہمیں شرک وجہالت کی تاریکیوں سے نکال کر توحید وعلم کا نور بخشا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے، آمین۔

اور اس لئے بھی کہ اس کا مقصد ان لوگوں کو واقف کرانا ہے جنہیں اس بارے میں ائمۂ کرام کے منہج اور ان کے کلام کا علم نہیں ہے تاکہ انہیں علم ہو جائے کہ ان کی راہ یہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ان کی نسبت کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو ان کی اتباع

کریں' اُن کے نقش قدم پر چلیں اور ان کا طریقہ اپنائیں۔

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

اس سلسلہ میں علامہ فقیہ محدث اصولی شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ رقمطراز ہیں:

''اگر آپ پوچھیں کہ آخر انسان کے لئے ان فقہی مذاہب کی کتابوں کا پڑھنا کس حد تک جائز ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ محض مسائل کی تصویر اور کتاب وسنت کو سمجھنے میں معاون کے طور پر ان کتابوں کا پڑھنا جائز ہے' لہٰذا ان کی حیثیت معاون کتابوں (وسیلہ) جیسی ہے۔

رہی یہ صورت کہ انہیں کتاب وسنت پر مقدم' اور اختلافی مسائل میں فیصل سمجھا جائے' شرعی مسائل اور قضیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بجائے ان کتابوں کی عدالت میں پیش کئے جائیں' تو بلاشبہ یہ ایمان کے منافی اور اس کے متصادم عمل ہے، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ [النساء:٦٥]۔

تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصل نہ بنالیں، پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کوئی حرج نہ محسوس کریں، اور مکمل طور سے سر تسلیم خم کردیں۔

چنانچہ جب اختلاف کے موقع پر اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر ان کتب فقہ سے فیصلہ لیا جائے گا' اور جب کسی مسئلہ میں اللہ اور اس کے رسول فیصلہ کردیں گے تو تم اپنے دلوں میں

اس سے تنگی محسوس کرو گے اور اہل کتاب کے فیصلہ سے تنگی محسوس نہ کرو گے اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ نہ مانو گے اور اہل کتاب کا فیصلہ مان لو گے تو اللہ نے خود اپنی ذات بابرکات کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ تم ایسی صورت میں مومن نہ رہ جاؤ گے، ارشاد باری ہے:

﴿بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۞ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۞﴾ [القیامۃ: ۱۴، ۱۵]۔

بلکہ انسان خود اپنے اوپر آپ حجت ہے۔ اگرچہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔

یہ جانتے ہوئے کہ ائمہ اربعہ اور دیگر اہل علم نے سنت رسول واضح ہو جانے کے بعد اپنی تقلید سے منع فرمایا ہے۔۔۔"۔

اور پھر منع تقلید سلسلہ میں ائمہ اربعہ کے مشہور اقوال نقل کئے ہیں، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اس باب میں ائمہ کے بے شمار اقوال ہیں۔

لیکن اس کے باوجود مقلدین نے ان کی مخالفت کی اور مسلکی کتابوں میں جو بھی باتیں انہیں ملیں پکڑ کر بیٹھ گئے خواہ صحیح ہوں یا غلط؛ حالانکہ اماموں کی طرف منسوب اکثر و بیشتر اقوال ان کے مستند اقوال نہیں ہیں بلکہ ان کے اقوال پر تفریعات، صورتیں، احتمالات اور قیاس ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ائمہ غلطی پر تھے: نہیں! بلکہ ان شاء اللہ وہ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان و اتباع کا واجبی فریضہ انجام بھی دیا لیکن رسول گرامی ﷺ کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہو سکتا، نبی رحمت ﷺ ہی کی شان ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۞ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۞﴾ [النجم: ۳، ۴]۔

اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ تو محض وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

اب آخر نبی معصوم ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کر ان (غیر معصوم) اماموں کی تقلید کا کیا عذر

باقی رہ جاتا ہے؟[1]

مذاہب میں تصنیف کردہ فقہی کتابوں کے سلسلہ میں صحیح موقف یہی ہے کہ انہیں صرف مسائل کی تصویر اور کتاب وسنت کو سمجھنے میں معاون کے طور پڑھنا جائز ہے لہذا ان کی حیثیت فہم کتاب وسنت کے لئے معاون اور وسیلہ جیسی ہے۔

رہا مسئلہ اس میں غلو کرنا اور انہیں کلام اللہ اور سنت رسول ﷺ کے نصوص پر مقدم کرنا' تو یہ حرام ہے۔

ائمہ کرام نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان واتباع کا واجبی فریضہ انجام دیا' اور جو ان سے اجتہادی غلطیاں سرزد ہوئیں ان میں وہ معذور ہیں' جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب "رفع الملام عن الائمۃ الاعلام" میں بیان فرمایا ہے، اور دلیل کے خلاف ان اماموں کی اتباع جائز نہیں۔

ان کا احترام الگ چیز ہے اور معصومیت کی حد تک ان کی شانوں میں غلو کرنا الگ چیز ہے۔

یہی ہمارا عقیدہ ہے اور اسی بنیاد پر ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

جو ہمیں کسی اور چیز کی طرف منسوب کرے یا ہماری طرف کسی اور چیز کی نسبت کرے وہ جھوٹا' افتراپرداز ہے، اور اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾﴾ [الأعراف: ۱۵۲]۔

بے شک جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے' ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف

---

(۱) دیکھئے: "تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید" (ص/ ۵۴۸-۵۴۹)۔

سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابو حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ایوب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابو قلابہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی اور فرمایا: "فَهُوَ جَزَاءُ كُلِّ مُفْتَرٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَنْ يُذِلَّهُ اللَّهُ"[1]۔

قیامت تک تمام افترا پردازوں کا یہی انجام ہے کہ اللہ انہیں ذلیل فرمائے گا۔

اور ابو الشیخ نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے (جیسا کہ "الدر المنثور" میں ہے)[2] کہ انھوں نے ارشاد فرمایا:

"لَيْسَ فِي الْأَرْضِ صَاحِبُ بِدْعَةٍ إِلَّا وَهُوَ يَجِدُ ذِلَّةً تَغْشَاهُ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ"۔

کہ دنیا کا ہر بدعتی ذلت میں ڈوبا ہوا ہے اور اس کا بیان کتاب اللہ میں ہے! لوگوں نے پوچھا: کہاں ہے؟ فرمایا: کیا تم نے اللہ یہ فرمان نہیں سنا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ﴾ [الأعراف: ۱۵۲]۔

لوگوں نے کہا: ابو محمد! یہ تو گوسالہ پرستوں کے ساتھ خاص ہے!

فرمایا: نہیں ہرگز نہیں! آیت کریمہ آگے پڑھو:

﴿وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾﴾ [الأعراف: ۱۵۲]۔

کہ ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

لہٰذا آیت کریمہ قیامت تک کے تمام بدعتیوں اور افترا پردازوں کو شامل ہے۔

---

(۱) دیکھئے: "تفسیر عبد الرزاق" (ا/ ق: ۲/ ص/ ۲۳۶)، وتفسیر طبری: (۹/ ۷۰)، وتفسیر ابن ابی حاتم: (۵/ ۱۵۷۱، اثر نمبر (۹۰۰۳)، بقیہ لوگوں کا حوالہ امام سیوطی نے "الدر المنثور" (۳/ ۵۶۵) میں دیا ہے۔

(۲) "الدر المنثور" (۳/ ۵۶۵-۵۶۶)۔

فصل:

ائمہ اربعہ اور دیگر اہل علم کا احترام اور ان کے علوم سے استفادہ واجب ہے

علماء کرام کا احترام واجب ہے اسے اللہ نے خود اور اپنے رسول ﷺ کی زبانی واجب قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ''۔

جو ہمارے بڑے کا احترام نہ کرے ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے تو وہ ہم میں سے نہیں۔

اسے امام احمد نے[1] اور ان کے بیٹے امام عبد اللہ نے ''زوائد علی المسند''[2] میں اور امام حاکم[3] نے روایت کیا ہے۔ اور الفاظ مستدرک حاکم کے ہیں جو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لہٰذا علماء شریعت سے محبت اللہ کے دین کا حصہ ہے، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے

---

(۱) دیکھئے: ''مسند احمد'' (۵/ ۳۲۳)۔

(۲) ''مسند احمد'' (۵/ ۳۲۳)۔

(۳) دیکھئے: ''مستدرک حاکم'' (۱/ ۱۲۲)۔

کمیل بن زیاد کو اپنی مشہور وصیت میں فرمایا تھا:

"وَمَحَبَّةُ الْعَالِمِ دِيْنٌ يُدَانُ بِهَا"[1]۔

اور عالم سے محبت کرنا اللہ کے دین کا حصہ ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کیونکہ علم انبیاء کی میراث ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں' لہٰذا علم اور علماء سے محبت درحقیقت انبیاء کی میراث اور ان کے وارثین سے محبت ہے' اور علم اور علماء سے بغض ونفرت انبیاء کی میراث اور ان کے وارثین سے بغض ونفرت ہے"۔

آگے فرماتے ہیں:

"اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ "علیم" ہے' ہر صاحب علم سے محبت کرتا ہے' اور اپنا علم اپنے محبوب لوگوں ہی کو عطا فرماتا ہے' لہٰذا جو علم اور علماء سے محبت کرتا ہے وہ اللہ کے محبوب سے محبت کرتا ہے' اور یہ اللہ کی عبادت کا حصہ ہے"[2]۔

میرے طالب علم بھائی! - اللہ مجھے اور آپ کو اپنی مرضیات کی توفیق بخشے، اور ہمیں اپنے سے کما حقہ ڈرنے والوں میں شامل فرمائے- معلوم ہونا چاہئے کہ علماء رحمہم اللہ کے گوشت زہر آلود ہیں' اور ان کی عیب جوئی اور بے ادبی کرنے والوں کو ذلیل کرنے کے سلسلہ میں اللہ کی سنت معلوم ہے، ناحق ان کی عیب جوئی کرنا بہت بڑا گناہ ہے' دروغ و افترا کی بنیاد پر ان کی عزت وآبرو میں پڑنے کا انجام تباہ کن ہے، اور خدمت علم کے لئے اللہ نے ان میں

---

(۱) اسے حافظ ابو نعیم الاصبہانی نے "حلیۃ الاولیاء" (۱/ ۷۹-۸۰) میں روایت کیا ہے، اور اسی سند سے خطیب بغدادی نے "الفقیہ والمتفقہ" (۱/ ۱۸۲، ایڈیشن: عادل العزازی) میں روایت کیا ہے۔

(۲) دیکھئے: "مفتاح دار السعادۃ" (۱/ ۱۳۶)، ایڈیشن مکتبۃ الریاض الحدیثۃ۔

سے جن کو منتخب فرمالیا ہے ان پر جھوٹ کا طومار باندھنا ایک قبیح خصلت ہے"(۱)۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اولین وتابعین علماء سلف' خواہ علماء حدیث و اثر ہوں یا علماء فقہ ونظر' سبھوں کو خیر و بھلائی اور نیک ناموں ہی سے یاد کیا جائے گا' جو انہیں برائی سے یاد کرے وہ اہل ایمان کے منہج سے خارج ہے"(۲)۔

امام ابن ابو العز رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"۔۔۔ ہر مسلمان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے بعد مومنوں سے محبت کرنا واجب ہے' جیسا کہ قرآن نے شہادت دی ہے' خصوصاً علماء کرام سے جو کہ انبیاء کے وارث ہیں' جنہیں اللہ نے بحر و بر کی تاریکیوں میں نور ہدایت کا ستارہ بنایا ہے۔ ان کی ہدایت اور علم و درایت پر علماء کا اجماع ہے' کیونکہ نبی کریم کی بعثت سے قبل تمام امتوں کے علماء قوم کے بدترین لوگ ہوا کرتے تھے' سوائے مسلمانوں کے' کہ ان کے علماء قوم کے بہترین لوگ ہیں' اس لئے کہ وہ امت میں رسول کے جانشین اور اس کی مردہ سنتوں کا احیاء کرنے والے ہیں' ان علماء ہی سے کتاب اللہ کا علم عام ہوا اور کتاب اللہ ہی نے ان علماء کا مقام بلند کیا' انہی سے کتاب اللہ کی خدمت ہوئی اور انہوں نے کتاب اللہ ہی کی دعوت دی۔ تمام علماء کا اس بات پر یقینی اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب ہے' لہٰذا اگر ان میں کسی کا کوئی قول حدیث صحیح کے خلاف ہو' تو اسے ترک کرنے میں اس کے پاس کوئی عذر ضرور ہوگا" (۳)۔

---

(۱) دیکھئے: "تبیین کذب المفتری' از: علامہ ابن عساکر دمشقی رحمہ اللہ (ص/ ۲۹)۔

(۲) "شرح العقیدۃ الطحاویۃ" (ص/ ۴۹۲)' تیسرا ایڈیشن' المکتب الاسلامی۔

(۳) "شرح العقیدۃ الطحاویۃ" (ص/ ۴۹۲)۔

===

اس مسئلہ میں ائمۂ دعوت کا منہج بھی وہی ہے جسے مذکورہ علماء نے بیان فرمایا ہے:

۱- ائمہ دعوت کے سرخیل امام مجدد محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ زکاۃ' مضاربت اور جعلی نوٹوں وغیرہ کے بارے میں شیخ عبد العزیز الحصین کے پیش کردہ چند سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اپنے خط میں رقمطراز ہیں:

''علماء کے احترام کے ساتھ' نصوص کتاب وسنت کی اتباع کے بارے میں تتمہ:

جب آپ نے یہ سمجھ لیا' اور کئی جگہ یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ دین اسلام دو باطلوں کے درمیان حق اور دو گمراہیوں کے مابین ہدایت ہے' اور یہ اور ان جیسے دیگر مسائل اُن مسائل کے قبیل سے ہیں جن میں باہم کسی قسم کی نکیر کے بغیر سلف وخلف کے درمیان اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے' لہٰذا اگر آپ دیکھیں کہ کوئی حسب استطاعت اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کے بعد ان ممانعت کے اقوال میں سے کسی قول پر عمل کر رہا ہے' تو کسی کے لئے اس پر نکیر کرنا جائز نہیں' الا یہ کہ حق واضح ہو جائے تو کسی کے لئے کسی کے قول کی بنا پر اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی بعض مسائل میں باہم کسی نکیر کے بغیر اختلاف ہو جایا کرتا تھا' جب تک کہ نص واضح نہ ہو۔

لہٰذا مومن کو چاہئے کہ اختلافی مسائل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی معرفت اور اس پر عمل کرنے کی فکر کرے اور اسی پر اپنی توجہ مرکوز رکھے۔

اور اہل علم کا' اُن کی غلطیوں کے باوجود ادب واحترام کرے' البتہ انہیں اللہ کے سوا رب نہ بنائے' یہی اللہ کے انعام یافتگان کا منہج ہے۔ اور اس کے برخلاف علماء کے کلام کو بے

== شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی نفع بخش عظیم کتاب ''رفع الملام عن الائمۃ الاعلام'' کے مقدمہ میں حرفاً حرفاً یہی بات کہی ہے جو امام ابن ابو العز رحمہ اللہ نے کہی ہے۔ دیکھئے: رفع الملام (ص/ ۳-۵) ایڈیشن جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ۔

وقعت سمجھنا اور ان کا ادب واحترام نہ کرنا اللہ کے غضب کے ماروں کا راستہ ہے۔

اور انہیں اللہ عزوجل کے سوا رب بنالینا' بایں طور کہ اگر کسی کے سامنے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پیش کی جائے تو وہ کہے کہ: اُن علماء کو اس بارے میں ہم سے زیادہ علم تھا؛ یہ گمراہوں کا راستہ ہے''[1]۔

۲- امام عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ عبداللہ بن عبداللہ صنعانی کو ارسال کردہ خط میں فرماتے ہیں:

''جہاں تک اتباع رسول کا مسئلہ ہے' تو امت پر عقائد اور اقوال وافعال سب میں آپ ﷺ کی اتباع واجب ہے''۔

پھر اس بارے میں چند آیات واحادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اللہ آپ پر رحم فرمائے! ذرا رسول اللہ ﷺ، آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے سچے متبعین رحمہم اللہ' اور ایسے ہی ائمہ محدثین وفقہاء کرام جیسے امام ابوحنیفہ' مالک' شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے منہج پر غور کرلیں' تاکہ ان کے نقش قدم کی پیروی کی جاسکے''[2]۔

میں کہتا ہوں: علماء کی غلطیوں کے باوجود اُن کے ادب واحترام کے سلسلہ میں جو بات امام محمد نے کہی ہے اللہ کا خوف رکھنے والے ہر مومن پر وہی واجب اور لازم ہے۔

---

(۱) دیکھئے: ''مجموعۃ الرسائل النجدیۃ'' (۱/۱۱-۱۲)، و ''مؤلفات الشیخ محمد بن عبدالوہاب'' ایڈیشن جامعۃ الامام محمد بن سعود، (القسم الثالث: مختصر سیرۃ الرسول ﷺ والفتاوی) (ص/ ۷)۔

(۲) ''الدرر السنیۃ'' (۱/ ۱۳۶) قدیم ایڈیشن۔

نیز دیکھئے: ''مؤلفات الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ'' ایڈیشن جامعۃ الامام محمد بن سعود، (القسم الخامس: الرسائل الشخصیۃ) (ص/ ۱۰۶-۱۰۷)۔

کیونکہ اگر ہر ایک ڈکے مسائل میں کسی امام سے قابل معافی اجتہادی غلطی ہونے پر ہم اس کے خلاف محاذ بنائیں گے یا اسے بدعتی قرار دیں گے یا اس کا بائیکاٹ کریں گے تو ہم سے کوئی محفوظ نہ رہ جائے گا''[1]۔

اسی معنیٰ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ دقیق علم میں امت کی غلطی معاف ہے اگرچہ علمی مسائل میں ہی کیوں نہ ہو اور اگر ایسا نہ ہوتا تو امت کے اکثر فضلاء ہلاک ہو جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ جاہلوں کی آبادی میں پرورش پانے کے سبب شراب کی حرمت سے ناواقف کو معاف کر دیتا ہے حالانکہ اس نے سرے علم ہی نہ حاصل کیا' تو فاضل مجتہد جس نے حسب استطاعت اپنے زمان و مکان سے استفادہ کرتے ہوئے حصول علم میں کوششیں صرف کر دی' اگر حسب امکان اس کا مقصود اتباع سنت ہے تو' وہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اللہ اس کی نیکیوں کو قبول فرمائے' اس کے اجتہادات پر اسے اجر دے' اور اس کی خطاؤں پر باز پرس نہ کرے' بمصداق فرمان باری تعالیٰ:

﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ﴾ [البقرۃ:۲۸۶]۔

اے اللہ! ہماری بھول چوک اور خطاؤں پر ہمارا مواخذہ نہ فرما۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی بات ختم ہوئی''[2]۔

سچ فرمایا شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے۔

---

(۱) دیکھئے: ''سیر أعلام النبلاء'' از: امام ذہبی رحمہ اللہ (۱۴/ ۴۰)۔ امام ذہبی نے یہ بات محمد بن نصر المروزی اور ابو عبداللہ بن مندہ رحمہما اللہ کے بارے میں کہی ہے۔

(۲) دیکھئے: ''مجموع الفتاویٰ'' (۲۰/ ۱۶۵)۔

اور اگر علماء اسلام کے ساتھ ہمارا تعامل اس طرح نہ ہوگا' جس طرح علماء کرام نے بیان فرمایا ہے' تو ہم اسی غلطی میں جا واقع ہوں گے جس سے انہوں نے منع کرنا چاہا ہے اور وہ ہے: علماء پر طعن و تشنیع' ان کی تحریر و تصنیف سے دوری اور ان سے استفادہ نہ کرنا! رب کعبہ کی قسم! یہ حد درجہ جہالت اور بیوقوفی کی بات ہے۔

کون ہے جو حافظ ابن حجر کی "فتح الباری" امام نووی کی "شرح صحیح مسلم" اور ان کے علاوہ دیگر علماء کرام کی تصنیفات سے مستغنی ہو؟

امام ذہبی رحمہ اللہ "سیر اعلام النبلاء" میں فرماتے ہیں(۱):

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام رحمہ اللہ جو ایک مجتہد ہیں فرماتے ہیں:

"میں نے علم کے باب میں اسلامی کتابوں میں امام ابن حزم کی "المحلیٰ" اور شیخ موفق ابن قدامہ کی "المغنی" جیسی کتاب نہیں دیکھی"۔

میں - امام ذہبی رحمہ اللہ - کہتا ہوں: "شیخ عزالدین نے سچ فرمایا۔

تیسری کتاب: امام بیہقی کی "السنن الکبریٰ" اور چوتھی کتاب: ابن عبدالبر کی "التمہید" ہے جو ان علمی خزانوں کو پڑھ لے گا وہ ماہر مفتیان میں سے ہو جائے گا اور جو ان کا مستقل مطالعہ کرتا رہے گا حقیقت میں "عالم" ہو جائے گا"۔

محمد بن ہادی کہتا ہے: میرے نزدیک اس سلسلہ کی پانچویں کتاب "فتح الباری" ہے اور موفق الدین کی "المغنی" سے قریب قریب امام نووی کی "المجموع شرح المہذب" ہے۔

میں قریب قریب کہہ رہا ہوں' اس کے برابر تو نہیں ہو سکتی' کیونکہ امام موفق الدین ابن قدامہ نے طویل عمر پائی اور بلند پایہ پختہ عالم ہوئے' جبکہ امام نووی رحمہ اللہ جلد ہی وفات

---

(۱) دیکھئے: "سیر اعلام النبلاء" (۱۸/ ۱۹۳)۔

پا گئے۔ اور اس لئے بھی کہ امام ابن قدامہ نے "مختصر الخرقی" کی شرح بذات خود مکمل فرمائی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کتاب ایک نہج اور تسلسل پر قائم رہی۔ برخلاف امام نووی کے کہ اُن کے کام کو ان کے بعد کسی علماء نے مِلکر مکمل کیا' جس کی وجہ سے شرح میں انداز بدل گیا۔

البتہ میرے نزدیک امام نووی صحیح وضعیف کی معرفت میں امام ابن قدامہ سے زیادہ متمکن ہیں۔ اللہ تعالی ان دونوں کی مغفرت فرمائے اور ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

اس مختصر مبارک رسالہ میں جو کچھ حوالہ قلم کرنا میسر آیا' یہاں اختتام پذیر ہوا۔

میں اللہ کریم سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے دعا گو ہوں کہ ہمیں اور تمام برادران اسلام کو اپنی مرضیات کی راہ پر چلائے' تمام ظاہری و باطنی فتنوں سے ہمیں محفوظ رکھے اور ہمیں دین کی سمجھ اور حق پر ثابت قدمی عطا فرمائے' یہاں تک کہ ہم اس سے ملاقات کریں۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین، وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

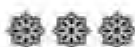
تحریر کنندہ

محمد بن ہادی بن علی المدخلی

۲۰ / ۱۲ / ۱۴۱۸ھ

ترجمہ مع کتابت: ۱۸ / جنوری ۲۰۱۱ء شب مکمل ہوا

ابو عبد اللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی



جمعیت اہلِ حدیث بھیونڈی کی سرگرمیاں ایک نظر میں

الحمدللہ! جمعیت اہل حدیث بھیونڈی اپنے مقصد وجود کی تکمیل میں بساط بھر سرگرم عمل ہے اور کتاب وسنت کی نشرواشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی حتی الامکان سعی کر رہی ہے۔ اس کی سرگرمیوں کا مختصر جائزہ حسب ذیل ہے۔

- بیت المال کا قیام۔
- مستحقین، بیواؤں، معذوروں، ناداروں اور طالب علموں کے لئے وظائف کا اہتمام۔
- مستحق افراد کے علاج معالجہ اور شادی بیاہ کے لئے امداد۔
- مسافر اور نومسلم کی پریشانیوں کے ازالہ کی کوشش۔
- طعمۃ للمساکین (صدقۃ فطر راشن فنڈ اسکیم) کا اہتمام۔
- ہمہ وقتی (جامعۃ التوحید) اور جزوقتی مدارس کا قیام۔
- مساجد کا قیام وانصرام۔
- کتابوں کی مفت تقسیم۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ایس۔ ایس۔ سی ٹاپرس کی حوصلہ افزائی (مولانا عبدالصمد ترول میموریل ٹرافی)
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔
- مصائب وحوادث سے پریشان لوگوں کا تعاون۔
- ماہانہ تربیتی واصلاحی اجتماعات کا انعقاد۔
- اجلاس اور کانفرنسیں۔
- دارالمطالعہ (لائبریری) کا قیام۔
- تنازعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔

549/Near Raees High School , Gauri Pada , Thane Road – 226526/225071